جن اور شیاطین
کی دنیا
www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں
تالیف
عمر سلیمان الاشقر
ترجمہ
عبدالسلام سلفی
مکتبہ قدوسیہ
اردو بازار لاہور

کی دُنیا

www.KitaboSunnat.com

تالیف

عمر سلیمان الاشقر

ترجمہ

عبد السلام سلفی
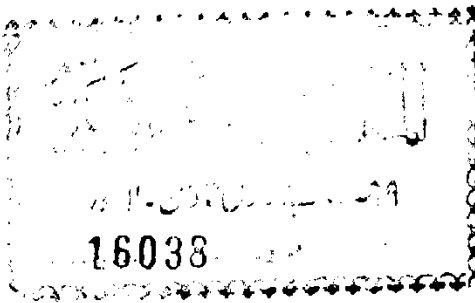
اشاعت —— 2004ء

مکتبہ قدوسیہ
ابوبکر قدوسی نے موٹروے پریس سے چھپوا کر شائع کی۔
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk

مقدمۃ الکتاب

جن اور شیاطین اس انسانی بستی میں ایک ایسی مخلوق ہیں جو ہمارے ساتھ رہتی اور بستی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ پر ان سے ہمارا واسطہ پڑا ہوا ہے۔ وہ ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ وہ بھی ہمارے اندر آباد ہیں۔ ہمارے نفس پر سوار' دماغوں اور خیالات میں رچے بسے' کھانوں میں شریک' معاملات میں دخیل' بیوی بچوں میں حائل' کہیں رہنما کی شکل میں' کہیں دشمنوں کی فوج میں' غرض اس انسانی بستی میں جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ہیں مسجد سے میخانے تک اور بازار سے تخت حکومت تک ہر جگہ یہ انسانوں کے دوش بدوش کارزار حیات میں برسر پیکار ہیں۔

اس کے باوجود یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں ہم انھیں ان کی اپنی حقیقی شکل وصورت میں دیکھ نہیں پاتے لیکن یہ شکلیں بدل کر ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ کبھی یہ سانپ بن کر رینگتے ہیں۔ کبھی کتے بن کر بھونکتے ہیں۔ کبھی گدھے بن کر انسانی بستیوں میں رہتے ہیں۔ کبھی یہ خضر کی صورت میں جستجو پارسائی پہن کر رہنما کی شکل میں آتے ہیں۔ کبھی انتہائی خونخوار ظالم اور بے رحم قاتل کی شکل میں آتے ہیں ویسے ان میں مومن اور کافر بھی کتنے ان میں تہجد گذار' عالم باعمل اور پابند شریعت ہوتے ہیں اور بہت ایسے بھی ہیں جو بلاوجہ مسافروں کو بھٹکاتے اور تنگ کرتے ہیں۔ عورتوں کو چھیڑتے اور میاں بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں۔ عوام میں جھوٹی خبریں پھیلا کر فساد کراتے ہیں منظم اور پر سکون مجمع میں انتشار اور بھگدڑ پیدا کرتے ہیں۔ مسجد اور میخانوں میں جنگ کراتے ہیں اور انسانوں میں عالم گیر جنگ کراتے ہیں۔ تاریخ میں جنوں اور شیاطین کی بداعمالیوں اور شعبدہ بازیوں کے بڑے عجیب و غریب واقعات

موجود ہیں جن سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے۔

قرآن و احادیث میں جنوں اور شیاطین کے بڑے مفصل تذکرے موجود ہیں اور ان کے مکرو فریب سے بچنے کی بہت سی آسان تدابیر بتائی گئی ہیں۔ جن کو استعمال کرنے سے انسان کبھی بھی ان کے مکرو فریب میں نہیں آسکتا اور یہ ہمیشہ اپنی چالوں میں ناکام ہی رہیں گے۔

انسان اور شیطان کی دشمنی ابتداء دنیا سے ہی ہے اس نے سب سے پہلے حضرت آدم ہی کو اپنا شکار بنایا۔ ان کو جنت سے نکلوایا اور اس وقت سے آج تک وہ انسانوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

لیکن اللہ نے اپنے مخلص اور محسن بندوں کو ہمیشہ شیطان کے شر سے بچایا ہے اور اپنے صالح بندوں کو یقین دلایا ہے کہ شیطان انتہائی مکار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بزدل بھی ہے۔ اس کی تمام چالیں انتہائی کمزور اور لچر ہیں اس کا ہاتھ اللہ کے صالح اور پرہیزگار بندوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

جن اور شیاطین کی فطرت اور حقیقت اور ان کی خفیہ طاقت اور ان کے حملوں اور فریب کاریوں کو جاننا بہت ضروری ہے۔ ورنہ غفلت میں انسان ان کے فریب کا شکار ہو کر ساری عمر پریشان رہ سکتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں شیطانوں بچنے کی آسانی تدابیر مفصل طور پر موجود ہیں۔ زیر نظر کتاب' اس موضوع پر اردو زبان میں سب سے پہلی جامع اور مدلل اور کتاب و سنت کے قوی دلائل کی روشنی میں محقق کتاب ہے یہ اردو زبان میں ایک بیش بہا علمی خزانے کا اضافہ ہے۔

اردو زبان میں جن اور شیاطین کے موضوع پر جتنی کتابیں ملتی ہیں وہ عام طور پر سطحی اور شعبدہ بازیوں اور عوامی قصے اور فرضی حکایات سے بھرپور ہیں جس کا نہ کوئی علمی مقام ہے نہ شرعی حیثیت۔

اپنے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جس کا سب سے بڑا مصدر قرآن اور حدیث ہے اور یہ شریعت کے مستند اور صحیح ترین حوالوں سے مرتب کی گئی ہے۔جس کی ہر سطر صحت و تحقیق کے معیار پر کامل اترتی ہے۔

اس کتاب میں قرآن کی تقریباً ان تمام آیات کا ذکر کر دیا گیا ہے جن میں شیاطین کا ذکر ہے۔اسی طرح احادیث صحیحہ میں مذکور آنحضرت ﷺ صحابہ و سلف صالحین کے سچے واقعات کا ذکر ہے جن کو پڑھ کر جہاں اس پراسرار دنیا کے حالات کا علم حاصل ہوتا ہے وہیں اس عجیب و غریب مخلوق کے حملے اور فتنے سے بچنے کی تدابیر بھی معلوم ہوتی ہیں۔

کتاب اتنی دلچسپ اور سبق آموز ہے کہ قاری کو اسے بار بار پڑھنا پڑے گا۔اس کتاب سے جن بھوت اور دوسری توہماتی اور مافوق الفطرت مخلوقات کے بارے میں جہلاء اور وہم پرست پیشہ ور عاملین کی پھیلائی ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کا پردہ بھی چاک ہو گا اور لوگ جن اور شیاطین کے بارے میں اصلی حقائق سے روشناس ہوں گے۔

اس کتاب کے مصنف استاذ عمر سلیمان الاشقر ایک جید سلفی عالم محدث مفسر اور علم شریعت میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہیں۔

موصوف کویت کی وزارۃ الاوقاف میں شعبہ اسلامیات کے ایک اعلی عہدہ پر فائز ہیں۔ابھی حال میں ان کی قرآن مجید کی ایک مختصر تفسیر زبدۃ التفاسیر کے نام سے چھپی ہے۔

آپ شام کے ایک سلفی عالم ہیں اور توحید و سنت اور عقائد سلف میں نہایت پختہ مقام رکھتے ہیں۔

کتاب اپنی ندرت اور موضوع کے اچھوتے پن کی وجہ سے اردو کتب خانے میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ادارہ الدار السلفیہ نے بڑی جدوجہد سے اس کا ترجمہ تیار کرایا ہے

اور اس کی تصحیح اور تنقیح پر مدتوں محنت کی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حق و ہدایت کے غلبہ اور توہم اور خرافات کے ازالے کا ذریعہ بنائے اور مصنف اور ادارہ کے ذمہ داروں کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین

مختار احمد الندوی

(یکم مئی ۱۹۹۱ء)

تعارف

جنات کیا ہیں؟

انسان اور فرشتوں کے علاوہ جنات ایک دوسری دنیا کا نام ہے۔ جنات اور انسانوں میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں سمجھ بوجھ کی صفت رکھتے ہیں' دونوں میں اچھے اور برے راستہ کو منتخب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ جنات انسانوں سے چند چیزوں میں مختلف ہیں ان میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جن کی حقیقت انسان کی حقیقت سے مختلف ہے۔

جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ (الاعراف:۲۷)

''وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔''

جنات کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں خبر دی ہے کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں چنانچہ فرمایا:

﴿ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ (الحجر:۲۷)

''اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔''

اور سورہ رحمٰن میں فرمایا:

﴿ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴾ (رحمٰن:۱۵)

''اور جن کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔''

ابن عباس' عکرمہ' مجاہد اور حسن وغیرہ نے کہا کہ ''مارج من نار'' سے شعلہ کا کنارہ مراد ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ خالص اور عمدہ آگ سے پیدا کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱/۵۹)

امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ "مَارِجٌ" سے وہ شعلہ مراد ہے جس میں آگ کی سیاہی کی آمیزش ہو۔

جنات کے آگ سے پیدا ہونے پر ایک شبہ اور اس کا جواب

اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آگ میں اتنی زیادہ خشکی ہوتی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے آگ میں زندگی کا پیدا ہونا مشکل ہے۔ زندگی کے وجود کے لئے رطوبت درکار ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے لئے ایک مخصوص ڈھانچہ اور روح جس کو نفس بھی کہتے ہیں ناگزیر ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اپنی جگہ درست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ اس آگ میں اتنی مقدار میں رطوبت فراہم کر سکتا ہے جس سے آگ میں زندگی پیدا ہو سکے۔ اس لئے کہ پانی اور آگ کا اجتماع محال اور مشکل چیز نہیں' یہ دیکھنا ہو تو گرم پانی کو دیکھئے کہ وہ آگ کے اجزاء سے گرم ہوتا ہے۔ یہ اجزاء پانی کے اجزاء میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے گرم پانی جب ہوا میں ہوتا ہے تو آگ کے اجزاء لطیف شکل اختیار کر کے پانی سے جدا ہو جاتے ہیں اور پانی اپنی پہلی سی خنکی کی طرف لوٹ آتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو بھاپ اوپر کو اٹھتی ہے وہ اس لئے کہ آگ کے اجزاء بھی اوپر کو اٹھتے ہیں کیونکہ آگ کے اجزاء خفیف ہوتے ہیں اور خفیف چیز میں اوپر اٹھنے کی قوت ہوتی ہے اور پانی ثقیل (بھاری) ہوا کرتا ہے اس لئے کہ اس میں نیچے آنے کی قوت ہوتی ہے۔ ہرچند کہ بھاپ میں رطوبت کے اجزاء ہوتے ہیں لیکن اس میں زیادہ تر آگ ہی کے اجزاء پائے جاتے ہیں' جو مرطوب اجزاء پر غالب ہو کر ان کو بھی اپنے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں اور آبی اجزاء کو اپنی لطافت کے حکم میں کر دیتے ہیں۔ اس طرح پانی اور آگ کے اجتماع کی جو بات ہم نے کہی بالکل ثابت اور صحیح ہو جاتی ہے جب یہ کلیہ صحیح ہو گیا تو یہ بات محال نہیں رہی کہ اللہ رطوبت کے کچھ اجزاء آگ میں پیدا کرتا ہے جس سے آگ میں زندگی آ جاتی ہے ان اجزاء کا ڈھانچہ اور روح سے کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ آگ

بذات خود ڈھانچہ رکھتی ہے اور اس کی روح ہوا ہے۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

ایک اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ جن آگ سے نہیں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے لئے سجدہ کا حکم دیا تو تمام فرشتے سجدہ میں چلے گئے مگر ابلیس نہیں گیا اس کے سلسلے میں اللہ نے فرمایا کہ: ﴿ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ﴾ اس آیت میں ابلیس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ فرشتوں میں سے تھا کیونکہ زبان عرب میں کسی چیز کا استثناء دوسری جنس سے نہیں کرتے ہیں مثلاً یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ "عندی عشرة دراہم الا ثوبا" (میرے پاس دس درہم ہیں مگر ایک کپڑا نہیں ہے) لہٰذا اگر ابلیس فرشتوں کی جنس سے نہیں تھا تو تمام فرشتوں سے اس کا استثناء کیونکر جائز ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ عربی زبان میں ہم سے خطاب کر رہا ہے؟ اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس فرشتوں کی جنس سے تھا اور جن آگ سے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ابلیس فرشتوں کی جنس سے نہیں تھا۔ پھر بھی اس کو فرشتوں کے ساتھ اس لئے جمع کر دیا گیا ہے کہ دونوں کے لئے (اپنی جنسیت کے اختلاف کے باوجود) ایک ہی حکم صادر کیا گیا تھا اور وہ سجدہ کا حکم ہے چونکہ زبان عرب میں اس طرح کا استثناء جائز بلکہ اہل عرب میں مشہور ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا اعتراض صحیح نہیں' صحیح بات وہی ہے جو ہم نے کہی۔

ابو الوفاء بن عقیل نے اپنی کتاب "الفنون" میں کہا کہ ایک شخص نے جنوں کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بتایا ہے کہ وہ آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔

﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ (الحجر: ۲۷)

"ہم نے جنوں کو آگ سے پیدا کیا ہے۔"

نیز یہ بھی بتایا کہ آگ کے شعلے ان کو نقصان پہنچاتے اور ان کو جلا دیتے ہیں' تو بھلا آگ آگ کو کیسے جلا سکتی ہے؟

ابوالوفاء نے جواب دیا:

"معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسان کو مٹی' کیچڑ اور پکی ہوئی مٹی کی طرف منسوب کیا ہے اسی طرح شیطانوں اور جنوں کو آگ کی طرف منسوب کیا ہے۔ انسان کے مٹی سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اصلیت مٹی ہے آدمی حقیقت میں خود مٹی نہیں ہے۔ اسی طرح جن کی اصلیت آگ ہے وہ خود آگ نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "نماز میں مجھے شیطان نظر آیا تو میں نے اس کا گلا دبوچ دیا جس سے مجھے اپنے ہاتھوں میں اس کے تھوک کی برودت محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔"

جو شخص جلا دینے والی آگ ہو بھلا اس کے تھوک میں برودت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس سے ہمارے قول کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

یہ بات کہ جنات اب اپنے آتشیں عنصر پر باقی نہیں ہیں۔ نبی ﷺ کے اس فرمان سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ

"اللہ کا دشمن ابلیس میرے چہرے پر ڈالنے کے لئے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔"

نیز آپ نے فرمایا:

"شب معراج میں میں نے ایک عفریت کو دیکھا جو آگ کا شعلہ لے کر میرا تعاقب کر رہا تھا۔ جب بھی میں نے پیچھے دیکھا وہ نظر آیا۔"

ان حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اگر جنات اپنے آتشیں عنصر پر برقرار رہے ہوتے تو انھیں اس بات کی ضرورت نہ ہوتی کہ ان میں کا کوئی عفریت یا شیطان آگ کا شعلہ لے کر آتا بلکہ اس کا ہاتھ یا کوئی اور عضو ہی انسان کو چھو کر جلا دینے کے لئے کافی ہوتا جیسا کہ حقیقی آگ محض انسان کو چھو دینے سے جلا دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ آگ تمام عناصر میں گھل مل کر برودت (خنکی) کی شکل اختیار کر گئی ہے بلکہ بسا اوقات برودت ہی کا غلبہ ہو جاتا ہے یا تو خود اعضاء کی وجہ سے یا بدن سے نکلنے والی

چیزوں مثلاً لعاب کی وجہ سے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "یہاں تک کہ مجھے اپنے ہاتھوں میں اس کی زبان کی برودت محسوس ہوئی۔" اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غذا کو جسم کی بالیدگی کا ذریعہ بنایا ہے۔ غذا جتنی گرم یا ٹھنڈی خشک و تر ہوتی ہے اسی حساب سے بالیدگی اور نشوونما ہوتی ہے اس میں بھی شک نہیں کہ جنات وہی چیزیں کھاتے پیتے ہیں جو ہم کھاتے اور پیتے ہیں اس کی وجہ سے ان کے جسم کو بھی غذا کے اعتبار سے نشونما اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے اور ان میں توالد و تناسل کا عمل جاری رہتا ہے ان اسباب کی بنا پر وہ اپنے آتشیں عنصر سے منتقل ہو کر عناصر اربعہ کا مجموعہ ہو گئے۔

جنات کی تخلیق کب ہوئی؟

اس میں شک نہیں کہ جنوں کی تخلیق انسان کی تخلیق سے پہلے ہوئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ (الحجر:۲۶-۲۷)

"ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔"

اس آیت میں صراحت ہے کہ جن انسان سے پہلے پیدا کیے گئے ہیں۔ بعض متقدمین کا خیال ہے کہ ان کی پیدائش انسان سے دو ہزار برس پہلے ہوئی۔ لیکن قرآن اور حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو انسان سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنات زمین کے باشندے تھے اور فرشتے آسمان کے' فرشتوں نے ہی آسمان کو آباد کیا۔ ہر آسمان میں کچھ فرشتے رہتے تھے' اور ہر آسمان کے باشندے نماز' تسبیح اور دعا کرتے' ہر اوپر آسمان والے فرشتے نیچے آسمان والوں سے زیادہ عبادت' دعا' تسبیح اور ذکر و اذکار کرتے۔ اس طرح فرشتوں نے آسمان کو آباد کیا اور جنوں نے زمین کو۔

جن بوڑھے ہو کر دوبارہ جوان ہوتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے باپ "سومیا" کو پیدا کیا اور اس سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو دیکھیں لیکن لوگ ہمیں نہ دیکھ سکیں' ہمیں زمین میں دفن کیا جائے۔ ہم لوگوں میں بوڑھا دوبارہ جوان ہو جائے۔ چنانچہ اس کی یہ خواہش پوری کر دی گئی اب وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ جب وہ مرتے ہیں تو زمین میں مدفون ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی بوڑھا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک دوبارہ جوان نہ ہو جائے یعنی بالکل بچہ کی طرح۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ آدم نے کہا: پہاڑ (یا شاید جنت کہا) چنانچہ آدم کو پہاڑ (یا جنت) دے دیا گیا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے جویبر اور عثمان نے سند کے ساتھ یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو پیدا کر کے ان کو زمین کو آباد کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد انھوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور کشت وخونریزی شروع کر دی۔ ان میں ایک بادشاہ تھا جس کو یوسف کہا جاتا تھا۔ انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اللہ نے آسمان دنیا سے فرشتوں کی ایک فوج بھیجی اس فوج کو جن کہا جاتا تھا' انہیں میں ابلیس بھی تھا جو چار ہزار فوج کا کمانڈر تھا۔ فوج زمین پر اتری اور جنوں کی اولاد کو تباہ کر دیا اور ان کو زمین سے جلا وطن کر کے سمندر کے جزیروں میں منتقل کر دیا۔ ابلیس اور جو فوج اس کے ساتھ تھی اس نے زمین میں بود وباش اختیار کر لی۔ ان کے لئے کام کرنا آسان ہو گیا اور انہوں نے زمین ہی میں رہنا اچھا سمجھا۔ محمد بن اسحاق نے حبیب بن ثابت وغیرہ سے بیان کیا کہ ابلیس اور اس کی فوج آدم کی پیدائش سے پہلے چالیس برس تک زمین میں قیام پذیر رہی۔

عربی زبان میں جنوں کے نام

ابن عبدالبر نے کہا کہ اہل علم و زبان کے نزدیک جنوں کی چند قسمیں ہیں:

۱۔ اصلی جن کو "جنی" کہتے ہیں۔

۲۔ وہ جن جو لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اسے "عامر" کہتے ہیں۔ اس کی جمع عمار ہے۔

۳۔ جو جن بچوں کو پریشان کرتا ہے اسے "ارواح" کہتے ہیں۔

۴۔ سب سے زیادہ خبیث اور پریشان کرنے والے جن کو "شیطان" کہتے ہیں۔

۵۔ جس جن کی شرارت حد سے زیادہ بڑھ جائے اور اس کی گرفت مضبوط تر ہو جائے تو اسے "عفریت" کہتے ہیں۔

جن کی قسمیں اس سلسلہ میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتی ہے۔

۲۔ ایک وہ ہے جو سانپ اور کتوں کی شکل میں ہوتی ہے۔

۳۔ وہ ہے جو سفر اور قیام کرتی ہے یعنی بھوت وغیرہ۔ اس کو طبرانی' حاکم اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا' ملاحظہ ہو صحیح الجامع ۸۵/۳

ابن ابی الدنیا نے "مکاید الشیطان" میں ابو درداء سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے جن پیدا کئے:

ایک قسم سانپ بچھو اور کیڑوں مکوڑوں کی ہے۔

دوسری ہوا کی مانند۔

تیسری وہ جو حساب و کتاب اور جزا و سزا کی مکلف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی تین قسموں میں پیدا کیا۔

ایک قسم چوپایوں کی ہے۔ ان کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ﴾ (الاعراف:۱۷۹)

"ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں' آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں' کان ہیں مگر سنتے نہیں۔"

دوسری قسم وہ ہے جس کا جسم بنی آدم کی طرح ہے لیکن روح شیطان کی۔

تیسری قسم وہ ہے جو بروز قیامت زیر سایہ الٰہی ہوں گے جبکہ وہاں کوئی دوسرا سایہ نہ ہو گا۔

زمخشری کہتے ہیں کہ میں نے دیہاتیوں کے ہاں جنوں کے بارے میں ایسی عجیب و غریب چیزیں دیکھی ہیں جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کہتے ہیں کہ جنوں میں ایک جنس ایسی بھی ہے جس کی نصف شکل انسان کی شکل کی سی ہوتی ہے اس کا نام "شق" ہے یہ مسافر کو تنہا دیکھ کر پریشان کرتا بلکہ بسااوقات مار ڈالتا ہے۔

جنوں کی دنیا ایک ناقابل انکار حقیقت

کچھ لوگوں نے جنوں کے وجود کا بالکل انکار کیا ہے۔ بعض مشرکین کا خیال ہے کہ جن سے وہ شیاطین مراد ہیں جو ستاروں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ۲۴/۲۸۰)

فلاسفہ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ جنات سے مراد وہ برے خیالات اور خبیث طاقتیں ہیں جو نفس انسانی میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح فرشتوں سے مراد وہ اچھے رجحانات و خیالات ہیں جو انسان میں موجود ہوتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ۴/۳۴۶)

متاخرین کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جنات وہ جراثیم اور مائیکروب ہیں جن کو جدید سائنس نے دریافت کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد البہی نے سورہ جن کی تفسیر میں کہا کہ جنات سے مراد فرشتے ہیں۔ ان کے نزدیک جنات اور فرشتے ایک چیز ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فرشتے لوگوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ البتہ انہوں نے جنات میں ان لوگوں کو شامل کیا ہے جو اپنے ایمان و کفر اور خیر و شر کے معاملہ میں انسانوں کی دنیا سے اوجھل ہوتے ہیں۔ (تفسیر سورہ جن ص ۸)

جنوں کے وجود کا انکار کرنے والوں کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ انھیں ان کے وجود کا علم نہیں، لیکن لاعلمی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی، عقل مند کے لیے یہ معیوب بات ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس کا انکار کر بیٹھے' اسی کے

بارے میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تردید کی اور فرمایا

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ ﴾ (یونس: ۳۹)

"اصل یہ ہے کہ جو چیز ان کے علم کی گرفت میں نہیں آئی اس کو انہوں نے (خواہ مخواہ اٹکل پچو) جھٹلا دیا۔"

یہ نوایجاد چیزیں جن کا آج کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر سینکڑوں برس پہلے کوئی سچا انسان ان کے معرض وجود میں آنے کی خبر دیتا تو کیا اس وقت کے انسان کا اس حقیقت کو جھٹلانا صحیح ہوتا؟ کائنات کے گوشہ گوشہ میں گونجنے والی آوازیں جو ہمیں سنائی نہیں دے رہی ہیں کیا ہمارا نہ سننا ان کے نہ ہونے کی دلیل بن سکتی تھی اور آج ریڈیو کی ایجاد سے سنائی نہ دینے والی چیزیں گرفت میں آگئی ہیں تو ہم اس کی تصدیق کر رہے ہیں؟

حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ فرشتوں اور انسانوں کی دنیا کے علاوہ بھی جنوں کی ایک تیسری دنیا ہے۔ وہ کوئی جراثیم نہیں بلکہ سمجھ بوجھ اور احساس وادراک رکھنے والی ایک مخلوق ہے' وہ بھی شریعت کے مکلف اور امر و نہی کے پابند ہیں۔

دلائل

۱۔ تواتر

مجموعہ فتاویٰ ۱۹/۱۰ میں ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں کہ:

"جنوں کے وجود کے سلسلہ میں مسلمانوں میں سے کسی جماعت نے مخالفت نہیں کی اور نہ اس سلسلہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اکثر کافر جماعتیں بھی جنوں کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں' یہود و نصاریٰ جنوں کے بارے میں اسی طرح اعتقاد رکھتے ہیں جس طرح کہ مسلمان' البتہ ان میں کچھ لوگ اس کے منکر ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ جمہور ائمہ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔"

جنوں کے وجود کو تسلیم کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس سلسلہ میں انبیاء کرام سے

بتواتر واقعات منقول ہیں جو بدیہی طور پر معلوم و مشہور ہیں اور یہ بھی بدیہی طور پر معلوم ہے کہ جنات زندہ اور عقل و فہم رکھنے والی مخلوق ہے' وہ جو بھی کام کرتے ہیں اپنے ارادہ سے کرتے ہیں بلکہ وہ امر و نہی کے بھی مکلف ہیں' وہ کوئی صفت یا عرض نہیں جو انسان کی ذات سے قائم ہیں جیسا کہ بعض ملحدین کا خیال ہے۔ جب جنوں کا معاملہ انبیاء کرام سے اس قدر تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ ہر خاص و عام اسے جانتا ہے تو اس کا انکار کسی ایسی جماعت کے شایان شان نہیں جو اپنے کو رسولوں کی طرف منسوب کرتی ہو۔

ابن تیمیہؒ صفحہ نمبر ۱۳ پر رقمطراز ہیں:

"مسلمانوں کی تمام جماعتیں جنوں کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں' اسی طرح تمام کفار اور عام اہل کتاب بھی' اسی طرح مشرکین عرب میں اولاد عام' اہل کنعان و یونان میں اولاد یافث غرض جملہ فرقے اور جماعتیں جنوں کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں۔"

۲۔ قرآن و حدیث کے نصوص: مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (الجن:۱)

"اے نبیؐ! کہو' میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَ اَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴾ (الجن:۶)

"اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے' اس طرح انہوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔"

اس کے علاوہ بے شمار آیات و احادیث ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ہو گا۔

۳۔ مشاہدہ اور معائنہ

آج اور آج سے پہلے بہتیرے لوگوں نے ان میں سے کچھ چیزوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے یہ اور بات کہ جو لوگ اس کا مشاہدہ کرتے اور سنتے ہیں ان میں سے اکثر نہیں جانتے کہ وہی جن ہیں کیونکہ ان کے تصور میں پہلے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ یا تو روحیں ہیں یا غیبی اور فضائی مخلوق۔

عہد قدیم و جدید میں معتمد لوگوں نے اپنے مشاہدات بیان کئے ہیں۔ اعمش ایک عظیم المرتبت عالم گزرے ہیں وہ کہتے ہیں: ہمارے پاس شام کے وقت ایک جن نکل کر آیا' میں نے کہا: تمہاری پسندیدہ غذا کیا ہے؟ اس نے کہا: چاول' ہم نے اس کو چاول پیش کیا' میں دیکھ رہا تھا کہ لقمے اوپر اٹھتے ہیں مگر کوئی وجود نظر نہیں آتا' میں نے کہا: یہ خواہشات جو ہم میں پائی جاتی ہیں کیا تم لوگوں میں بھی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا: تم لوگوں میں روافض کون ہیں؟ اس نے کہا: جو ہم لوگوں میں سب سے برا ہے۔

اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد ابن کثیر نے کہا: میں نے یہ سند اپنے استاد حافظ ابو الحجاج المزی کو دکھائی تو انھوں نے کہا: اعمش تک اس کی سند صحیح ہے۔ پھر کہا کہ: حافظ ابن عساکر نے عباس بن احمد دمشقی کی سوانح حیات میں بیان کیا کہ عباس بن احمد نے کہا کہ ایک رات جب میں اپنے گھر میں تھا ایک جن کو یہ شعر گنگناتے سنا۔

قُلُوْبٌ بَرَاهَا الْحُبُّ حَتّٰی تَعَلَّقَتْ
مَذَاهِبُهَا فِیْ کُلِّ غَرْبٍ وَّ شَارِقِ
تَهِیْمُ بِحُبِّ اللّٰهِ ' وَاللّٰهُ رَبُّهَا
مُعَلَّقَةٌ بِاللّٰهِ دُوْنَ الْخَلَائِقِ

(یہ دل جس کو محبت نے زخمی کر دیا ہے اور اس کی کرچیاں مغرب و مشرق میں بکھر گئی ہیں۔ یہ دل اللہ کی محبت میں دیوانہ اور اسی کا اسیر ہے نہ کہ مخلوق کا' کہ اللہ ہی اس کا رب ہے۔) (ابن کثیر کا بیان تمام ہوا)

میں کہتا ہوں: بہتیرے معتبر لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے جنوں سے کلام کیا اور ان کو دیکھا ہے' اس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ صفحات میں کریں گے جہاں

ہم نے یہ بحث کی ہے کہ ان میں مختلف صورتیں بدلنے کی صلاحیت موجود ہے۔

۴۔ جنوں کی اصلیت و ماہیت:

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات آگ سے گویا آپ نے دو حقیقتوں کے درمیان فرق ملحوظ رکھا۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو جنات اور فرشتوں میں فرق نہیں مانتے ہیں۔

گدھے اور کتے جنوں کو دیکھتے ہیں

ہر چند کہ جنات ہمیں نظر نہیں آتے لیکن بعض جاندار مثلاً گدھے اور کتے ان کو دیکھتے ہیں۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے:

"اگر تمہیں رات میں کتے یا گدھے کی آواز سنائی دے تو اللہ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو۔ اس لئے کہ گدھے اور کتے ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔"

اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ سائنس دانوں نے یہ تحقیق کی ہے کہ بعض جانداروں میں ایسی چیزوں کو دیکھنے کی صلاحیت ہے جن کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ شہد کی مکھی بنفشی اوث کے اوپر بھی شعاعوں کو دیکھ سکتی ہے۔ اسی لئے وہ سورج کو بدلی کی حالت میں بھی دیکھ لیتی ہے اور الو رات کی گھٹاٹوپ تاریکی میں چوہے کو دیکھ لیتا ہے۔

شیطان اور جنات

شیطان جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ ہم سے بیان کیا ہے اس کا تعلق جنوں کی دنیا سے ہے۔ پہلے پہل وہ اللہ کی عبادت کرتا تھا اس نے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ سکونت اختیار کی، جنت میں داخل ہوا، پھر جب اللہ نے اس کو آدم کے لئے سجدہ کا حکم دیا تو تکبر گھمنڈ اور حسد سے حکم کی تعمیل نہ کی چنانچہ اللہ نے اس کو اپنی رحمت سے دور و نفور کر دیا۔

عربی زبان میں شیطان ہر سرکش اور متکبر کو کہا جاتا ہے۔ شیطان کو شیطان اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے رب سے سرکشی کی۔

شیطان کو "طاغوت" بھی کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾ (النساء:٧٦)

"جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں' اور جنھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں' پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔"

دنیا کی بیشتر قوموں میں یہ نام اسی لفظ سے جانا جاتا ہے محمود العقاد اپنی کتاب "ابلیس" میں کہتے ہیں: شیطان کو طاغوت اس لئے کہا گیا ہے کہ اس نے حد سے تجاوز کر کے اپنے رب سے سرکشی کی' اور اپنے آپ معبود بن بیٹھا۔

یہ مخلوق اللہ کی رحمت سے محروم ہے اسی لئے اللہ نے اس کو "ابلیس" کے نام سے یاد کیا۔ عربی زبان میں "بَلَسٌ" اس شخص کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہ ہو' اسی سے فعل "أَبْلَسَ" آتا ہے جس کے معنی مایوس اور حیران ہونے کے ہیں۔ علماء سلف کا ایک گروہ کہتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے پہلے شیطان کا نام "عزازیل" تھا۔ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔

شیطان مخلوق ہے

شیطان کے متعلق قرآن و حدیث میں وارد شدہ بیانات کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ شیطان ایک ایسی مخلوق ہے جو سمجھ بوجھ' عقل و ادراک' اور حرکت و ارادہ کی صلاحیت رکھتی ہے "وہ جیسا کہ بعض نادان کہتے ہیں شرپسند روح نہیں جو انسان کے اندر حیوانی جبلت کی شکل میں موجود ہے اور اپنی گرفت مضبوط ہونے پر انسان کو پاکیزہ اقدار و روایات سے موڑ دیتی ہے۔" (جدید انسائیکلوپیڈیا ص ۳۵۷)

شیطان بابائے جن؟

اس سلسلہ میں ہمارے پاس صریح دلائل موجود نہیں کہ شیطان آیا جنوں کا اصل یعنی باوا آدم ہے یا انہیں میں کا

ایک فرد' آخرالذکر بات زیادہ قرین قیاس ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ﴾ (الکھف: ۵۰)

"مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا' وہ جنوں میں سے تھا۔"

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل اور بنیاد ہیں ۔ اسی طرح شیطان بھی جنوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ (ملاحظہ ہو مجموع الفتاویٰ ۴/۲۳۵'۳۴۶)

جنات کی غذا جنوں کے کھانے اور پینے کے سلسلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تمام قسم کے جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں لیکن یہ قول غیر معتبر ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جنات کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے۔ اور دوسری قسم نہیں کھاتی پیتی' تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جنات کھاتے اور پیتے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں وہ چباتے اور نگلتے نہیں بلکہ صرف سونگھتے ہیں۔ مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ دوسرے لوگ کہتے کہ وہ چباتے اور نگلتے ہیں یہی قول صحیح ترین ہے جس کی شہادت صحیح احادیث و نصوص سے ملتی ہے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو استنجا کے لئے کچھ پتھر لانے کا حکم دیا اور کہا کہ "ہڈی اور گوبر نہ لانا" اس کے بعد جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہڈی اور گوبر نہ لانے کا راز معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: "یہ دونوں چیزیں جنوں کی غذا ہیں۔ میرے پاس نصیبین کا ایک وفد جو جنات پر مشتمل تھا آیا اور مجھ سے کھانے کے لئے توشہ طلب کیا' میں نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی کہ جس ہڈی اور گوبر سے بھی ان کا گذر ہو اس پر ان کی غذا موجود ہو۔"

ترمذی میں صحیح سند سے مروی ہے کہ "گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو' اس لئے کہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذا ہے۔" (صحیح الجامع ۲/۱۵۴)

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "مجھے ایک جن نے دعوت دی' میں اس کے ساتھ گیا ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی' وہ جن ہم کو ایک جگہ لے گیا اور جنوں کے مکانات اور آگ کے نشانات دکھائے' ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کھانا مانگا تو آپ نے فرمایا: "تمہارے لئے ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو گا گوشت بن جائے گی اور جانوروں کی مینگنی تمہارے مویشیوں کے لئے چارہ ہے" چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا "لہٰذا تم لوگ ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کرو اس لئے کہ وہ تمہارے بھائیوں کی غذا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے' آپ نے ہم کو اس بارے میں اس کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔

صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھانا چاہیے اور جب پئے تو داہنے ہاتھ سے پینا چاہیے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔"

مسند احمد میں ہے کہ "بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پینے والے کے ساتھ شیطان پیتا ہے۔"

مسند احمد ہی میں ہے کہ "جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے: اس گھر میں تمہارے لئے نہ کھانا ہے نہ رات گزارنے کی جگہ۔ اگر آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لئے رات گزارنے کی جگہ مل گئی اور اگر کھاتے وقت بھی بسم اللہ نہ کہے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں کھانا اور رات گذارے کی جگہ دونوں مل گئی۔" (بروایت مسلم)

مذکورہ بالا نصوص و احادیث سے قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ شیاطین کھاتے اور پیتے ہیں۔ جس طرح انسانوں کو اس گوشت کے کھانے کی ممانعت ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسی طرح مومن جنات کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایسی ہڈی کو کھانے کی اجازت دی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو' ان کے لئے ایسی چیز جائز قرار نہیں دی جس پر بسم اللہ نہ پڑھا گیا ہو۔ بلکہ اس کو کافر جنات شیاطین کے لئے چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھا گیا ہو۔ اسی بنیاد پر بعض علماء کا خیال ہے کہ مردار چیز شیطان کی غذا ہے کیونکہ اس پر اللہ کا نام

نہیں لیا گیا۔

جنات میں شادی بیاہ کا رواج

زیادہ واضح اور صحیح بات یہ ہے کہ جنات میں شادی بیاہ کا رواج ہے' علماء کرام اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جس میں اہل جنت کی بیویوں کی صفت بیان کی گئی ہے کہ:

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴾ (الرحمٰن:۵۶)

"جنھیں ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہو گا۔"

"لوامع الانوار البھیتہ" کے مصنف نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس کی سند محل نظر ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ: جس طرح آدم کی اولاد میں پیدائش کا عمل جاری ہے اسی طرح جنوں میں بھی توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہے' لیکن آدم کی نسل زیادہ ہے۔ (ابن ابی حاتم وابوالشیخ بروایت قتادہ)

مندرجہ بالا حدیث صحیح ہو یا نہ ہو بہرحال آیت کریمہ میں صاف وضاحت ہے کہ جنوں میں جنسی عمل ہوتا ہے۔

ایک دوسری آیت میں ہے۔

﴿ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ﴾ (الکھف: ۵۰)

"اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔"

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد اور ذریت کی خاطر جنات آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں قاضی عبدالجبار کہتے ہیں کہ ذریت سے مراد بال بچے ہیں۔ جنوں کے لطیف مخلوق ہونے سے پیدائشی عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ آپ نے کبھی دیکھا ہو گا کچھ جاندار مخلوق اتنی لطیف ہوتی ہے کہ اپنی لطافت کی وجہ سے بغیر گہری نظر کے نظر نہیں آتی۔ اس کے باوجود اس لطافت سے پیدائشی عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا ہوتی ہے۔

تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ: کبھی کبھی پرانی کتابوں میں ایک چھوٹا سا کیڑا نظر آتا ہے وہ جب تک حرکت نہ کرے تیز سے تیز نگاہ بھی اس کو دیکھ نہیں سکتی، پھر جونہی ٹھہرتا ہے آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے، اگر آپ اس کے سامنے اپنا ہاتھ لہرائیں تو وہ دوسری طرف مڑ کر ہاتھ کی مضرت سے بچ جاتا ہے۔ اللہ کی ذات پاک ہے جو اس کی شکل اور ظاہری و باطنی اعضاء اور اس کی خلقت کی تفصیلات کو خوب جانتا ہے اور اس کے نگاہ و دل سے واقف ہے۔ شاید اللہ کی مخلوق میں اس سے بھی کہیں زیادہ چھوٹی اور باریک مخلوق ہو۔

﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (یٰسین:۳۶)

"پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔"

میں کہتا ہوں کہ

اس کیڑے کی انتہائی لطافت جب پیدائشی عمل میں مانع نہیں تو اللہ جو ہر قسم کی پیدائش پر قادر ہے اس کی قدرت سے جنوں میں پیدائش کیونکر محال ہو سکتی ہے؟ "وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔" (یٰسین:۸۲)

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جنات نہ کھاتے پیتے ہیں نہ شادی بیاہ کرتے ہیں، لیکن قرآن و حدیث کے جو دلائل ہم نے ذکر کیے ان کی رو سے یہ خیال باطل ہے۔

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ جنات کی چند قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کھاتے اور پیتے ہیں اور کچھ نہیں کھاتے پیتے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ "جنات کی چند جنسیں ہیں۔ خالص جنات ہوا کی جنس سے ہیں جو نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ مرتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری جنس کے جنات کھاتے، پیتے، شادی بیان کرتے، پیدا ہوتے اور مرتے ہیں، وہب نے کہا کہ یہ

بھوت پریت وغیرہ ہیں۔" (لوامع الانوار ۲/ ۲۲۲)

وہب نے جو بات کہی اسے دلیل کی ضرورت ہے جبکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ بعض علماء نے جنوں کے کھانے کی کیفیت اور طریقہ کو جاننے کی کوشش کی ہے کہ آیا وہ چباتے اور نگلتے ہیں یا سونگھتے ہیں مگر اس بارے میں بحث کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ہمیں کیفیت نہیں معلوم اور نہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

کیا انسان اور جنات میں شادی بیاہ ممکن ہے؟

ہمیشہ سننے میں آتا ہے کہ فلاں آدمی نے جن عورت سے شادی کر لی یا انسانوں میں سے کسی عورت کو جن نے شادی کا پیغام دیا۔ سیوطیؒ نے سلف سے بہت سے ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور جنوں میں شادی بیاہ ہو سکتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "مجموع الفتاوی ۱۹/ ۳۹" میں رقمطراز ہیں کہ:
"کبھی کبھی انسان اور جنات آپس میں نکاح کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی ہوتی ہے' یہ چیز بہت مشہور اور عام ہے"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

﴿ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ﴾ (بنی اسرائیل: ۶۴)

"ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

"آدمی جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اس کی بیوی سے مجامعت کرتا ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"اگر آدمی اپنی بیوی سے حالت حیض میں صحبت کرتا ہے تو شیطان اس کی بیوی سے جماع کرنے میں اس سے سبقت کر جاتا ہے۔ بیوی حاملہ ہوتی ہے اور ہیجڑا بچہ پیدا کرتی ہے۔"

سب ہیجڑے جنات کی اولاد ہیں۔ اس کو ابن جریر نے روایت کیا۔

نبی ﷺ نے جنوں سے شادی کرنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح فقہاء کا یہ کہنا کہ جنات اور انسانوں میں شادی بیاہ جائز نہیں' نیز تابعین کا اس کو مکروہ سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز ممکن ہے اگر ممکن نہ ہوتی تو شریعت میں اس کے جواز و عدم جواز کا فتویٰ نہ لگایا جاتا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جنات آتشیں عنصر سے بنے ہیں اور انسان چار عناصر (ہوا' مٹی' آگ' پانی) سے مرکب ہے للذا آتشیں عنصر کی وجہ سے جن عورت کے رحم میں انسان کا نطفہ ٹھہرنا ممکن نہیں کیونکہ انسان کے نطفہ میں رطوبت ہوتی ہے جو آگ کی گرمی سے خشک ہو کر ختم ہو جائے گی۔ بالفرض اگر یہ چیز ممکن ہوتی تو شریعت میں اس کو حلال قرار دیا جاتا۔ اس اعتراض کا جواب کئی پہلو سے دیا جا سکتا ہے:

اول: ہرچند کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن اب وہ اپنے آتشیں عنصر پر باقی نہیں ہیں بلکہ کھانے پینے اور توالد و تناسل کے عمل سے دوسری حالت میں بدل گئے جیسا کہ آدم کی اولاد اس عمل کی وجہ سے مٹی کے عنصر سے دوسری حالت میں بدل گئے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جنات کا باپ خالص آگ سے پیدا ہوا تھا جیسا کہ انسانوں کے باوا آدم خالص مٹی سے بنے تھے' لیکن باپ کے علاوہ جنات کا کوئی فرد آگ سے نہیں بنا۔ جس طرح کہ آدم کی اولاد میں کوئی بھی مٹی سے نہیں پیدا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ آپ کو نماز میں شیطان نظر آیا تو آپ نے اس کا گلا گھونٹا جس کی وجہ سے آپ کو اپنے ہاتھ میں اس کی زبان کی برودت محسوس ہوئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ اس کا لعاب ٹھنڈا ہو چلا اور اس کی زبان ٹھنڈی ہو گئی۔ شیطان کے لعاب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آتشیں عنصر سے منتقل ہو چکا ہے اگر وہ اپنی حالت پر برقرار رہتا تو اس میں ٹھنڈک کیسے ہوتی؟ اس مسئلہ میں ہم گزشتہ صفحات میں بحث کر چکے ہیں اب اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آسیب زدہ شخص کے جسم میں جن داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح (حدیث کی رو سے) شیطان آدم کی اولاد کے رگ و ریشے میں سرایت کئے ہوئے

ہے۔ لہٰذا اگر وہ اپنی حالت پر برقرار رہتا تو آسیب زدہ شخص کو اور جس کے رگ و ریشے میں وہ سرایت کئے ہوئے ہے جلا کر خاک کر دیتا۔

مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک جن ہمارے ہاں کی ایک لڑکی کو شادی کا پیغام دے رہا ہے اس کی خواہش ہے کہ وہ حلال طریقہ سے کرے؟ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "شریعت کے نقطہ نظر سے میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مگر مجھے پسند نہیں کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا شوہر کون ہے؟ اور وہ یہ جواب دے کہ ایک جن پھر اس سے اسلام میں فساد برپا ہو۔

دوم: اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حمل ٹھہرنا ممکن نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں وطی کرنا بھی ناممکن ہے اور حمل نہ ٹھہرنے سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ شرعی طور پر نکاح بھی ناممکن ہے۔ اس لئے کہ چھوٹی بچی' نیز آمیسہ (جو زیادہ عمر کی ہو چکی ہو اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو۔) اور بانجھ عورت کو حمل ٹھہرنا تصور کے خلاف ہے۔ بانجھ مرد کے لئے بھی حمل ٹھہرانا غیر ممکن ہے اس کے باوجود ان لوگوں کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ گرچہ نکاح کی مصلحت افزائش نسل اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر فخر و مباہات ہے تاہم کبھی اس پر عمل نہیں بھی ہوتا ہے۔

سوم: یہ اعتراض کہ اگر یہ ممکن ہوتا تو نکاح کی حلت کی صورت میں اس کا اثر ظاہر ہوتا۔ یہ ضروری نہیں کیونکہ کبھی کوئی چیز ممکن ہو کر بھی کسی وجہ سے حلال نہیں ہوتی مثلاً مجوسی اور بت پرست عورتوں کو حمل ٹھہر سکتا ہے لیکن ان سے نکاح جائز نہیں۔ یہی مسئلہ ان عورتوں کا ہے جو قرابت یا رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔ دوسری جگہوں میں دوسری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جن لوگوں نے انسان اور جنات میں نکاح کو ناجائز کہا ہے اس کا سبب یا تو جنسیت میں اختلاف ہے یا یہ کہ اس سے مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے یا یہ کہ اس نکاح کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔ جہاں تک اختلاف جنس کی بات ہے تو یہ ظاہر ہے قطع نظر اس کے کہ جماع کرنا اور حمل ٹھہرنا دونوں ممکن ہیں۔

رہا مسئلہ نکاح سے مقصد نہ حاصل ہونے کا تو ہم کہیں گے کہ: اللہ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اس نے ہمارے لئے ہم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ ہمیں ان سے سکون حاصل ہو اور ہمیں آپس میں محبت اور الفت عطا کی چنانچہ فرمایا:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ﴾ (النساء:١)

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔"

نیز فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ﴾ (الاعراف:١٨٩)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الروم:٢١)

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا ﴾ (الشوریٰ:١١)

"آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے۔"

جنات ہماری جنس سے نہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے ہمارے لئے جوڑے نہیں پیدا کئے گئے اس لئے وہ ہمارے جوڑے نہیں ہو سکتے ہیں ورنہ بنی آدم سے نکاح کی حلت کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا وہ یہ کہ شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک دوسرے سے سکون و اطمینان سے بہرہ ور ہو۔ اللہ نے بتایا کہ اس نے ہماری ہی جنس سے ہمارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ ہم ان کے پاس سکون حاصل کریں۔

اب جنات اور انسان میں شادی بیاہ کے جواز کے سلسلہ میں جو شرعی رکاوٹ درپیش ہے وہ یہی کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے سکون نہیں حاصل کر سکیں گے۔ یہ بات دوسری ہے کہ انسان اور جنات میں معاشقہ ہو جائے اور آدمی جن عورت سے شادی کرنے کے لئے اس لئے تیار ہو جائے کہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہے یا انسانوں میں سے کوئی عورت کسی جن سے خطرہ کی بنا پر شادی کر لے کیونکہ ایسا نہ کرنے پر ان کو ایذا اور پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے بلکہ جان سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔ اللہ نے بتایا کہ اس نے شوہر اور بیوی میں محبت اور رحمت پیدا کی ہے جب کہ انسان اور جنات کے درمیان یہ چیز مفقود ہے کیونکہ صبح ازل سے دونوں میں دشمنی ہے اور صبح قیامت تک باقی رہے گی اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ﴾ (البقرة:٣٦)

"ہم نے حکم دیا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔"

نیز طاعون کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی کہ: یہ تمہارے دشمن جنات کا حملہ ہے۔ جنات چونکہ آگ کی لپٹ سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے وہ اپنی اصلیت دکھا کر رہیں گے۔ صحیحین میں ابو موسیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ایک رات مدینہ میں کسی گھر میں اس کے افراد سمیت آگ لگ گئی۔ نبی ﷺ کو ان کے متعلق بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ سونے چلو تو اسے بجھا دیا کرو۔ جب آگ

ہماری دشمن ہوئی تو جو چیز اس سے بنی ہے وہ بھی ہماری دشمن ہو گی اس لئے کہ ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف لوٹتی ہے۔ للذا جب نکاح کا مقصد یعنی شوہر بیوی کا ایک دوسرے سے سکون حاصل کرنا اور آپسی محبت و رحمت مفقود ہو گئی تو اس کا جو ذریعہ تھا وہ بھی نہ رہا اور وہ ہے نکاح کا جواز۔

انسان اور جنات میں شادی بیاہ کے واقعات

دارمی اپنی کتاب "اتباع السنن والآثار" میں قبیلہ بجیل کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "ایک جن ہماری کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور ہمارے پاس اس کی شادی کا پیغام بھیجا اس نے کہا: مجھے پسند نہیں کہ میں اسے حرام طریقہ پر استعمال کروں۔ چنانچہ ہم نے لڑکی کو اس سے بیاہ دیا۔ اس کے بعد وہ روبرو ہم سے گفتگو کرنے لگا۔ ہم نے کہا: تم لوگ کیا چیز ہو؟ اس نے کہا: تم جیسی مخلوق ہیں، تمہاری طرح ہم میں بھی قبیلے ہیں، ہم نے کہا: کیا تم میں بھی یہ مذہبی اختلافات ہیں؟ اس نے کہا، ہاں! ہم میں ہر طرح کے لوگ ہیں قدریہ بھی، شیعہ بھی اور مرجیہ بھی، ہم نے کہا: تمہارا کس جماعت سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: مرجیہ سے۔ احمد بن سلیمان النجاد اپنی کتاب "الامالی" میں اعمش سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ: ایک جن نے ہماری کسی لڑکی سے شادی کا پیغام دیا۔ میں نے اس سے کہا: تمہاری پسندیدہ غذا کیا ہے؟ اس نے کہا چاول، میں نے اس کو چاول دیا، میں دیکھ رہا تھا کہ لقمہ اوپر اٹھتا ہے مگر کوئی نظر نہیں آتا۔ میں نے کہا، کیا تم لوگوں میں بھی ہماری طرح جماعتیں ہیں؟ اس نے کہا ہاں! جو سب سے برے ہیں۔

ابو یوسف السروجی سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک عورت ایک آدمی کے پاس آئی اور اس سے کہا: ہم لوگوں نے تمہارے قریب پڑاؤ ڈالا ہے تم مجھ سے شادی کر لو۔ راوی کہتے ہیں کہ آدمی نے اس سے شادی کر لی۔ پھر وہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی اب ہم جا رہے ہیں تم مجھے طلاق دے دو۔ وہ روزانہ رات کو اس کے پاس عورت کے روپ میں آتی تھی راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی مدینہ کے کسی راستہ سے گذر رہا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ یہ عورت وہ غلہ اٹھا کر کھا رہی ہے جو غلہ

والوں کی بوریوں میں سے گر گیا تھا۔ آدمی نے اس سے کہا: کیا یہ تمہیں پسند ہے؟ عورت نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور آدمی کی طرف آنکھ اٹھا کر کہا: تم نے مجھے کس آنکھ سے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: اس آنکھ سے عورت نے اپنی انگلی کا اشارہ کیا اور آدمی کی آنکھ بہہ پڑی۔

قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی (اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے) کہتے ہیں کہ مشرق سے اپنے گھر والوں کو لانے کے لئے میرے والد نے سفر کیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد ہم لوگوں کو بارش کی وجہ سے ایک غار میں سونا پڑا' میرے ساتھ پوری ایک جماعت تھی' ابھی میں سویا ہی تھا کہ کسی کے اٹھانے کی آواز آئی' میں بیدار ہوا تو وہاں ایک عورت تھی جس کے ایک آنکھ تھی اور وہ لمبائی میں پھٹی ہوئی تھی' میں سہم گیا' عورت نے کہا: گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں اس لئے آئی ہوں کہ تم میری ایک چاند جیسی لڑکی سے شادی کر لو۔ میں سہما ہوا تھا ہی میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اختیار پر ہے۔ پھر میں نے کچھ لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا وہ لوگ پہلی عورت کی طرح تھے ان کی آنکھیں لمبائی میں پھٹی ہوئی تھیں۔ ان میں کچھ قاضی اور کچھ گواہ تھے قاضی نے خطبۂ نکاح پڑھ کر نکاح کر دیا اور میں نے قبول کر لیا۔ وہ لوگ چلے گئے پھر وہ عورت اپنے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی لے کر آئی مگر اس کی بھی آنکھ اس کی اپنی ماں کی طرح تھی اور اس کو میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی میرا خوف بڑھ گیا میں نے اپنے ساتھیوں کو بیدار کرنے کے لئے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے لیکن کوئی بھی اٹھنے کا نام نہ لیتا تھا آخر کار میں اللہ سے دعا و گریہ و زاری کرنے لگا۔ پھر کوچ کرنے کا وقت ہوا اور ہم روانہ ہو گئے لیکن وہ لڑکی برابر میرے ساتھ لگی رہی اسی طرح تین دن گزر گئے' چوتھے دن وہ عورت آئی اور مجھ سے کہنے لگی: ایسا ہے تمہیں یہ لڑکی پسند نہیں' شاید تم اسے چھوڑنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں بخدا یہی بات ہے اس نے کہا اسے طلاق دے دو میں نے اسے طلاق دے دی اور وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے ان دونوں کو نہیں دیکھا۔

کیا شیاطین مرتے ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ جنات جن میں شیاطین بھی

شامل ہیں مرتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں:

﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○ فَبِأَيِّ الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴾ (الرحمٰن: ۲۶-۲۸)

"ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے۔ اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔"

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"میں تیری عزت کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کو فنا نہیں، جنات اور انسان سب فنا ہونے والے ہیں۔"

البتہ ان کی عمر کی مقدار کے بارے میں ہم صرف وہی جانتے ہیں جو اللہ نے ہمیں ابلیس لعین کے متعلق بتایا کہ وہ تا قیام قیامت زندہ رہے گا:

﴿ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴾ (الاعراف: ۱۴-۱۵)

"شیطان نے کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے، فرمایا (اللہ نے) تجھے مہلت ہے۔"

ابلیس کے علاوہ ہمیں کسی کی عمر کی مقدار معلوم نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کی عمریں انسانوں سے کہیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔

یہ بات کہ وہ مرتے ہیں اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ (ایک درخت جسے اہل عرب پوجتے تھے) کے شیطان کو قتل کر دیا تھا۔ نیز ایک صحابی نے اس جن کو مار ڈالا تھا جو سانپ کی شکل میں آیا تھا۔

جنات کے مکانات اور ملنے کے اوقات

جنات اسی زمین پر بستے ہیں جس پر ہم لوگ رہ رہے ہیں زیادہ تر ویرانوں، چٹیل میدانوں اور گندی جگہوں مثلاً غسل خانہ، پاخانہ، کوڑا خانہ اور قبرستان میں ہوتے ہیں، اسی لئے بقول علامہ ابن تیمیہ "جن لوگوں کو جنات لگ جاتے

ہیں وہ زیادہ تر شیطان کے انھیں اڈوں میں پناہ لیتے ہیں۔ حدیث میں غسل خانہ کے اندر نماز پڑھنے کی ممانعت اسی لئے ہے کیونکہ اس میں گندگی ہوتی ہے اور وہ شیطان کا اڈا ہے۔ قبرستان میں بھی ممانعت ہے اس لئے کہ وہ شرک کا ذریعہ ہے بلکہ اس میں کبھی شیاطین بھی پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ شیاطین ایسی جگھوں میں بھی زیادہ ہوتے ہیں جہاں وہ فتنہ وفساد کر سکتے ہوں مثلاً بازار وغیرہ' اسی لئے نبی ﷺ نے ایک صحابی کو یہ کہہ کر وصیت کی:

"جہاں تک ممکن ہو سب سے پہلے بازار میں نہ داخل ہو' نہ سب سے اخیر میں وہاں سے نکلو' اس لئے کہ بازار شیطان کا میدان جنگ ہے وہ وہاں اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔"

اس کو مسلمؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

بلال بن حارثؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ایک سفر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑاؤ ڈالا۔ آپ قضاء حاجت کے لئے نکلے' آپ کی عادت تھی کہ قضاء حاجت کے لئے دور جایا کرتے تھے۔ میں نے آپ کو ایک لوٹا پانی دیا اور آپ نکل گئے۔ آپ کے پاس میں نے لڑنے جھگڑنے اور شور و شغب کی ایسی آوازیں سنیں' اس طرح کبھی نہیں سنی تھیں' نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا: مسلمان جنات اور مشرک جنات آپس میں لڑ رہے تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے رہنے کے لیے جگہ متعین کر دوں چنانچہ میں نے مسلمانوں کے لئے بلند زمین اور مشرکوں کے لئے پست زمین متعین کر دی۔

عبداللہ بن کثیر راوی کہتے ہیں کہ میں نے کثیر سے پوچھا کہ: پست اور بلند زمین سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: بلند زمین سے دیہات اور پہاڑ مراد ہیں اور پست زمین سے وہ حصہ جو پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان ہوتا ہے۔ کثیر نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ جس شخص کا واسطہ بلند زمین سے پڑا وہ محفوظ رہا اور جس کا پست زمین سے وہ محفوظ نہیں رہ سکا۔

زمخشری نے "ربیع الابرار" میں کہا: دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک بڑی جماعت کے پاس پڑاؤ ڈالتے ہیں اور وہاں خیمے اور بہت سے لوگ موجود ہوتے ہیں لیکن وہ فوراً ہی غائب بھی ہو جاتے ہیں۔ دیہاتیوں کا خیال ہے کہ یہ جنات ہیں اور یہ ان کے خیمے ہوتے ہیں۔

امام مالکؒ نے موطا میں روایت کیا کہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے عراق جانا چاہا تو کعب احبار نے ان سے کہا: امیرالمومنین! وہاں نہ جایئے کیونکہ وہاں دس میں سے نو حصے جادو اور شر پایا جاتا ہے اور وہاں شرپسند جنات اور لاعلاج بیماری ہے۔

ابوبکر بن عبید نے اپنی کتاب "مکاید الشیطان" میں یزید بن جابر سے روایت کیا کہ: ہر مسلمان کے گھر کی چھت پر کچھ مسلمان جنات ہوتے ہیں جب ان کے لئے صبح کا کھانا رکھا جاتا ہے تو اتر کر گھر والوں کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔ اور جب شام کا کھانا رکھا جاتا ہے تو اتر کر گھر والوں کے ساتھ کھاتے ہیں' ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گھر والوں کی مصیبت دور کرتا ہے۔

شیاطین انہی گھروں میں رات گزارتے ہیں جن میں لوگ رہا کرتے ہیں۔ انہیں بھگانے کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا' قرآن کی تلاوت خصوصاً سورۂ بقرہ اور آیت الکرسی کی تلاوت کرنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ جب اندھیرا ہوتا ہے تو سارے شیاطین پھیل جاتے ہیں اسی لئے آپ نے ایسے وقت میں بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اذان دینے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں ان میں اذان کی آواز سننے کی طاقت نہیں ہوتی' رمضان میں تمام شیاطین پابہ زنجیر کر دیئے جاتے ہیں۔

شیاطین کی بیٹھک

شیاطین دھوپ اور سائے میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں اسی لئے نبی ﷺ نے دھوپ اور سائے میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے جو سنن وغیرہ میں مروی ہے۔

جنات کے چوپائے

صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے کہ جنات نے

نبی ﷺ سے زاد راہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا: ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو گا تمہارے ہاتھ میں گوشت ہو جائے گی اور ہر مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں آپ نے بتایا کہ جنات جانور بھی رکھتے ہیں اور ان کے جانورں کا چارہ انسانوں کے جانوروں کا پاخانہ ہے۔

وہ جانور جس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے

اس طرح کا جانور اونٹ ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:

"اونٹ کو شیطان سے پیدا کیا گیا ہے' ہر اونٹ کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔"

اسی کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مرسل حسن سند کے ساتھ روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۲/۵۲)

اسی وجہ سے نبی ﷺ نے اونٹ کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

"اونٹ کے باڑے میں نماز نہ پڑھو اس لئے کہ اونٹ شیاطین میں سے ہے۔ بکریوں کے باڑے میں پڑھو اس لئے کہ وہ برکت ہے۔"

ابن ماجہ میں صحیح سند سے مروی ہے:

"اونٹ کے باڑے میں نماز نہ پڑھو اس لئے کہ اونٹ شیاطین سے پیدا کئے گئے ہیں۔"

مذکورہ بالا احادیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اونٹ کے باڑے میں نماز کی ممانعت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہوتا ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب اور پاخانہ نجس نہیں ہوتا۔

شیطان کی بدصورتی

شیطان کی شکل نہایت خراب اور بھونڈی ہے۔ ذہنوں میں بھی یہ بات بیٹھی ہوئی ہے اس کی بدصورتی کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے جہنم کی تہ میں اگنے والے درخت کو شیطانوں کے سر سے تشبیہ دی چنانچہ

فرمایا:

﴿ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ﴾

(الصافات: ۶۴'۶۵)

"وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔"

قرون وسطیٰ میں عیسائی شیطان کی تصویر ایک کالے کلوٹے آدمی کی شکل پر بناتے تھے۔ جس کے گھنی داڑھی ہوتی' بھنویں اوپر کو اٹھی ہوتی' منہ سے آگ کے شعلے نکلتے اور اس کے سینگ کھر اور دم بھی ہوتی۔ (جدید انسائیکلو پیڈیا/۳۵۷)

شیطان کے دو سینگ ہیں

صحیح مسلم میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھو اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔"

بخاری اور مسلم میں ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے کہ:

"جب سورج کی کرنیں ابھرنے لگیں تو نماز چھوڑ دو یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز نہ پڑھو اس لئے کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے بیچ میں طلوع ہوتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ کچھ مشرک جماعتیں سورج کی عبادت کرتی اور اس کے طلوع و غروب کے وقت اس کو سجدہ کرتی تھیں۔ اس وقت سورج جس طرف ہوتا شیطان اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا تاکہ ان لوگوں کی عبادت شیطان کے لئے ہو جائے۔

ان دونوں وقتوں میں ہمیں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان دونوں وقتوں میں نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ کسی سبب سے پڑھی جا رہی ہو جیسے تحیۃ المسجد' بغیر کسی سبب کے جائز نہیں جیسے مطلق نفل نماز پڑھنا' کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: " لَا تَتَحَیَّنُوْا " یعنی ارادہ بھی مت کرو۔ جس حدیث میں شیطان کے سینگ کا

ذکر ہے وہ بخاری میں ابن عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتے ہوئے سنا: سنو! فتنہ یہاں ہے۔ فتنہ یہاں ہے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔ نبی ﷺ کے اس قول "جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے" سے مراد مشرق کی سمت ہے۔

جنات کی طاقت

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسی صلاحیتیں اور طاقتیں بخشی ہیں جو انسانوں کو بھی نہیں بخشیں۔ اللہ نے ان کی بعض طاقتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن میں سے ایک طاقت یہ ہے کہ وہ منٹوں سیکنڈوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

چنانچہ جنات میں سے ایک عفریت نے اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ وہ ملک میں کی ملکہ کا تخت بیت المقدس صرف اتنی دیر میں لا سکتا ہے کہ ایک بیٹھا ہوا انسان کھڑا ہو جائے، وہیں ایک جن جس کے پاس کتاب کا ایک علم تھا بول پڑا "میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔"

﴿ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ، قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ﴾ (النمل: ۳۹-۴۰)

"جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا "میں اسے حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں، میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں" جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا "میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں" جونہی کہ سلیمان علیہ السلام نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ وہ پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے۔"

فضائی میدان میں جنوں کی انسانوں سے سبقت

جنات زمانہ قدیم سے آسمانوں میں چڑھ کر وہاں کی خبروں کو چرایا کرتے تھے تاکہ کوئی بھی واقعہ رونما ہونے سے پہلے ان کے علم میں

آجائے جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمان میں پہریداری سخت کردی گئی:

﴿ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾ (الجن: ۸-۹)

"ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے' پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔"

نبی ﷺ نے جنوں کے چوری چھپے سننے کی کیفیت بیان فرمائی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے تو تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری میں اپنے پر اس طرح بچھا دیتے ہیں جیسے چکنے پتھر پر زنجیر' ان کو گھبراہٹ لاحق ہو جاتی ہے' جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو آپس میں کہتے ہیں "تمہارے رب نے کیا کہا؟" وہ کہتے ہیں "اس نے جو کہا حق کہا وہ بلند و برتر ہے۔" اس بات کو سن گن لینے والے جنات سن لیتے ہیں پھر ان سے نیچے والے جنات' اسی طرح دوسرے نیچے والے' سفیان نے اپنے ہاتھ سے اس کو واضح کر کے دکھلایا اس طرح کہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کر کے ایک کو دوسرے پر کھڑا کیا' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سننے والا جن اپنے دوسرے ساتھی کو سنی ہوئی بات نہیں پہنچا پاتا کہ ٹوٹا ہوا ستارہ اس کو پکڑ کر جلا دیتا ہے۔ اور کبھی اس کو نہیں پکڑ پاتا تو وہ اپنے ساتھی کو سنی ہوئی بات بتا دیتا ہے اور وہ اپنے نیچے والے ساتھی کو یہاں تک کہ وہ بات زمین تک پہنچ جاتی اور جادوگر کے منہ پر پھینک دی جاتی ہے جادوگر اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے' لوگ کہتے ہیں کیا جادوگر نے ہمیں فلاں دن فلاں بات نہیں کہی تھی

جو آج بالکل ویسی ہی صحیح ہوئی جیسی آسمان میں سنی گئی تھی؟" (بخاری)

جاہلانہ توہم آسمان کے تارے جس وجہ سے ٹوٹتے ہیں اس کی وجہ کو جان لینے سے وہ توہم ختم ہو جاتا ہے جو اہل جاہلیت میں مشہور تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

"مجھے ایک انصاری صحابی نے بتایا کہ ایک رات صحابہ کرامؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا اور اس سے روشنی ہوئی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زمانہ جاہلیت میں جب اس طرح کوئی تارا ٹوٹتا تو تم لوگ کیا کہتے تھے؟" لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے' ہم یہ کہتے تھے کہ آج رات کوئی عظیم شخصیت پیدا ہوئی یا کسی عظیم انسان کی موت ہوئی ہے" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی کے مرنے اور جینے سے یہ تارہ نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کوئی فیصلہ صادر فرماتا ہے تو حاملین عرش تسبیح پڑھتے ہیں پھر اس سے نیچے آسمان والے فرشتے یہاں تک کہ یہ تسبیح آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر جو فرشتے حاملین عرش سے قریب ہوتے ہیں وہ حاملین عرش سے کہتے ہیں "تمہارے رب نے کیا کہا؟" وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی کہی ہوئی بات بتا دیتے ہیں۔ پھر ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے اس کے متعلق پوچھتے ہیں یہاں تک کہ یہ خبر پہلے آسمان تک پہنچ جاتی ہے اور جنات اس کو اچک کر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ اس پر ان کو ستاروں سے مار پڑتی ہے' جو بات یہ لوگ سنتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے لیکن وہ اس میں اپنی طرف سے بڑھا دیتے ہیں۔" (مسلم)

جنات اور فن تعمیر و صنعت اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ اس نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات کو مسخر کر دیا تھا وہ حضرت سلیمان کے بہت سے ایسے کام کرتے تھے جن میں اعلیٰ صلاحیت' دانش مندی اور فنی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔

﴿ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ‘ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ‘ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ﴾ (سباء: ۱۲-۱۳)

"اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا' اونچی عمارتیں' تصویریں' بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی دیگیں۔"

شاید جن زمانہ قدیم ہی میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو جیسی چیز دریافت کر چکے تھے۔ ابن تیمیہ" مجموعہ فتاویٰ (ج ۱۱ ص ۳۰۹) میں لکھتے ہیں کہ

"جنوں سے تعلق رکھنے والے کسی بزرگ نے مجھے بتایا کہ جنات اس کو ایک چیز دکھاتے ہیں جو پانی اور شیشہ کی طرح چمکدار ہوتی ہے جنات اسے اس چیز میں وہ تمام خبریں ہو بہو پیش کر دیتے ہیں جو اس سے پوچھی جاتی ہیں' بزرگ نے کہا پھر میں لوگوں کو خبریں بتا دیتا ہوں' میرے جو ساتھی مجھ سے امداد طلب کرتے ہیں ان کی بات بھی یہ جنات مجھے پہنچاتے ہیں اور میں جواب دیتا ہوں تو میرا جواب بھی انہیں پہنچا دیتے ہیں۔"

جنوں میں بھیس بدلنے کی صلاحیت

جنوں میں انسان اور حیوان کے بھیس بدلنے کی قوت و صلاحیت موجود ہے۔ وہ سانپ' بچھو' اونٹ' گائے' بکری' گھوڑے' خچر' گدھے اور پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی انسان کا روپ بھی دھار لیتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر کے دن شیطان مشرکین کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور ان سے مدد کا وعدہ کیا' اسی کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ﴾ (الانفال: ۴۸)

"ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

لیکن جب دونوں فوجوں کی ٹکر ہوئی اور شیطان نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا تو دم دبا کر بھاگ گیا۔

﴿ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ (الانفال:۴۸)

"مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے' مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔"

اسی طرح مروی ہے کہ وہ ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا جبکہ مشرکین مکہ دارالندوۃ میں نبی ﷺ کے متعلق میٹنگ کر رہے تھے کہ آیا آپ کو قتل کیا جائے یا جیل میں ڈالا جائے یا شہر سے نکال دیا جائے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (الانفال:۳۰)

"وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایک عجیب واقعہ ہوا جس کو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوۃ کی نگرانی پر مامور فرمایا' ایک شخص آیا اور زکوۃ کے غلہ سے لپ بھر بھر کے لینے لگا میں نے اسے پکڑا اور کہا: بخدا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں۔ مجھے سخت ضرورت ہے'

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا' جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! اس نے سخت ضرورت اور اپنے بال بچوں کا رونا رویا تو مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا۔ نبی ﷺ کے کہنے کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ وہ پھر آئے گا' میں اس کی گھات میں بیٹھا رہا' وہ پھر آیا اور لپ بھر بھر کر غلہ لینے لگا' میں نے اسے پکڑا اور کہا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ کر لے چلتا ہوں' اس نے کہا ایسا مت کرو' میں غریب ہوں' میرے بال بچے ہیں اب دوبارہ نہیں آؤں گا' مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے چھوڑ دیا' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! اس نے سخت مجبوری اور بال بچوں کا واسطہ دیا تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا' میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں بیٹھ گیا' وہ پھر آ کر غلہ میں سے لینے لگا' میں نے اسے پکڑا اور کہا: اب تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ یہ تیسری اور آخری مرتبہ ہے' تم ہمیشہ کہتے ہو کہ اب نہیں آؤں گا پھر آ جاتے ہو' اس نے کہا: چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ دے گا۔ میں نے کہا وہ کون سے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب تم بستر پر سونے چلو تو آیۃ الکرسی (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) پوری پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کرے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ اس نے کہا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھا دے گا جن سے اللہ مجھے فائدہ دے گا چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: وہ کون سے کلمات ہیں ؟ میں نے کہا: اس نے کہا کہ جب تم بستر پر سونے چلو تو شروع سے اخیر تک پوری آیۃ الکرسی پڑھ لو۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف سے تمہاری حفاظت کے لئے ایک محافظ ہو گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آئے

گا۔ صحابہ کرامؓ کو اچھی چیزوں کی بہت خواہش ہوا کرتی تھی‘ نبی ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ ابو ہریرہ کہا تمہیں معلوم ہے تین راتوں سے تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟ ابو ہریرہ نے کہا: نہیں‘ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ شیطان انسان کی شکل میں آیا تھا۔

قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ: جنوں میں اتنی طاقت اور صلاحیت نہیں کہ وہ خود اپنی خلقت بدل کر دوسری شکل اختیار کر لیں بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات اور افعال سکھائے ہوں۔ جن کو بولنے اور کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کو ایک شکل سے دوسری شکل میں بدل دیتا ہو‘ لہٰذا یوں کہا جائے کہ جنات اپنی شکل بدلنے پر اس معنی میں قادر ہیں کہ وہ ایسے کلمات ادا کر سکتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اصلی شکل سے دوسری شکل میں بدل دیتا ہے‘ یہ بات کہ وہ خود اپنی ذات بدل لیتے ہیں محال ہے اس لئے کہ ذات کا ایک شکل سے دوسری شکل میں بدلنا صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب جسمانی ڈھانچہ اور ساخت کو توڑ کر تمام اجزاء بدن کو الگ الگ کر دیا جائے اور جب جسمانی ڈھانچہ ہی ٹوٹ کر بکھر گیا تو زندگی کہاں رہی جو کام ہونا تھا وہ کیسے ہو گا‘ اس کی ذات ایک شکل سے دوسری شکل میں کیسے تبدیل ہو گی؟ فرشتوں کے شکل بدلنے کے بارے میں بھی یہی بات کہی جائے گی۔

قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ: جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابلیس نے سراقہ بن مالک کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اور جبریل وحیہ کلبی کی شکل میں نمودار ہوئے تھے‘ نیز اللہ کا یہ قول:

﴿ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾ (مریم:۱۷)

”اس حالت میں ہم نے اس (مریم علیہا السلام) کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔“

یہ سب باتیں اسی پر محمول کی جائیں گی جو ہم نے ابھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک کلمہ کی قدرت بخشی جسے اس نے ادا کیا تو اللہ نے اسے اپنی حقیقی شکل سے

دوسری شکل میں بدل دیا۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے "مکاید الشیطان" میں یسیر بن عمرو سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمرؓ کے پاس مختلف رنگ بدلنے والے جنوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ: کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ نے اسے جس شکل پر بنایا ہے اس سے بدل جائے، لیکن جس طرح تم میں جادوگر ہوتے ہیں ان میں بھی ہوتے ہیں اگر تمہیں ایسی چیز نظر آئے تو اذان دے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ان جنوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مختلف رنگ بدلتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یہ جادوگر جن ہوتے ہیں۔

سعد بن وقاص سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: رنگ بدلنے والے شیاطین کو دیکھنے پر ہمیں اذان کا حکم دیا گیا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا شیطان میرے سامنے ابن عباس کی شکل میں نمودار ہوتا' وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس کی بات یاد آئی میں نے اپنے پاس ایک چاقو رکھ لیا' جب شیطان میرے سامنے نمودار ہوا تو میں نے اس پر ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر دھڑام سے زمین پر گر پڑا پھر وہ مجھے نظر نہیں آیا۔

عتبی کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے ایک آدمی دیکھا جس کی لمبائی کوئی دو بالشت رہی ہو گی اس کے جسم پر پالان کے نیچے والا کمبل تھا' ابن زبیر نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: اِزْب' ابن زبیر نے کہا: اِزْب کا کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: جنوں میں سے ایک شخص' ابن زبیر نے اس کے سر پر ایک لاٹھی رسید کی اور وہ غائب ہو گیا۔

بہتیرے لوگوں نے کہا کہ فرشتوں اور جنوں کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ ان میں دوسری شکلیں اختیار کرنے کی صلاحیت ہے' اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان میں اس بات کی صلاحیت ہے کہ وہ قوت متخیلہ کو اس طرح کر دیں جس سے صورت اپنی حقیقت سے بدلی ہوئی نظر آئے اور دیکھنے والے کو ذہنی طور پر یہ محسوس ہو کہ جس چیز کو وہ دیکھ رہا ہے وہ کوئی فرشتہ یا شیطان ہے۔ حالانکہ یہ محض خیال

واعتقاد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھنے والے کے انسان کے کرنے پر ہو جاتا ہے یہ بات کہ کوئی حقیقت میں اپنی شکل سے دوسری شکل میں بدل جائے محال ہے۔

ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ جنات لطیف جسموں کا نام ہے ان کی لطافت کی وجہ سے ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ معتزلہ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ اللہ نے جنوں کے جسموں کو انبیاء کے زمانہ میں کثیف اور مضبوط کر دیا ہو' انبیاء کے زمانہ کے علاوہ دوسرے زمانہ میں ایسا نہ ہوا ہو ...... قاضی عبدالجبار کہتے ہیں کہ اس کی دلیل اللہ کا وہ فرمان ہے جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے قصہ میں وارد ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں کو کثیف کر دیا تھا یہاں تک کہ لوگ ان کو دیکھ لیتے تھے اور ان کو اتنا مضبوط اور طاقتور بنا دیا تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشقت طلب کام کرتے اونچی اونچی عمارتیں' مجسّمے' بڑے بڑے حوض اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں بناتے تھے' جنوں کو زنجیروں میں بھی جکڑ دیا جاتا تھا جبکہ زنجیروں میں صرف کثیف جسم ہی جکڑا جا سکتا ہے۔"

قاضی عبدالجبار اس کے بعد کہتے ہیں کہ "نبیوں کے زمانہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا جنوں کو مضبوط بنانا اور ان کو کثیف جسم دینا غیر جائز ہے اس لئے کہ اس سے نظام فطرت کی خلاف ورزی ہو گی۔" ابوالقاسم بن عساکر اپنی کتاب "مسبب الزہادۃ فی الشادۃ" میں رقمطراز ہیں کہ جن لوگوں کی گواہی غیر مقبول اور جن کی ثقاہت غیر معتبر ہے ان میں وہ شخص بھی شامل ہے جو یہ کہے کہ وہ جنوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور یہ دعوی کرے کہ ان میں سے کچھ لوگ اس کے دوست بھی ہیں۔

امام شافعی کا قول ہے کہ جو شخص جنوں کو دیکھنے کا دعویٰ کرے اس کی گواہی باطل ہے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کہتا ہے:

﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ (الاعراف:۲۷)

"وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔"

گھروں میں رہنے والے جنات

جنات سانپ کی شکل بدل کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں اسی لئے نبی ﷺ نے گھروں میں رہنے والے جنات کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مقتول کوئی مسلمان جن ہو۔ صحیح مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ہے جو مسلمان ہو چکی ہے جو شخص ان میں سے کسی کو دیکھے تین مرتبہ اسے نکلنے کے لیے کہے' اگر اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دے اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔"

ایک صحابی نے گھروں میں رہنے والے کسی سانپ کو قتل کر دیا تھا اسی میں ان کی موت ہو گئی۔ مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ: ابو سائب ابو سعید خدری سے ملاقات کے لئے ان کے گھر آئے' اس وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے' ابو سائب کہتے ہیں کہ میں اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ وہ نماز ختم کر لیں' اتنے میں مجھے گھر کے ایک گوشہ میں رکھی کھجور کی سوکھی شاخوں میں حرکت محسوس ہوئی دیکھا تو وہاں ایک سانپ تھا میں اس کو مارنے کے لئے بڑھا تو ابو سعید خدری نے اشارہ سے بیٹھ رہنے کے لئے کہا میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: اس کمرہ کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا: اس میں ایک جوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی' ابو سعید خدری نے کہا ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ خندق کھودنے نکلے وہ نوجوان روزانہ دوپہر کو نبی ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر جاتا تھا' ایک دن اس نے اجازت لی' نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنا ہتھیار ساتھ میں رکھ لو میں تمہارے سلسلے میں بنو قریظہ سے مطمئن نہیں ہوں' جوان نے اپنا ہتھیار ساتھ لے لیا پھر گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دو دروازوں کے بیچ میں کھڑی ہے جوان کو غیرت آئی اور وہ اپنی بیوی کو مار ڈالنے کے لئے نیزہ لے کر لپکا' عورت

نے کہا: نیزہ مت نکالو پہلے گھر میں جا کر دیکھو میں کیوں نکلی ہوں؟ وہ گھر میں گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ اس نے سانپ پر نیزہ سے حملہ کیا اور اسے نیزہ میں لپیٹ کر باہر لے آیا اسی میں سانپ نے جوان کو ڈس لیا' معلوم نہیں دونوں میں سے پہلے کون مرا آیا سانپ یا وہ جوان؟ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ ماجرا بیان کیا اور آپؐ سے درخواست کی کہ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ زندہ ہو جائے' آپؐ نے فرمایا: "اپنے ساتھی کے لئے مغفرت کی دعا کرو" پھر فرمایا: "مدینہ میں کچھ جنات رہتے ہیں جو اسلام لا چکے ہیں اگر تم لوگ ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے نکلنے کا کہو' اس کے بعد نظر آئے تو مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔"

تنبیہات

۱۔ یہ حکم یعنی ان حیوانات کو قتل کرنے کی ممانعت سانپ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے حیوان کے لئے نہیں۔

۲۔ ہر سانپ کو مارنے کا حکم نہیں ہے بلکہ صرف گھروں میں نظر آنے والوں کو' گھر سے باہر جو سانپ نظر آئیں ان کو مار ڈالنے کا حکم ہے۔

۳۔ گھروں میں رہنے والے سانپ نظر آئیں تو ہم انہیں نکلنے کے لئے کہیں گے یعنی یوں کہیں: تمہیں اللہ کی قسم ہے اس گھر سے نکل جاؤ اور ہمیں اپنی شرارت سے محفوظ رکھو ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا۔ اگر وہ تین دن کے بعد نظر آئے تو مار ڈالنا چاہیے۔

۴۔ تین دن کے بعد اس کو مارنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ یقین ہو چکا ہو گا کہ وہ مسلمان جن نہیں ہے اگر وہ وہی ہوتا تو گھر چھوڑ دیتا۔ اگر وہ حقیقی اژدھا یا کافر اور سرکش جن ہو تو قتل کا مستحق ہے اس لئے کہ گھر والوں کو اس سے تکلیف اور دہشت ہوتی ہے۔

۵۔ گھر میں رہنے والے سانپوں میں ایک قسم ایسی بھی ہے جن کو بغیر پوچھے قتل کر دیا جائے گا' صحیح بخاری میں ابولبابہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"سانپوں کو قتل نہ کرو' مگر جو چھوٹا یا زہریلا ہو اسے مار ڈالو۔ کیونکہ اس

سے حمل ساقط اور بصارت ختم ہو جاتی ہے۔"

کیا تمام سانپ جنوں میں سے ہیں یا کچھ؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"جس طرح بندر اور سور بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ سانپ بھی جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے۔"

اس کو طبرانی اور ابوالشیخ نے "العظمتہ" میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا' ملاحظہ ہو۔ (الاحادیث الصحیحہ ۴/۱۰۴)

شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔

صحیحین میں نبی ﷺ کی بیوی صفیہ بنت حیی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں:

"نبی ﷺ اعتکاف میں تھے' میں ایک رات آپ کے پاس ملاقات کے لئے آئی' آپ سے کچھ باتیں ہوئیں' پھر میں جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی الوداع کہنے کے لئے کھڑے ہو گئے' صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر اسامہ بن زید کے گھر میں تھا اتنے میں دو انصاری صحابی گزرے جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے' نبی ﷺ نے فرمایا: آہستہ چلو' وہ (کوئی اجنبی عورت نہیں بلکہ میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔ دونوں نے کہا: سبحان اللہ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں بدگمانی نہ پیدا کردے یا آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی چیز نہ پیدا کردے۔"

جنوں کی کمزوری

جنوں اور شیطانوں میں جہاں طاقت کے پہلو ہیں وہیں ان میں کچھ کمزوری کے بھی پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴾ (النساء: ۷۶)

"یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول نے شیطان کے جن کمزور پہلوؤں سے ہمیں روشناس

کرایا ان کا یہاں مختصر سا جائزہ لیا جاتا ہے۔

اللہ کے نیک بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اتنی طاقت نہیں دی کہ وہ لوگوں کو گمراہی اور کفر پر مجبور کر سکے۔

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ وَّ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۶۵)

"یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا اور توکل کے لئے تیرا رب کافی ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا کَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَکٍّ ﴾ (سبا: ۲۱)

"ابلیس کو ان پر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا مگر جو کچھ ہوا وہ اس لئے ہوا کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں پڑا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے پاس ایسا کوئی راستہ نہیں جس سے وہ نیک بندوں پر مسلط ہو سکے نہ حجت کا نہ طاقت کا' شیطان اس حقیقت کو خوب سمجھتا ہے وہ کہتا ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴾ (الحجر: ۳۹-۴۰)

"میرے رب' جیسا تو نے مجھے بھٹکایا اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دل فریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بھٹکا دوں گا' سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔"

شیطان ان لوگوں پر مسلط ہوتا ہے جو اس کے فکر و خیال سے راضی ہیں اور برضا و رغبت اس کی پیروی کرتے ہیں:

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ اِلاَّ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغَاوِیْنَ ﴾ (الحجر:۴۲)

"بیشک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا' تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں ہی پر چلے گا جو تیری پیروی کریں۔"

قیامت کے دن شیطان اپنے ان متبعین سے جنھیں اس نے گمراہ کر کے ہلاک کر دیا کہے گا۔

﴿ وَ مَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلاَّ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ﴾ (ابراہیم : ۲۲)

"میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں' میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا۔"

دوسری آیت میں ہے:

﴿ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِکُوْنَ ﴾ (النحل :۱۰۰)

"اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔"

"سلطان" کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کر کے اپنی گرفت میں لے لے اور ان پر اس طرح قابو پالے کہ ہر وقت ان کو کفر و شرک پر ابھارتا رہے' کسی لمحہ کے لئے ان کو نہ چھوڑے کہ وہ اسے بھول جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴾ (مریم : ۸۳)

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالف حق پر) اکسا رہے ہیں۔"

لوگوں کو دوست بنانے کے لئے شیطان کو کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہیں پڑی اس نے صرف دعوت دی اور لوگ اس کی طرف کشاں کشاں بڑھتے گئے کیوں

کہ اس کی دعوت ان کی خواہشات و اغراض سے پوری طرح ہم آہنگ تھی' لوگوں نے ہی اپنی ذات کے خلاف شیطان کی مدد کی' اپنے دشمن کی موافقت اور پیروی کر کے اس کو اپنے اوپر مسلط ہونے کا موقع دیا جب خود انہوں نے اپنا ہاتھ شیطان کو دے دیا اور اس کے فتراک کے نخچیر بن گئے تو اس کی سزا میں ان پر شیطان مسلط کر دیا گیا۔ اللہ اپنے بندے پر شیطان کو اس وقت تک مسلط نہیں کرتا جب تک بندہ خود شیطان کی اطاعت کر کے اللہ کو اس کا موقع نہ دے دے' ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ شیطان کو اپنے بندے پر غلبہ و قوت دے دیتا ہے۔

کبھی گناہوں کی وجہ سے مومنوں پر شیطان مسلط ہوتا ہے

چنانچہ حدیث میں ہے کہ:۔

"جب تک قاضی ظلم نہیں کرتا اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب وہ ظلم کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ اس کا ساتھ چھوڑ کر شیطان کو لگا دیتا ہے۔"

اس کو حاکم اور بیہقی نے حسن سند سے روایت کیا۔ (ملاحظہ ہو صحیح الجامع ۱۳۰/۲)

ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے ایک دلچسپ قصہ روایت کیا ہے' یہ قصہ کہاں تک صحیح ہے اس سے قطع نظر اس میں اس بات کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ جب انسان اپنے دین کے معاملہ میں مخلص ہوتا ہے تو وہ شیطان کے غلبہ و قوت کو خاطر میں نہیں لاتا لیکن جب وہ گمراہ ہو جاتا ہے تو شیطان اسے چاروں خانے چت کر دیتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں:

"ایک جگہ ایک درخت تھا' لوگ اللہ کو چھوڑ کر اس کی پوجا کرتے تھے' وہاں ایک آدمی آیا' اس نے کہا: میں اس درخت کو کاٹ کر رہوں گا' وہ اللہ کی خاطر غصہ میں اس درخت کو کاٹنے کے لئے آیا' راستہ میں اس کی ملاقات ابلیس سے ہوئی جو انسان کی شکل میں تھا' ابلیس نے کہا: کیا چاہتے ہو آدمی نے کہا: اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں جسے لوگ اللہ کو چھوڑ کر

پوجنے لگے ہیں۔ ابلیس نے کہا: جب تم اس کی پوجا نہیں کرتے تو دوسروں کے پوجنے میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ آدمی نے کہا: میں اسے کاٹ کر رہوں گا' شیطان نے کہا: اگر تمہیں کوئی فائدہ ملے تو تم لوگے؟ درخت نہ کاٹو' اس کے بدلہ میں تمہیں ہر روز صبح کو تکیہ کے نیچے دو دینار ملیں گے۔ آدمی نے کہا: یہ دینار کہاں سے ملیں گے؟ شیطان نے کہا میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ آدمی لوٹ گیا۔ جب صبح ہوئی تو اسے اپنے تکیہ کے نیچے دو دینار ملے' پھر دوسری صبح ہوئی تو کچھ نہیں ملا وہ غصہ سے درخت کاٹنے کے لئے نکلا' راستہ میں اس کی ملاقات شیطان سے ہوئی' شیطان نے کہا: کیا چاہتے ہو؟ آدمی نے کہا: اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں۔ جسے لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجنے لگے ہیں۔ شیطان نے کہا: جھوٹ بکتے ہو' تم اس کو کبھی نہیں کاٹ سکتے' آدمی کاٹنے کے لئے بڑھا تو شیطان نے اسے زمین پر پٹک دیا اور اس کا گلا ایسا دبایا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا' شیطان نے کہا: جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں شیطان ہوں' تم پہلی مرتبہ اللہ کی خاطر غصہ سے آئے تھے تو میرا تم پر کوئی بس نہ چل سکا۔ میں نے تمہیں دو دینار کا لالچ دیا تو تم چلے گئے' جب تم دو دینار کی خاطر غصہ سے آئے تو مجھے تم پر مسلط کر دیا گیا۔" (تلبیس ابلیس ص ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا ہے جس کو اللہ نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا اس نے ان آیتوں کو سمجھنے اور جاننے کے بعد چھوڑ دیا' چنانچہ اللہ نے اس پر شیطان مسلط کر دیا جس نے اسے خوب گمراہ کیا اور اس کی حالت اس شعر کی مصداق ہو گئی۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہو

اس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ

فَكَانَ مِنَ الْغَاوِيْنَ وَ لَوْشِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْتَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۷۵-۱۷۶)

"اور اے نبیؐ! ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا' اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا' لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے' یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔"

ظاہر ہے یہ مثال ان لوگوں کے لئے ہے جو حق کو جاننے اور سمجھنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ یہود یہ جانتے تھے کہ محمد ﷺ کو اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کے باوجود انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔

لیکن آیت میں اللہ نے جس شخص کو مراد لیا ہے اس کے بارے میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بَلْعَمْ بن بَاعُورا ہے وہ نیک آدمی تھا پھر کافر ہو گیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے مراد امیہ بن ابی صلت ہے جو زمانہ جاہلیت میں خدائی کا دعویدار تھا' اس نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا لیکن حسد کی وجہ سے آپ پر ایمان نہیں لایا اس کو اپنے بارے میں خیال تھا کہ اسے ہی نبی بنایا جائے گا' ہمارے پاس ایسی کوئی صحیح نص موجود نہیں جس سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکے کہ آیت میں کس شخص کو مراد لیا گیا ہے۔ اس قسم کے لوگوں پر (جن کو آیات کا علم عطا کیا جاتا ہے پھر وہ اس کا انکار کر دیتے ہیں) شیطان کی چھاپ ہوتی ہے اس لئے کہ شیطان نے سمجھنے اور جاننے کے بعد حق کا

انکار کیا تھا۔

نبی ﷺ کو اندیشہ تھا کہ اس قسم کے لوگ آپ کی امت میں بھی ہوں گے۔

حذیفہ بن یمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مجھے تمہارے بارے میں جس چیز کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ کوئی ایسا آدمی نہ پیدا ہو جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور جب تک اللہ نے چاہا اسلام پر عمل درآمد کیا پھر جب اس علم و عمل کی رونق اس کے چہرے پر ظاہر ہونے لگی تو وہ اسلام کی پابندی سے انکار کر کے اس کو پس پشت ڈال دے' اپنے پڑوسی پر تلوار اٹھالے اور اس کو کافر و مشرک کہے۔ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! دونوں میں سے تلوار کا زیادہ مستحق کون ہے۔ وہ جو تلوار اٹھائے یا وہ جس پر تلوار اٹھائی جائے؟ آپ نے فرمایا: وہ جو تلوار اٹھائے۔ ابن کثیر نے کہا اس کی سند اچھی ہے۔" (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ۳/۲۵۲)

اللہ کے کچھ بندوں سے شیطان بھاگتا ہے

جب بندہ اسلام کا سختی سے پابند ہو جائے' ایمان اس کے رگ و پے میں پیوست ہو جائے اور وہ اللہ کے حدود میں رہنے لگے تو شیطان بھی اس سے خوف کھاتا اور بھاگتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ:

"اے عمر! شیطان تم سے خوف کھاتا ہے"

اس کو احمد' ترمذی اور ابن حبان نے صحیح سند سے روایت کیا (صحیح الجامع ۲/۴۷) نیز آپ نے یہ بھی فرمایا:

"میں نے جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے ہوئے دیکھا"

اس کو ترمذی نے صحیح سند سے روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۲/ ۳۲۹)

یہ چیز حضرت عمرؓ کے ساتھ مخصوص نہیں' جس شخص کا بھی ایمان مضبوط ہو گا وہ اپنے شیطان کو زیر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

"جس طرح کوئی آدمی سفر میں اپنے اونٹ کو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر

قابو میں کر لیتا ہے' اسی طرح مومن بندہ اپنے شیطان کو قابو میں رکھتا ہے"

اس کو احمد نے روایت کیا۔ ابن کثیر نے (البدایۃ ۱/ ۷۳ میں) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ " یُنْصِیْ شَیْطَانَهٗ " کا معنی یہ ہے کہ وہ شیطان کی پیشانی کو پکڑ کر اس پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کو زیر کر لیتا ہے جس طرح اونٹ اگر بدک جائے تو پیشانی کے بال پکڑ کر اس کو قابو میں کر لیا جاتا ہے۔

کبھی بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ ایک مسلمان کے اثرات اس کے اپنے ہمزاد پر پڑتے ہیں اور وہ بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔ امام احمد نے مسند میں اور مسلمؒ نے صحیح میں ابن مسعود سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص کے ساتھ جنوں اور فرشتوں میں سے ایک ایک ساتھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے میری اس کے خلاف مدد کی وہ مجھے خیر ہی سجھاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس کو امام احمد نے صحیح بخاری کی مشروط سند کے ساتھ بیان کیا اس میں ہے۔ اللہ نے میری اس کے خلاف مدد کی' وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلم والی روایت میں ہے کہ: میرے رب نے میری اس کے خلاف مدد کی وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی جنوں پر حکومت

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے لئے جہاں بہت سی چیزیں مسخر کی تھیں وہیں جنوں اور شیطانوں کو بھی آپ کے تابع کر دیا تھا' جو چاہتے ان سے کرواتے ان میں سے جو نافرمانی کرتا اس کو سزا دیتے اور قید میں ڈال دیتے تھے:

﴿ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴾ (ص: ۳۶-۳۸)

"تب ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے

ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا اور شیاطین کو مسخر کر دیا' ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔"

نیز سورہ سبا میں فرمایا:

﴿ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَ تَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ﴾ (سباء: ۱۲-۱۳)

"اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا' اونچی عمارتیں تصویریں' بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں کو اس طرح مسخر کرنا اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ تھا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ:

﴿ وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ﴾ (ص ۳۵)

"اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو۔"

اسی دعا کی وجہ سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جن کو نہیں باندھا تھا جو آپ کے چہرے پر پھینکنے کے لئے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔ صحیح مسلم میں ابو درداءؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا' "میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں" پھر آپ نے فرمایا: "میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں" اور آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا جیسے کوئی چیز لے رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کہتے ہوئے سنا جو اس سے پہلے نہیں سنا' ہم نے آپ کو ہاتھ پھیلاتے ہوئے بھی دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس میرے چہرے پر پھینکنے کے لئے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا' میں نے تین مرتبہ اس سے اللہ کی پناہ چاہی پھر

اس پر اللہ کی لعنت بھیجی پھر بھی وہ پیچھے نہیں ہٹا' میں نے اس کو پکڑنا چاہا اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو اس کو پکڑ کر باندھ دیتا جس سے مدینہ والوں کے بچے کھیلتے۔

یہ واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا ہے: چنانچہ صحیح مسلم ہی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کل رات شیطان میری نماز خراب کرنے کے لئے مجھ پر حملہ کرنے لگا تھا اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا' میں نے سوچا اسے مسجد کے کسی ستون سے کس دوں تاکہ صبح کو تم لوگ اس کا نظارہ کرو' پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی بات یاد آئی انہوں نے کہا تھا کہ اے رب مجھے بخش دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو' چنانچہ اللہ نے شیطان کو ذلیل کر کے واپس کر دیا۔

سلیمان علیہ السلام پر یہود کی تہمت

یہود اور ان کے جو متبعین جادو کے ذریعہ جنوں کو استعمال کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام جادو کے ذریعہ جنوں سے کام لیتے تھے۔ بہت سے علماء سلف کہتے ہیں کہ جب سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو تو شیطانوں نے جادوئی اور کفریہ کتابیں لکھ کر آپ کی کرسی کے نیچے رکھ دیں اور کہا کہ سلمان انہی کتابوں کے ذریعہ جنوں سے خدمت لیتے تھے۔

چنانچہ بعض یہود کہنے لگے کہ اگر یہ چیز حق اور جائز نہ ہوتی تو سلیمان کبھی نہ کرتے' اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۰۱)

"اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈالا گویا کہ وہ کچھ

جانتے ہی نہیں۔"

پھر بتایا کہ یہود ان چیزوں کی پیروی کرتے ہیں جو شیاطین، سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان علیہ السلام حقیقت میں جادوگری اور کفریہ باتوں سے کوسوں دور تھے۔

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَاتَتْلُوْاالشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

"اور ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے۔"

جن معجزات پیش کرنے سے قاصر ہیں

انبیاء علیہم السلام نے اپنی نبوت و رسالت کی صداقت کے ثبوت میں جو معجزات پیش کیے تھے جنات اس طرح معجزات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

چنانچہ جب بعض کافروں نے یہ کہا کہ قرآن شیطانوں کا بنایا ہوا کلام ہے اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا:

﴿ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَايَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴾ (الشعراء: ۲۱۰-۲۱۲)

"اس کتاب مبین کو شیاطین لے کر نہیں اترتے ہیں نہ یہ کام ان کو سجتا ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں۔ وہ تو اس کی سماعت تک سے دور رکھے گئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو قرآن کے بارے میں چیلنج دیا ہے:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَايَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۸)

"کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے

کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔"

جنات خواب میں رسولؐ کی شکل اختیار نہیں کرسکتے

جنات اور شیاطین خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل میں نہیں آسکتے' ترمذی میں صحیح سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے مجھے دیکھا وہ میں ہی ہوں' شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔

بخاری اور مسلم میں یہی حدیث ان لفظوں میں ہے:

"جس نے مجھے دیکھا اس نے صحیح دیکھا' اس لئے کہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا۔" (الجامع الصحیح ۵ / ۲۹۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی حقیقی شکل اختیار نہیں کر سکتا البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی شکل میں آئے اور یہ کہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اس لئے اس حدیث سے یہ دلیل نہیں دی جا سکتی کہ جس نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں آپ کو دیکھ لیا البتہ حدیث کی کتابوں میں آپ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں اگر انھیں اوصاف میں دیکھا ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ بہتیرے لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی شکل میں دیکھا جو حدیث کی معتبر کتابوں میں بیان کردہ شکل سے مختلف تھی۔

کرمانی نے "باب رؤیا النبی ﷺ" کے ضمن میں کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر نبی ﷺ خواب میں بوڑھے نظر آئیں تو وہ صلح کا سال ہو گا اور اگر جوان نظر آئیں تو وہ جنگ کا سال ہو گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ دیکھے کہ نبی ﷺ اس کو ایسے آدمی کے قتل کا حکم دے رہے ہیں جس کو قتل کرنا جائز نہیں تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خیالی صفت ہے' مرئی نہیں اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔

نبی ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ:

﴿مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَة﴾

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا۔"

اس کے متعلق مازری نے کہا کہ: اگر لفظ "فسیرانی فی الیقظة" محفوظ ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے زمانہ کے ان لوگوں کو مراد لیا ہو جنہوں نے ہجرت نہ کی ہو یعنی اگر انہوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تو بیداری میں بھی دیکھیں گے۔ اس طرح اللہ جل شانہ نے خواب میں دیدار کو بیداری میں دیدار کی علامت قرار دیا ہو اور نبی ﷺ کو اس کی وحی کر دی ہو۔

جنات فضا میں متعین حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُوْنَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ﴾ (الرحمٰن: ۳۳-۳۵)

"اے گروہ جن و انس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھو' نہیں بھاگ سکتے' اس کے لئے بڑا زور چاہیے۔ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو تم جھٹلاؤ گے؟ (بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔"

معلوم ہوا کہ جنوں میں عظیم طاقت ہونے اور لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے کے باوجود ان کے اپنے مخصوص حدود ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ ان کا انجام ہلاکت و بربادی ہے۔

جس دروازہ کو بسم اللہ کہہ کر بند کیا گیا ہو اس کو جنات نہیں کھول سکتے:

یہ بات نبی ﷺ نے بتائی۔ آپ نے فرمایا: دروازے بند کرو اور بند کرتے وقت اللہ کا نام لو' شیطان ایسا دروازہ نہیں کھول سکتا جو اس پر بند کر دیا گیا ہو۔ اس کو ابوداؤ و احمد' ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا۔ (الجامع الصحیح ۱/ ۲۲۹)

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے۔

"شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا' اور اپنے مشکیزے اللہ کا نام لے کر بند کرو اور اپنے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھانپ رکھو' اور چراغوں کو بجھا دو۔" (الجامع الصحیح ۱/ ۲۷۰)

مسند احمد میں ہے:

"دروازے بند کر دو' برتن ڈھانپ دو' مشکیزے بند کر دو' چراغ گل کر دو' شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور نہ کوئی ڈھکی ہوئی چیز سے پردہ اٹھا سکتا ہے۔"

دوسری فصل

جن شریعت کے پابند ہیں

جنوں کی تخلیق کا مقصد

جس مقصد کے لئے انسانوں کو پیدا کیا گیا اسی مقصد کے لئے جنوں کو بھی پیدا کیا گیا ہے:

﴿ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریات:۵۶)

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔"

اس لئے جن امر و نہی کے پابند و مکلف ہیں۔ ان میں سے جو اطاعت کرے گا اللہ اس سے راضی ہو گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی اور سرکشی کرے گا اس کے لئے دوزخ ہے۔ اس کا ثبوت بہت سے نصوص سے ملتا ہے۔

چنانچہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافر جنوں اور انسانوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہے گا:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴾ (الانعام:۱۳۰)

"اے گروہ جن و انس! کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔ آج دنیا کی زندگی نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کی شریعت جنوں کے پاس بھی آئی اور ان کو

ڈرانے اور تبلیغ کرنے والے بھی آئے۔

ان کو جہنم میں عذاب ہو گا اس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے:

﴿ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ﴾ (الاعراف:۳۸)

"اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گذرے ہوئے گروہ جن و انس جا چکے ہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ﴾ (الاعراف:۱۷۹)

"اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔"

نیز فرمایا

﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴾ (السجدۃ:۱۳)

"میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔"

مومن جن جنت میں داخل ہوں گے اس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ' فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴾ (الرحمٰن:۴۶-۴۷)

"اور ہر اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو' دو باغ ہیں۔ اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم (اے گروہ جن وانس) جھٹلاؤ گے؟"

اس آیت میں جن اور انسانوں دونوں سے خطاب ہے کیونکہ اس سورہ کے آغاز میں دونوں سے گفتگو شروع ہوئی۔ نیز اس سے پہلے والی آیت میں اللہ نے مومن جنوں پر اس بات کا احسان جتایا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اگر انہیں جنت نہ ملتی تو اللہ تعالیٰ ان پر اس کا احسان نہ جتاتا۔

ابن مفلح اپنی کتاب "الفروع" میں رقمطراز ہیں کہ: تمام جن بالاجماع مکلف

ہیں' ان میں جو کافر ہو گا بالاجماع جہنم میں جائے گا' اور جو مومن ہو گا باتفاق مالکؒ و شافعیؒ جنت میں داخل ہو گا۔ ایسا نہیں کہ وہ چوپایوں کی طرح مٹی ہو جائیں گے۔ مومن جن کا ثواب یہ ہے کہ وہ جہنم سے آزاد ہو گا لیکن اس میں ابو حنیفہ' لیث بن سعد اور ان کے دوسرے ساتھیوں کا اختلاف ہے۔

ابن مفلح کہتے ہیں کہ جنوں کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں یہ بات صاف ہے کہ ان کا جتنا ثواب ہو گا اسی حساب سے وہ دوسروں کی طرح جنت میں ہوں گے اس میں ان لوگوں کا اختلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جنات جنت کے اندر کھائیں گے پیئں گے نہیں جیسا کہ مجاہد وغیرہ کا قول ہے یا یہ کہتے ہیں کہ وہ جنت کے آس پاس ہوں گے جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے۔ ابن حامد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "شریعت کی پابندی اور عبادات میں جنات انسانوں کی طرح ہیں۔" (لوامع الانوار ۲/۲۲۲۔ ۲۲۳)

تکلیف باندازہٴ تخلیق

ابن تیمیہ مجموعہٴ فتاویٰ (ج ۴ ص ۲۳۳) میں رقمطراز ہیں کہ: جنوں کو ان کی اپنی خلقت کے حساب سے اصول اور فروع کا مکلف بنایا گیا ہے۔ چونکہ وہ حقیقت و ماہیت میں انسانوں کی طرح نہیں ہیں اس لئے انہیں جس چیز کا حکم دیا گیا یا جس چیز سے منع کیا گیا اس کی شکل ویسی نہیں جیسی انسانوں کی ہے ہاں وہ جنس تکلیف یعنی امر و نہی اور حلت و حرمت میں انسانوں کے شریک ہیں۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے درمیان میں نہیں جانتا کہ کوئی اختلاف ہے۔

جنوں اور رب العزت کے درمیان رشتہ داری نہیں

ہم نے یہ جو بیان کیا کہ جن اللہ کی مخلوق اور دوسرے بندوں کی طرح وہ بھی اس کے بندے ہیں' انہیں اللہ نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا اور اپنی شریعت کا مکلف بنایا ہے' اس سے ان خرافات و توہمات کی جڑ کٹ جاتی ہے جو عموماً فکر و نظر کے انحراف' علم کی کمی اور جہالت کی کوکھ سے جنم لیا کرتے ہیں۔ انہی توہمات میں سے وہ توہم بھی ہے جو یہود اور

مشرکین عرب کے یہاں مشہور ہے کہ خاکم بدہن اللہ تعالیٰ نے سردار جنوں کو پیغام دیا اور ان سے شادی رچالی جس کے نتیجہ میں فرشتے وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس توہم کو قرآن میں بیان کیا اور بتایا کہ یہ سراسر جھوٹ ہے:

﴿ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴾

(الصافات:۱۵۸-۱۶۰)

"انہوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے حالانکہ جن خوب جانتے ہیں کہ (قیامت کے دن ان کی بھی) پیشی ہونے والی ہے' اللہ ان صفات سے پاک ہے جو اس کے خالص بندوں کے سوا دوسرے لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

ابن کثیرؒ نے ان آیات کی تفسیر میں کہا: مجاہدؒ نے کہا کہ مشرکین کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تب ان کی مائیں کون ہیں؟ مشرکین نے کہا سردار جن' مجاہد کی طرح قتادہ اور ابن زید نے بھی کہا ہے۔ عوفی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ: اللہ کے دشمن کہتے ہیں کہ اللہ اور ابلیس نعوذ باللہ بھائی بھائی ہیں۔ تعالٰی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

جنوں کے پاس اللہ کی وحی پہنچنے کا ذریعہ

چونکہ جن مکلف ہیں اس لئے ان کے پاس اللہ کی وحی واحکامات پہنچنا اور ان پر حجت قائم ہونا ضروری ہے۔ پھر یہ کیسے ہوا؟ کیا انسانوں کی طرح جنوں میں انہی کی قوم میں سے رسول بھیجے گئے تھے یا انسانوں کے رسول ہی ان کے بھی رسول تھے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ ﴾ (الانعام:۱۳۰)

"اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟"

اللہ تعالیٰ کا یہ قول بتاتا ہے کہ اللہ نے جنوں میں بھی رسول بھیجے لیکن آیت میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ رسول جنوں میں سے تھے یا انسانوں میں سے اس لئے کہ لفظ "منکم" میں دونوں کا احتمال ہے۔ اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ ہر جنس کا رسول اسی جنس سے تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے انسانوں اور جنوں میں ایک ہی جنس یعنی انسانوں میں سے رسول بھیجا گیا تھا۔ بہرحال اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ جنوں کے پاس انہی کی جنس کا رسول بھیجا گیا تھا۔ اس گروہ کے نمائندہ ضحاکؒ ہیں۔ ابن حزم نے کہا کہ محمد ﷺ سے پہلے کبھی بھی جنوں کے پاس انسانوں کی جنس سے نبی نہیں بھیجا گیا۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ جنوں کے رسول انسانوں کی جنس سے تھے۔

سیوطیؒ نے "لفظ المرجان" میں لکھا ہے کہ: "متقدمین و متاخرین تمام علماء سلف کا مسلک یہ ہے کہ جنوں میں سے کبھی کوئی رسول یا نبی نہیں ہوا۔ یہی بات ابن عباس، مجاہد، کلبی اور ابو عبید سے منقول ہے۔" (لوامع الانوار ۲/ ۲۲۳ - ۲۲۴)

انسانوں کے رسول ہی جنوں کے بھی رسول تھے اس بات کی تائید و ترجیح جنوں کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے قرآن کریم سننے کے بعد کہا تھا کہ:

﴿ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ ﴾ (الاحقاف: ۳۰)

"ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔"

لیکن جنوں کا یہ قول زیر بحث مسئلہ میں نص کی حیثیت نہیں رکھتا۔

اس مسئلہ پر نہ تو عمل کی بنیاد ہے نہ ہی اس کے بارے میں کوئی قطعی صراحت ہے اس لئے اس پر زیادہ بحث کرنا مناسب نہیں۔

محمد ﷺ نبی انس و جن

مسلمانوں کی کوئی جماعت اس بات کی مخالف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ صحیحین میں جابر بن عبداللہ کی حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی ہیں۔

ان پانچ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا' مگر مجھے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔"

ابن عقیل کہتے ہیں کہ لغوی اعتبار سے لفظ "الناس" (لوگوں) میں جن بھی داخل ہیں۔ راغب نے کہا کہ: "الناس" کا اطلاق ان جانداروں کی جماعت پر ہوتا ہے جن میں غور و فکر کی صلاحیت موجود ہو۔ لہٰذا اس میں جن بھی داخل ہیں اس لئے کہ ان میں غورو فکر کی صلاحیت موجود ہے۔ لفظ "الناس" نَاسَ یَنُوس سے بنا ہے جس کا معنی حرکت کرنا ہوتا ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ: اس میں دورائے نہیں کہ محمد ﷺ کو اللہ نے انسانوں اور جنوں کی طرف بشیر و نذیر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ یہ آپ ہی کا طرہ امتیاز ہے کہ آپ کو جن وانس پوری مخلوق کا نبی بنایا گیا جبکہ دوسرے نبی کو صرف اس کی اپنی قوم کا نبی بنایا جاتا تھا۔

ابن حزمؒ سے بھی یہی بات منقول ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو انس و جن دونوں گروہوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا' اور ان پر فرض کر دیا کہ وہ آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں' آپ کی اطاعت و پیروی کریں' اللہ اور اس کے رسول نے جو چیز حلال کر دی اس کو حلال سمجھیں' جس چیز کو حرام کہا اس کو حرام جانیں' جو احکام فرض کئے ان کو بجالائیں' اللہ اور اس کے رسولؐ کو جو چیز پسند ہو اسے پسند کریں' انہیں جس چیز سے نفرت ہو اس چیز سے نفرت کریں' انسانوں اور جنوں میں سے جس شخص پر محمد ﷺ کی رسالت کی حجت قائم ہو گئی اور اس نے آپ پر ایمان نہیں لایا وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہو گا' اس عذاب کے مستحق وہ منکرین حق بھی ہوں گے جن کے پاس اللہ کے پیامبر پہنچتے تھے۔ یہی اسلام کا اصل اصول ہے جس پر صحابہ تابعین' ائمہ عظام' اور تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ ۹/۱۹)

جب جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو وہ فوراً ایمان لے آئے۔

﴿ قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا ﴾ (الجن: ۱-۲)

"اے نبیؐ! کہو، میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا، ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔"

جنوں کی یہ جماعت جس نے قرآن سنا اور ایمان لایا اسی کا تذکرہ سورہ احقاف میں اس طرح ہوا ہے۔

﴿ وَ إِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا أَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ أَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ○ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَآءُ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (الاحقاف: ۲۹-۳۲)

"(یاد کرو) جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تاکہ قرآن سنیں۔ جب وہ اس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش ہو جاؤ پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے، انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔ تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی۔ رہنمائی کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی

طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ' اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچاوے گا۔ اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ نہ زمین میں خود کوئی بل بوتا رکھتا ہے کہ اللہ کو زچ کر دے' اور نہ اس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ سے اس کو بچالیں۔ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔"

یہ لوگ قرآن سن کر خود بھی ایمان لائے اور اپنی قوم میں جا کر ان کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کی' دوزخ سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی۔

نبی ﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے سننے والی اس جماعت کا قصہ بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ:

نبی ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف نکلے' اس وقت آسمان پر پہرے لگ چکے تھے' جو شیاطین وہاں سن گن لینے جاتے ان پر ستاروں کی مار پڑتی چنانچہ شیاطین اپنی قوم میں واپس ہو گئے' ان کی قوم نے کہا: تم کیوں لوٹ گئے؟ انہوں نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی گئی ہے اور ستارے بھی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ قوم نے کہا: دنیا میں ضرور کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کے درمیان روک لگا دی گئی ہے۔ جاؤ زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سفر کرو اور دیکھو کہ آخر وہ کیا چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گئی ہے۔ شیاطین اس چیز کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کی جماعت جو تہامہ کی طرف جا رہی تھی نبی ﷺ کی طرف مڑی' آپ عکاظ جاتے ہوئے ایک باغ میں صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے' جب جنوں نے قرآن سنا تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس کو سنو' جب سن چکے تو کہنے لگے بخدا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ تب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اور کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب کلام سنا جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم تو اس پر ایمان

لا چکے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی:

﴿ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (الجن:۱)

"(اے نبیؐ) کہو! میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔"

جنوں کے وفود جنوں کی محمد ﷺ کی نبوت سے آشنائی یہیں سے ہوتی ہے انہوں نے قرآن کی تلاوت سنی' ان کو رسول ﷺ کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا پھر بھی ان میں سے ایک فریق ایمان لایا اور داعی و مبلغ بن کر واپس ہوئے۔

اس کے بعد جنوں کے وفد نبی ﷺ سے حصول علم کے لئے جوق در جوق آنے لگے' آپ نے بھی ان کو اپنا وقت دیا' اللہ کی طرف سے سکھائی ہوئی باتیں بتائیں' قرآن کی تعلیم دی اور آسمانی خبروں سے روشناس کرایا۔ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے مکہ کا ہے۔

صحیح مسلم اور مسند احمد میں علقمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص لیلتہ الجن (جنوں سے ملاقات کی رات) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا' لیکن ہوا یہ کہ ایک رات ہم نے آپ کو مکہ میں گم پایا ہم لوگ کہنے لگے: کہیں آپ کو غفلت میں قتل تو نہیں کر دیا گیا؟ اغوا تو نہیں کیا گیا؟ آخر آپ کہاں گئے؟ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ وہ رات ہم نے انتہائی پریشانی کے عالم میں گزاری۔ جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا' یا ابن مسعود نے یہ کہا کہ جب سحر ہوئی تو ہم نے اچانک نبی ﷺ کو دیکھا آپ غارِ حرا کی طرف سے آ رہے تھے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول اور آپ سے تمام پریشانی بیان کر دی' آپ نے فرمایا: میرے پاس جنوں میں سے ایک شخص بلانے آیا تھا میں ان کے پاس گیا اور قرآن کی تلاوت کی۔ ابن مسعود نے کہا کہ آپ گئے اور ہم کو ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ طبری کی ابن مسعود والی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رات کو میں نے

حجون میں کھڑے ہو کر جنوں کے سامنے قرآن کی تلاوت کی۔

نبی ﷺ نے جنوں کے سامنے سورہ رحمٰن کی تلاوت فرمائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں "میں نے لیلتہ الجن میں جنوں کے سامنے یہ سورہ (سورہ رحمٰن) تلاوت کی تو انھوں نے تم سے بہتر جواب دیا' میں جب جب یہ کہتا: فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ؟ تو وہ جواب دیتے:

((وَلَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ))

"اے رب ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کر سکتے تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔"

اس کو بزار' حاکم اور ابن جریر نے صحیح سند سے روایت کیا۔ (الجامع الصحیح ۳۰/۱)

نبی ﷺ کی جنوں سے ملاقات صرف اسی رات کو نہیں بلکہ اس کے بعد متعدد بار ہوئی۔ ابن کثیر نے سورۂ احقاف کی تفسیر میں ان روایات کو نقل کیا ہے جن میں آپ ﷺ کی جنوں سے ملاقات کا تذکرہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی کسی رات میں نبی ﷺ کے قریب تھے۔

صحیح بخاری کی بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جو جن آئے تھے ان میں سے بعض ملک یمن کے "نصیبین" نامی شہر سے تعلق رکھتے تھے۔

بخاری نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میرے پاس نصیبین کا وفد آیا انہوں نے مجھ سے خوراک طلب کی' میں نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی کہ جس ہڈی اور گوبر سے وہ لوگ گزریں وہ ان کے لئے خوراک ہو جائے۔ یہ وفد کتنے افراد پر مشتمل تھا اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ وہ سات افراد تھے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے تین حران کے اور چار نصیبین کے۔ زر سے منقول ہے کہ وہ نو (۹) تھے' عکرمہ کہتے ہیں وہ بارہ ہزار تھے۔

سہیلی نے کہا کہ تفاسیر و مسندات میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جیسے شاصر' ماصر' منشی' ماشی اور احقب وغیرہ۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے فضائل میں یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک چٹیل میدان سے گزر رہے تھے کہ ان کو ایک مردہ سانپ نظر آیا' انہوں نے اپنی چادر کا ٹکڑا کاٹ کر اس کو کفن دیا اور دفن کر دیا۔ اتنے میں ایک شخص کی آواز آئی وہ کہہ رہا تھا: اے سرق! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کو تم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم بیابان میں مرو گے اور ایک نیک انسان تمہارا کفن دفن کرے گا' عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا: اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا: جنوں کی اس جماعت کا ایک فرد جنھوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا تھا' ان میں سے صرف میں اور سرق زندہ ہیں اور اب یہ سرق بھی مر چکا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہوا کا ایک بگولا آیا پھر ایک اور آیا جو پہلے سے زیادہ بڑا تھا جب وہ چھٹ گیا تو ہم نے دیکھا کہ ایک مقتول سانپ پڑا ہوا ہے۔ ہم میں سے ایک شخص نے اپنی چادر لی اور اس کا کچھ حصہ پھاڑ کر سانپ کو اس میں کفن دے کر دفن کر دیا' جب رات ہوئی تو دو عورتیں پوچھنے لگیں: تم میں سے کس شخص نے عمرو بن جابر کو دفن کیا؟ ہم نے کہا: ہمیں نہیں معلوم عمرو بن جابر کون ہیں۔ عورت نے کہا: اگر تم لوگوں نے ثواب کے لئے کیا تھا تو تمہیں ثواب مل چکا ہے۔ کافر جنوں نے مومن جنوں سے لڑائی کی جس میں عمرو کا قتل ہو گیا وہ وہی سانپ ہیں جس کو تم نے دیکھا تھا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے محمد ﷺ سے قرآن سن کر اپنی قوم میں جا کر دعوت و تبلیغ کی تھی۔

کثیر بن عبداللہ ابوہاشم الناجی کہتے ہیں کہ ہم ابو رجاء عطاری کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ آپ کسی ایسے جن کو جانتے ہیں جس نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو؟ انہوں نے مسکرا کر کہا: میں نے جو دیکھا اور سنا آپ کو بتاتا ہوں۔

ایک سفر کی بات ہے ہم لوگ ایک چشمہ کے پاس اترے اور وہاں اپنے اپنے خیمے نصب کر دیئے۔ میں جب قیلولہ کرنے گیا تو دیکھتا ہوں کہ خیمہ میں ایک سانپ تڑپ رہا ہے میں نے اپنا لوٹا اٹھایا اور اس میں سے کچھ پانی لے کر سانپ پر چھڑکا

سانپ خاموش ہو گیا۔ اسی وقت ایک شخص نے قافلہ کی روانگی کا اعلان کیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ذرا ٹھہر جاؤ اس سانپ کا حال کیا ہوتا ہے دیکھ لیا جائے جب ہم نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ مر چکا تھا' میں نے اپنی تھیلی میں سے کپڑے کا ایک سفید ٹکڑا نکالا اور اس میں سانپ کو لپیٹ کر دفن کر دیا۔ ہم لوگ دن اور رات بھر چلتے رہے جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے پاس قیام کیا اور اپنے خیمے نصب کیے۔ میں قیلولہ کرنے کے لئے گیا تو "السلام علیکم" کی بہت ساری آوازیں سنائی دیں' میں نے کہا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم جن ہیں' تم پر اللہ کی برکتیں ہوں' تم نے ہمارے ساتھ ایسا احسان کیا کہ ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ میں نے کہا: میں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کر دیا؟ انہوں نے کہا: تمہارے پاس جو سانپ مرا وہ ان جنوں میں سے ایک تھا جنھوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔

جن بھلائی کا حکم کرتے اور مسلمان کی گواہی دیتے ہیں

جس حدیث میں نبی ﷺ نے بتایا کہ آپ کا ہمزاد جن تابع ہو گیا ہے اور وہ صرف خیر کا حکم دیتا ہے اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابو صعصعہ انصاری سے کہا تھا: میرا خیال ہے کہ تمہیں دیہات اور بکریاں زیادہ پسند ہیں۔ جب تم دیہات اور بکریوں میں رہو اور نماز کے لئے اذان دینا ہو تو بلند آواز سے دو کیونکہ موذن کی آواز کو جہاں تک جن' انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ سب قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی اذان کی آواز جنوں نے سنی ہو گی وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گے۔

نیکی وبدی کے لحاظ سے جنوں کے طبقے

اس سلسلے میں جنوں کے کچھ طبقے ہیں' ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھیں استقامت اور عمل صالح میں درجہ کمال حاصل ہے' کچھ اس سے کم درجہ کے ہیں'

کچھ بالکل سادہ لوح مغفل ہیں' کچھ کفار ہیں اکثریت کفار ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جنوں کی زبانی جنھوں نے قرآن سنا تھا۔ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾ (الجن:۱۱)

"اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ اس سے فرو تر ہیں۔ ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔"

یعنی ان میں کچھ کامل درجہ کے نیک ہیں اور کچھ ان سے کم نیک' ان میں اسی طرح مختلف فرقے ہیں جس طرح انسانوں میں۔

اللہ تعالیٰ جنوں کے متعلق فرماتا ہے:

﴿ وَ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَ اَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴾ (الجن: ۱۴-۱۵)

"اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلم (اللہ کے اطاعت گزار) ہیں اور کچھ حق سے منحرف۔ تو جنھوں نے اسلام کا راستہ اختیار کرلیا انہوں نے نجات کی راہ ڈھونڈ لی اور جو حق سے منحرف ہیں وہ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔"

یعنی ان میں کچھ لوگ مسلمان ہیں اور کچھ وہ ہیں جنھوں نے کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا' جن لوگوں نے اطاعت کی انہوں نے اپنے عمل سے راہ ہدایت اختیار کی اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ آتش جہنم کا ایندھن بنے۔

شیطان کا مزاج

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایمان اور کفر دونوں کی طاقت دی یہی وجہ ہے کہ شیطان فرشتوں کے ساتھ عبادت کرتا تھا پھر اس نے کفر کا راستہ اختیار کرلیا۔

جب شیطان نے کافرانہ زندگی اختیار کرلی اور اس سے خوش ہو گیا تو اس کے دل میں برائی کی محبت و چاہت پیدا ہو گئی اور اسے برا کام کرنے اور لوگوں کو اس کی طرف بلانے میں مزہ آنے لگا ہرچند کہ یہ چیز اس کے لئے عذاب کی باعث ہے پھر بھی وہ اپنی خباثت نفس کی وجہ سے اس کا حریص ہے:

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴾
(ص: ۸۲-۸۳)

"اس نے کہا تیری عزت کی قسم میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا' بجز تیرے ان بندوں کے جنھیں تو نے خالص کر دیا ہے۔"

یہی حالت انسان کی ہے جب انسان کا نفس یا مزاج بگڑ جاتا ہے تو اسے ایسا کام کرنے میں مزہ آتا ہے جس میں اس کا نقصان ہے بلکہ اس کا اس درجہ دیوانہ ہو جاتا ہے کہ اپنا دل و دماغ' دین واخلاق' صحت و دولت سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ شراب اور تمباکو نوشی کرنے والوں کو دیکھئے یہ دونوں چیزیں ان کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں اور انہیں ان چیزوں سے مشکل ہی سے نجات ملتی ہے۔

کیا شیطان مسلمان ہو سکتا ہے؟

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مسلمان ہو سکتا ہے' دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کا ہمزاد شیطان مسلمان ہو گیا تھا مگر بعض علماء اس کو نہیں مانتے' وہ کہتے ہیں کہ شیطان مومن نہیں ہو سکتا۔ انہیں میں سے شارح طحاویہ (ص ۴۳۹) ہیں انہوں نے لفظ "فَاَسْلَمَ" کی توجیہہ "استسلم" سے کی یعنی وہ مطیع و فرمانبروار ہو گیا۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ روایت میم کے پیش کے ساتھ "فَاَسْلَمُ" ہے یعنی "میں شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہوں" اگرچہ شارح طحاویہ کا خیال یہ ہے کہ پیش والی روایت لفظ میں تحریف ہے لیکن نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ: "یہ دونوں روایتیں (زبر اور پیش کے ساتھ) مشہور ہیں "نووی نے خطابی کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ انہوں نے پیش والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ شیطان مسلمان ہو سکتا ہے ان میں ابن حبان بھی ہیں۔ وہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کا ہمزاد شیطان مسلمان ہو گیا تھا اور وہ آپ کو صرف بھلائی کا حکم دیتا تھا۔

شارح طحاویہ کی یہ بات محل نظر ہے کہ شیطان کافر ہی ہوتا ہے' اگر ان کی

اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان صرف کافر جنوں کو کہتے ہیں تو یہ درست ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ شیطان اسلام کی طرف نہیں پلٹ سکتا تو یہ عقل سے بعید تر بات ہے حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

تیسری فصل

انسان اور شیطان کی دشمنی

انسان اور شیطان کی دشمنی کے اسباب' اس کی تاریخ اور اس دشمنی کی شدت

دشمنی کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اس کی تاریخ اسی دن سے شروع ہوتی ہے جب اللہ نے آدم کا پتلا بنا کر کھڑا کیا تھا۔ ابھی اس میں روح بھی نہ پھونکی تھی کہ شیطان نے اس کے آس پاس چکر لگانا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ: اگر تم کو مجھ پر تسلط حاصل ہوا تو میں تمہاری ایک نہ سنوں گا اور اگر مجھے تم پر غلبہ ہوا تو تم کو تباہ کر دوں گا۔

صحیح مسلم میں انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے جنت میں آدم کا ڈھانچہ بنایا تو اس کو جب تک چاہا کچھ مدت تک کے لئے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اس کا معائنہ کرنے کے لئے شیطان آس پاس چکر لگانے لگا۔ جب شیطان نے دیکھا کہ ڈھانچہ کھوکھلا ہے سمجھ گیا کہ اللہ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کو اپنی ذات پر قابو نہیں۔

جب اللہ نے آدم کے ڈھانچے میں روح پھونکی فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں چونکہ ابلیس آسمان کے فرشتوں کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا تھا اس لئے اس حکم کے تحت اس پر بھی سجدہ کرنا واجب تھا مگر احساس برتری اور پندار عظمت میں آکر اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس نے کہا: میں آدم سے عظیم تر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے اور آدم کو مٹی گارے سے پیدا کیا ہے۔

﴿ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾ (الاعراف: ۱۲)

"اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں' تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔"

حضرت آدم نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ان کی خوب عزت ہو رہی ہے فرشتے ان کے سامنے سجدے میں پڑے ہیں لیکن انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہیں ایک خوفناک دشمن ہے جو ان کی اور ان کی نسلوں کی تباہی و گمراہی کا نشان بن کر کھڑا ہے۔

اللہ نے شیطان کو تکبر کی وجہ سے خلد بریں سے بے دخل کر دیا' شیطان نے بھی اللہ سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اسے قیامت تک زندہ رکھے۔

﴿ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴾ (الاعراف : ۱۴-۱۵)

"بولا مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے' فرمایا تجھے مہلت ہے۔"

شیطان لعین نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرے گا اور ان کو مکرو فریب کے جال میں پھنسائے گا۔

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۶-۱۷)

"بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا' آگے اور پیچھے' دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔"

شیطان کا یہ جملہ بتاتا ہے کہ وہ ابن آدم کو گمراہ کرنے کے لئے کس قدر تگ و دو میں مصروف ہے۔ دائیں' بائیں' آگے' پیچھے ہر سمت اور ہر ممکن طریقہ سے وہ انسان پر غالب ہونا چاہتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں زمخشری کہتے ہیں کہ : میں ان چاروں جانب سے انسانوں پر حملہ کروں گا جہاں سے عموماً دشمن حملہ کرتا ہے۔ یہ اس بات کی مثال ہے کہ شیطان حتی الامکان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالے گا اور ان کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ ﴾ (بنی اسرائیل : ۶۴)

"تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے' ان پر اپنے سوار

اور پیادے چڑھالا۔"

قرآنی تنبیہات قرآن نے ہم کو بارہا آگاہ کیا کہ شیطان کا فتنہ بہت سنگین ہے، اسے گمراہ کرنے میں بڑی مہارت حاصل ہے اس کی تمام تر خواہش لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ يَابَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ﴾ (الاعراف: ۲۷)

"اے بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے۔"

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ﴾ (فاطر: ٦)

"شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴾ (النساء: ۱۱۹)

"اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔"

شیطان کی دشمنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ جانتا ہے کہ ہمارے بابا آدم کی بدولت اس کو لعنت' پھٹکار اور جنت سے بے دخلی کا داغ اٹھانا پڑا اس لئے وہ ضرور آدم اور اس کی اولاد سے انتقام لے گا:

﴿ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ٦٢)

"وہ بولا دیکھ تو سہی' کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں' بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔"

ماہرین اخلاقیات نے نفس اور اس کے عیوب و آفتوں پر تو بحث کی لیکن اپنے ازلی دشمن کو سمجھنے میں کوتاہی سے کام لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بارے

میں بہت متنبہ کیا ہے اور اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ نفس سے پناہ مانگنے کا اس نے ایک جگہ بھی حکم نہیں دیا' صرف نبی ﷺ کے خطبہ میں نفس کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے آپ نے فرمایا:

((نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا))

"ہم نفس کے شر اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔"

شیطان کے اغراض و مقاصد

بنیادی مقصد شیطان کا ایک ہی آخری مقصد ہے جس کے حصول کی خاطر وہ جدوجہد کر رہا ہے وہ یہ کہ انسان کو جہنم میں دھکیل دے اور جنت سے محروم کر دے:

﴿ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ ﴾ (فاطر:٦)

"وہ تو اپنے پیروں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔"

ذیلی مقاصد یہ شیطان کا بنیادی مقصد ہے۔ اس کے ذیلی مقاصد یہ ہیں:

ا۔ بندوں کو کفر و شرک میں مبتلا کرنا یعنی بندوں کو غیراللہ کی عبادت اور اللہ اور اس کی شریعت سے انکار کی دعوت دے۔

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ ﴾ (الحشر:١٦)

"ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ

ہوں۔"

صحیح مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا' آپ نے خطبہ میں فرمایا: لوگو! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں وہ بات بتاؤں جس سے تم ناآشنا ہو اور وہ بات اللہ نے مجھے آج ہی بتائی کہ میں نے جو کچھ اپنے بندے کو عطا کیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا تھا لیکن شیطان نے آکر انہیں اپنے دین سے پھیر دیا اور میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کرنے کا حکم دیا جن کے لئے میں نے کوئی سند نازل نہیں کی۔

۲۔ کافر نہ بنا سکے تو گناہوں میں مبتلا کرتا ہے

اگر وہ لوگوں کو کفر و شرک میں مبتلا نہ کر سکے تو ناامید نہیں ہو جاتا بلکہ اس سے چھوٹا حربہ استعمال کرتا ہے یعنی ان سے چھوٹے موٹے گناہ کرواتا اور ان کے دلوں میں عداوت و دشمنی کی کاشت کرتا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگو سنو! شیطان اس بات سے قطعی ناامید ہے کہ اس کی اس شہر میں عبادت ہو گی مگر کچھ اعمال جن کو تم معمولی اور حقیر سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اسی سے خوش ہو گا۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ:

"شیطان اس بات سے ناامید ہے کہ جزیرہ عرب میں نماز پڑھنے والے اس کی پرستش کریں گے' لیکن ان کو ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرنے کے سلسلے میں وہ ناامید نہیں۔"

یعنی وہ لوگوں کے درمیان عداوت و دشمنی کی آگ روشن کرے گا اور ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکائے گا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾

(المائدۃ: ۹۱)

"شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے' پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟"

وہ ہر برے کام کا حکم دیتا ہے۔

﴿ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۱۶۹)

"وہ تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے. کہ (وہ اللہ نے فرمائی ہیں)"

مختصر یہ کہ ایسی عبادت جو اللہ کو پسند ہے وہ شیطان کو ناپسند ہے اور ہر ایسی معصیت جو رحمان کو ناپسند ہے وہ شیطان کو پسند ہے۔

۴۔ شیطان کا بندوں کو اللہ کی اطاعت سے روکنا

شیطان لوگوں کو صرف کفر و معاصی کی دعوت دینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ انہیں اچھے کام کرنے سے بھی روکتا ہے۔ بھلائی کے جس راستہ پر بھی اللہ کا کوئی بندہ چلنا چاہتا ہے شیطان اس کے راستہ میں ٹانگ اڑاتا اور اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ:

"شیطان ابن آدم کی تمام راہوں میں بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اس کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم اسلام کی خاطر اپنا اور اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑ دو گے؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم ہجرت کی خاطر اپنا وطن اپنا ماحول چھوڑ دو گے؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو لمبی رسی میں کھونٹے سے بندھا ہوا ہو۔ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر ہجرت کے لئے چل پڑتا ہے۔ پھر وہ اس کے جہاد کے راستہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: جہاد کرو گے تو اس میں نفس اور مال کی پریشانی تو ہے ہی اگر لڑائی ہوئی اور تم مار

دیئے گئے تو تمہاری بیوی دوسرے سے شادی کر لے گی اور تمہاری دھن دولت بھی ٹھکانے لگ جائے گی؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر جہاد کے لئے نکل جاتا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا اس کو جنت میں داخل کرنا اللہ پر واجب ہے۔ اگر اس کا قتل ہو تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے' اگر وہ ڈوب جائے تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے' اگر اس کا جانور اس کی گردن توڑ دے تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ اس کو احمد' نسائی اور ابن حبان نے صحیح سند سے روایت کیا۔" (صحیح الجامع ۲/۲ ۷)

اسی جیسی بات قرآن کریم میں اللہ نے شیطان سے نقل کی ہے۔ شیطان نے اللہ رب العزت سے کہا تھا:

﴿ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَاتَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف:۱۶-۱۷)

"جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے' دائیں اور بائیں' ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔"

لفظ "صراط" کی تفسیر میں سلف کے اقوال ملتے جلتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر "دین واضح" سے اور ابن مسعودؓ نے "کتاب اللہ" سے کی ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ اس سے مراد اسلام ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حق ہے۔

بہرحال بھلائی کا کوئی ایسا راستہ نہیں جہاں شیطان بیٹھ کر لوگوں کو اس سے نہ روکتا ہو۔

۴۔ عبادت و اطاعت میں خرابی پیدا کرنا

اگر شیطان لوگوں کو اطاعت و فرمانبرداری سے نہ روک سکے تو وہ

عبادت و اطاعت کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے اجر و ثواب سے لوگوں کو محروم کر دے۔

ایک صحابی نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا "نماز خراب کرنے کے لئے شیطان میرے اور نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے جس کو "خِنزِب" کہا جاتا ہے' اگر تمہیں اس کا احساس ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز ختم کر دی' اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

جب بندہ نماز شروع کرتا ہے تو شیطان اس کے دل و دماغ پر سوار ہو کر اس کے دل میں ہزاروں خیالات ڈالتا اور اسے اللہ کی یاد سے غافل کر کے دنیا کے مسائل میں الجھا دیتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب شیطان کو اذان کی آواز آتی ہے تو وہ گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے' اذان ہونے پر وہ واپس ہو جاتا ہے اور پھر سے وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر اقامت کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے تاکہ اس کی آواز نہ سن سکے' اقامت ختم ہونے پر وہ واپس ہو جاتا ہے اور پھر سے وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ:

> "جب اقامت ختم ہوتی ہے تو آتا ہے اور انسان اور اس کے نفس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے فلاں بات یاد کرو فلاں چیز یاد کرو۔ اس کو ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو پہلے یاد نہیں تھیں۔ اس میں الجھ کر آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔" (بروایت بخاری و مسلم)

رحمٰن کی ہر مخالفت شیطان کی اطاعت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴾ (النساء: ۱۱۷-۱۱۸)

"وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے (وہ اس شیطان کی عبادت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقررہ حصہ لے کر رہوں گا۔"

جو شخص اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کی پرستش کرے گا خواہ وہ لکڑی اور پتھر کے بت ہوں' سورج ہو' چاند ہو' خواہشات ہوں' یا کوئی شخصیت یا نظریہ ہو' مانے یا نہ مانے بہرحال وہ شیطان کی پرستش کرنے والا ہو گا کیونکہ شیطان ہی کے حکم اور پسند سے اس نے یہ کام کیا ہے۔ جو لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ حقیقت میں شیطان کی پوجا کر رہے ہیں۔

﴿ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴾ (سباء: ۴۰-۴۱)

"اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات' ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے' دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔"

یعنی فرشتوں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ جنوں نے اس کا حکم دیا تھا تاکہ ان کی عبادت حقیقت میں شیاطین کے لئے ہو جائے جیسا کہ بتوں کی عبادت حقیقت میں شیاطین کی عبادت ہوتی ہے۔

خلاصہ اب تک کی بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ شیطان ہی ہر برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے اور ہر کار خیر سے روکتا اور اس سے ڈراتا ہے تاکہ لوگ پہلی چیز کا ارتکاب کریں اور دوسری چیز کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ﴾ (البقرۃ: ۲۶۸)

"شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرز عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔"

شیطان ہمیں مفلسی سے یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر تم اپنی دولت راہ خدا میں خرچ کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے۔ وہ جن فحش کاموں کی ترغیب دیتا ہے اس سے ہر خبیث اور گندہ کام مراد ہے خواہ وہ بخل ہو یا زناکاری یا کوئی دوسرا فعل۔

۵۔ جسمانی اور ذہنی ایذا رسانی: جس طرح شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو کفر و گناہ میں مبتلا کر کے گمراہ کر دے اسی طرح وہ مسلمان کو جسمانی اور ذہنی طور پر پریشان کرنا چاہتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ نبی ﷺ پر حملہ آئندہ صفحات میں وہ حدیث آئے گی جس میں نبی ﷺ نے بتایا کہ شیطان نے آپ پر حملہ کیا تھا اور آپ کے چہرۂ اطہر پر پھینکنے کے لئے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔

ب۔ شیطانی خواب شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کو رنجیدہ اور پریشان کرنے کی غرض سے نیند کی حالت میں طرح طرح کے پریشان کن خواب دکھاتا ہے۔

نبی ﷺ نے بتایا کہ انسان نیند کی حالت میں جو خواب دیکھتا ہے وہ تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک رحمانی یعنی اللہ کی طرف سے۔ دوسرا شیطانی جو انسان کو رنجیدہ کرنے کے لئے شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ تیسرا نفسانی جس میں انسان اپنے آپ گفتگو کرتا ہے۔ (صحیح الجامع ۳/۱۸۴۔ ۱۸۵)

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو پسند ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اسے چاہیے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور خواب لوگوں سے بیان

کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اسے چاہیئے کہ اللہ کی پناہ مانگے اور خواب کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔"

ج۔ گھروں میں آتش زدگی

شیطان گھروں میں آگ لگانے کا کام بعض حیوانات کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ سنن ابوداؤد اور صحیح ابن حبان میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب تم لوگ سونے چلو تو چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان اس طرح کے حیوانوں (چوہوں) کو ایسی چیزوں (چراغ) کی طرف لاتا اور تمہارے مکانوں میں آگ لگا دیتا ہے۔"

د۔ موت کے وقت شیطان کا انسان کو جھنجھوڑنا

نبی ﷺ موت کے وقت شیطان کے وسوسہ سے پناہ مانگتے اور کہتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَالْھَدَمِ ' وَالْغَرَقِ ' وَالْحَرَقِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطٰنُ عِنْدَالْمَوْتِ ○ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا ○ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَوْتِ لَدِیْغًا۔ (صحیح الجامع ۱/۴۰۵)

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گر کر ہلاک ہونے' عمارت میں دبنے' ڈوبنے اور جلنے سے اور پناہ چاہتا ہوں موت کے وقت شیطان کے جھنجھوڑنے سے' اور اس بات سے کہ میں تیری راہ میں پشت دکھا کر مروں اور پناہ چاہتا ہوں کہ کسی جانور کے ڈسنے سے میری موت ہو۔" (اس کو نسائی اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا)

ہ۔ پیدائش کے وقت شیطان کا بچے کو تکلیف دینا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ہر انسان کو جب اس کی ماں جنتی ہے شیطان تکلیف پہنچاتا ہے مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے۔ (صحیح الجامع ۴/۱۷۱)

صحیح بخاری میں ہے۔

"جب کوئی انسان پیدا ہوتا ہے شیطان اس کے دونوں پہلوؤں میں انگلی چبھوتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم اس سے محفوظ رہے شیطان ان کو چبھونے گیا تو پردے میں چبھو دیا۔"

بخاری ہی میں ہے۔

"شیطان ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے وقت تکلیف دیتا ہے جس سے بچہ چیخ اٹھتا ہے مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے۔"

مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے مریم کی پیدائش کے وقت اللہ سے دعا کی تھی کہ۔

﴿ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴾ (آل عمران:۳۶)

"میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

چونکہ انہوں نے سچے دل سے دعا مانگی تھی اس لئے اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ عمار بن یاسر بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے محفوظ رکھا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ ابودرداء نے کہا۔ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا ہو؟ مغیرہ نے جواب دیا' جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا وہ عمار ہیں۔

و۔ طاعون (پلیگ) کی بیماری جنوں سے ہوتی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت کا خاتمہ میدان جہاد کے نیزوں اور طاعون کی بیماری سے ہوگا جو جنوں کے کچوکے کا نتیجہ ہے۔ دونوں حالتوں میں شہادت نصیب ہوگی۔"

(صحیح الجامع ۴/۹۰)

اس کو احمد اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ

"طاعون تمہارے دشمن جنوں کے کچوکے کا نتیجہ ہے اس میں تمہارے لئے شہادت کا رتبہ ہے۔ شاید اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کو جو بیماری لگی تھی وہ جن کی وجہ سے تھی جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴾ (ص:۴۱)

"اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔"

ز۔ ایک دوسری بیماری

نبی ﷺ نے استحاضہ (وہ خون جو حیض کی مقررہ مدت کے بعد کسی بیماری کی وجہ سے جاری رہے) والی عورت سے فرمایا تھا:

"یہ شیطان کی رگڑ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا۔" (صحیح الجامع ۱۹۶/۳)

ح۔ انسان کے کھانے' پانی اور گھر میں شیطان کا حصہ

انسان کے لئے شیطان کی لائی ہوئی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ وہ اس کے کھانے پانی پر ناجائز قبضہ کر کے اس میں اپنا حصہ لگا لیتا اور اس کے گھر میں شب باشی بھی کرتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اپنے رب کی ہدایات کی مخالفت کرے یا اس کے ذکر سے غافل ہو جائے۔ اگر وہ اللہ کی دی ہوئی ہدایات پر کاربند ہو اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو تو شیطان کی کیا مجال کہ ہمارے مال اور گھر میں حصہ دار ہو جائے۔ شیطان ہمارا کھانا اسی وقت حلال سمجھتا ہے۔ جب کوئی اسے بغیر بسم اللہ کہے کھانا شروع کر دے اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ شیطان کے لئے حرام ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں حذیفہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

"جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں شرکت کرتے تو اس وقت

تک اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک آپ خود شروع کرنے کے لئے اپنا دست مبارک نہ بڑھا دیتے۔ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ ایک کھانے میں شریک ہوئے' تبھی ایک لونڈی تیزی سے آئی گویا کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہو اور کھانے میں ہاتھ بڑھانے لگی' نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا' پھر ایک دیہاتی اسی کیفیت کے ساتھ آیا آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا: کھانے کے وقت بسم اللہ نہ کہا جائے تو شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے' شیطان کھانا حلال کرنے کے لئے اس لونڈی کو ساتھ لایا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر اس دیہاتی کو لے کر آیا تاکہ اس کے ذریعہ سے حلال کرے میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس شیطان کا ہاتھ لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔"

نبی ﷺ نے ہمیں شیطان سے اپنے مال کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر دروازہ بند کیا جائے اور برتنوں پر کوئی چیز ڈھانپ دی جائے' اس سے چیزیں شیطان کی دستبرد سے محفوظ رہیں گی۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر دروازہ بند کرو شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا' مشکیزے کا منہ بند کرو اور اس پر اللہ کا نام لو' برتن ڈھانپ دو اور اللہ کا نام لو' اور چراغ بجھا دو۔"

اس کو مسلم نے روایت کیا۔

شیطان انسان کے ساتھ اس وقت بھی کھاتا اور پیتا ہے جب وہ بائیں ہاتھ سے کھائے پیئے اسی طرح کھڑے ہو کر پینے کے وقت بھی۔ چنانچہ مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"جو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے جو بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اس کے ساتھ شیطان پیتا ہے۔"

مسند احمد میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

"نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑا ہو کر پیتے ہوئے دیکھا آپ نے اس سے فرمایا: قے کرو' اس نے کہا: کیوں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ بلی تمہارے ساتھ پیئے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بلی سے بدتر چیز شیطان نے تمہارے ساتھ پیا ہے۔"

شیطانوں کو گھر سے باہر نکالنے کے لئے آپ گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا نہ بھولیں نبی ﷺ نے ہمیں اس کی تاکید کی ہے' آپؐ نے فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر میں آئے اور گھر میں داخل ہوتے وقت نیز کھانا کھاتے وقت خدا کا نام لے لے' تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے: اس گھر میں تمہارے لئے نہ شب باشی کی جگہ ہے نہ شام کا کھانا' اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا' تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے: اس گھر میں تمہیں شب باشی کی جگہ مل گئی اور وہ آدمی کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے یہاں تم کو شب باشی کی جگہ مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔"

ط۔ آسیب زدگی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ جلد نمبر۲۴ صفحہ نمبر۲۷۶ پر رقمطراز ہیں کہ: انسان کے جسم میں جن کا داخل ہونا باتفاق ائمہ اہل سنت والجماعت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ (البقرۃ: ۲۷۵)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے چھو کر شیطان نے باؤلا کر دیا ہو۔"

صحیح میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ

"شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔"

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن آسیب زدہ کے جسم میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ والد نے جواب دیا: بیٹا! یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں' سچ یہ ہے کہ جن ہی انسان کی زبان سے بات کرتا ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں: احمد بن حنبل نے جو بات کہی مشہور و معروف ہے' جن انسان پر سوار ہوتا ہے اور انسان ایسی زبان میں بات کرنے لگتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کے جسم پر اتنی مار پڑتی ہے کہ اگر کسی اونٹ کو مارا جائے تو اس کے بدن پر نشان پڑ جائیں اس کے باوجود اس شخص کو نہ پٹائی کا احساس ہوتا ہے نہ اس گفتگو کا جو اس نے اپنی زبان سے کی۔ آسیب زدہ شخص کبھی تو دوسرے انسانوں کو گھسیٹتا اور کبھی جس چیز پر وہ بیٹھا ہوا ہوتا ہے اسی کو کھینچنے پھاڑنے لگتا ہے' کبھی دیوہیکل مشینوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی حرکتیں کرتا ہے جو شخص اس کا بچشم خود مشاہدہ کرے گا اسے بدیہی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو چیز انسان کی زبان سے بات کر رہی ہے اور ان چیزوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتی ہے وہ انسان کے علاوہ کوئی دوسری صنف کی مخلوق ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں: ائمہ مسلمین میں کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں کہ جن آسیب زدہ شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ جو اس کا انکار کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ شریعت اس کو نہیں مانتی وہ شریعت پر تہمت لگاتا ہے' شرعی دلائل میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے اس کی تردید ہوتی ہو۔

علامہ نے جلد ۱۹ صفحہ نمبر۱۲ پر لکھا ہے کہ جن لوگوں نے آسیب زدہ کے جسم میں جن کے داخل ہونے کا انکار کیا ہے وہ معتزلہ کا ایک ٹولہ ہے جس میں جبائی اور ابوبکر رازی وغیرہ شامل ہیں۔

اس موضوع پر پانچویں فصل میں مزید روشنی ڈالی جائے گی۔

سالار جنگ

نسل انسانی سے جنگ کرنے کے لئے ابلیس ہی نقشہ مرتب کرتا اور قیادت کا

کام انجام دیتا ہے۔ مرکز سے مختلف علاقوں میں فوجی دستے اور ٹکڑیاں روانہ کی جاتی ہیں۔ مشاورتی اجلاس منعقد ہوتے ہیں جنھیں شیطان اپنی فوجوں سے ان کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہے۔ جن لوگوں نے انسانوں کو خوب گمراہ کیا ان کو خوب سراہتا ہے۔

مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر سے روایت کیا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر وہاں سے لوگوں کے پاس فوجی دستے روانہ کرتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے معزز فوجی وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ گر ہو' ایک فوجی آ کر کہتا ہے: میں فلاں کے پیچھے پڑا تھا اور اس سے ایسا ایسا کہلوا کر چھوڑا' ابلیس کہتا ہے: میاں! تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے فلاں کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کے اہل کے درمیان پھوٹ نہ ڈال دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تب شیطان اسے اپنے قریب کرلیتا اور کہتا ہے شاباش! تم کام کے ہو۔"

مسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابن صائد سے کہا:

"تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: سمندر کی سطح پر ایک تخت نظر آتا ہے جس کے ارد گرد بہت سارے سانپ ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابن صائد نے صحیح کہا وہ ابلیس کا تخت ہے۔"

لوگوں کو گمراہ کرنے کے میدان میں شیطان کو طویل تجربہ حاصل ہے اسی لئے وہ بڑی فنکاری کے ساتھ منصوبہ سازی کرتا اور ڈورے ڈالتا ہے۔ جس دن انسانیت کا آغاز ہوا اسی دن سے شیطان زندہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔

﴿ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِیْ إِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ إِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴾ (الحجر:۳۶-۳۸)

"اس نے کہا: میرے رب مجھے اس روز تک کے لئے مہلت دے جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے' فرمایا اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے۔"

جس شر انگیزی کے لئے اس نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے اس میں وہ تندہی اور جانفشانی سے کام کر رہا ہے اسے نہ تھکن محسوس ہوتی ہے نہ سستی۔

حدیث میں ہے:

"شیطان نے کہا تیری عزت و جلال کی قسم جب تک تیرے بندوں کے جسم میں روح رہے گی میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا رب نے فرمایا: میری عزت و جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کریں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔" (صحیح الجامع ۷۲/۲)

اس کو احمد اور حاکم نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

فوج شیطان کی فوج میں دو فرقوں کے لوگ ہیں ایک جن دوسرے انسان۔

جناتی فوج شیطان کی کچھ فوج جنوں میں سے ہے۔ جس حدیث میں اس کے دستے روانہ کرنے کا ذکر ہے وہ پہلے گزر چکی ہے۔ قرآن میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔

﴿ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ ﴾ (بنی اسرائیل: ٦٤)

"تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے' ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے پاس ایسی فوج ہے جو پیدل اور سوار ہو کر لوگوں پر حملہ آور ہوتی اور انہیں بری طرح فتنہ و فساد پر آمادہ کرتی ہے۔

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴾ (مریم: ۸۳)

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو

انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں۔"

انسان کا ہمزاد ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد شیطان ہوتا ہے جو اسے کبھی نہیں چھوڑتا جیسا کہ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ کہتی ہیں:

"ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے نکلے، مجھے غیرت آئی، اور میں بھی پیچھے نکل گئی، آپ واپس ہوئے اور میری (سانس پھولنے کی) کیفیت دیکھی تو فرمایا: کیا تم کو غیرت آ گئی تھی؟ میں نے کہا: بھلا، مجھ جیسا آپ جیسے پر کیوں نہ غیرت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آ گیا تھا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے کہا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے کہا: آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی۔ وہ میرا تابع ہو گیا ہے۔"

امام مسلم اور امام احمد نے عبداللہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد جن مقرر کر دیا گیا ہے اور ایک ہمزاد فرشتہ بھی، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی وہ میرا تابع ہو گیا ہے اب سوائے خیر کے وہ مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیتا۔"

قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾ (الزخرف:۳۶)

"جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔"

جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَاخَلْفَهُمْ ﴾ (حم السجدة: ۲۵)

"ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیئے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔"

انسانی فوج شیطان انسان کا دشمن نمبر ایک ہے جو اسے تباہ کرنے کی فکر میں ہے اس کے باوجود انسانوں کی اکثریت نے اسے دوست بنا رکھا ہے' لوگ اسی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے افکار و نظریات سے خوش ہیں۔ عقلمند انسان کے لئے یہ کتنی بری بات ہے کہ وہ اپنے دشمن کو دوست سمجھ بیٹھے:

﴿ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴾ (الکھف:۵۰)

"کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔"

شیطان کو دوست بنا کر لوگ سر تا پا خسارے میں ہیں:

﴿ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴾ (النساء:۱۱۹)

"جس نے اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا ولی بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔"

یہ لوگ نقصان اور خسارے میں اس لئے ہیں کہ شیطان ان کے نفس کے اچھے رجحانات کو دبا کر اس میں بگاڑ پیدا کر دے گا اور انہیں ہدایت کی نعمت سے محروم کر کے بے راہ روی اور ظن و تخمین کے کھڈ میں دھکیل دے گا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ' اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (البقرة: ۲۵۷)

"اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی اور مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ

آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔"

یہ لوگ اس لئے بھی خسارے میں ہیں کہ شیطان انہیں قیامت کے دن جہنم میں پہنچادے گا۔

﴿ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴾ (فاطر:٦)

"وہ (شیطان) اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔"

غرض شیطان نے اپنے ان دوستوں کو اپنے منصوبوں اور اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے آلہ کار بنا رکھا ہے۔

شیطان کا اپنے دوستوں کے ساتھ فریب

بہت سے لوگ شیطان سے دوستی کرتے ہیں لیکن شیطان ان کے ساتھ مکرو فریب کر کے انہیں ایسی جگہ پہنچا دیتا ہے جہاں ان کی تباہی و بربادی ہوتی ہے پھر وہ انہیں بے سہارا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور کھڑے ہو کر تماشا دیکھتا اور ان پر قہقہے لگاتا ہے۔ چنانچہ شیطان لوگوں کو قتل' چوری اور حرام کاری کی ترغیب دیتا ہے اور وہی انہیں پکڑوا کر سربازار ذلیل و رسوا بھی کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ کیا کہ سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے پاس آیا اور ان سے مدد و غلبہ کا وعدہ کر کے کہنے لگا۔

﴿ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ﴾ (الانفال:٤٨)

"اس نے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

لیکن جب اس دشمن خدا نے دیکھا کہ فرشتے مومنوں کی مدد کے لئے اترے ہیں تو مشرکوں کو چھوڑ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔ اسی کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَلَّاهُمْ بِغُرُوْرٍ ثُمَّ اَسْلَمَهُمْ
اِنَّ الْخَبِیْثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارٌ

شیطان نے انہیں دھوکہ دے کر بے سہارا چھوڑ دیا' اس خبیث سے جو بھی دوستی کرے گا دھوکہ کھائے گا۔

اسی طرح اس نے عورت اور اس کے بچہ کو قتل کرنے ولے راہب کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے اسے زناکاری کی ترغیب دی پھر جب عورت حاملہ ہوئی اور اسے بچہ ہوا تو شیطان نے راہب کو پٹی پڑھائی کہ وہ عورت اور بچہ کو قتل کر دے پھر عورت کے گھر والوں کو اس راہب کا کچا چھٹا بتا دیا اور ان کے سامنے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ پھر راہب سے کہا کہ اگر نجات حاصل کرنا ہو تو اسے سجدہ کرے جب راہب نے شیطان کا سجدہ کیا تو شیطان اس کو چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔

قیامت کے دن جب شیطان اور اس کے حالی موالی جہنم میں جا چکے ہوں گے' شیطان ان سے کہے گا:

﴿ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ﴾ (ابراہیم: ۲۲)

"اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔"

یہاں بھی اس نے لوگوں کو تباہی کے گھاٹ پر پہنچایا اور ان سے بری ہو گیا۔

آئندہ صفحات میں اس شخص کا بھی قصہ آئے گا جو روحانی عالم ہونے کا دعویدار تھا' جب اس کی شہرت کا طوطی بولنے لگا تو اچانک اس کے مشیر کار شیاطین اس سے الگ ہو گئے اور وہ حیرت و تعجب کا پیکر بن گیا' اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔

شیطان کے غلام۔ مومنوں کے دشمن

لوگوں کی دو قسمیں ہیں: رحمٰن کے دوست' شیطان کے دوست۔ شیطان کے دوستوں میں تمام منکرین حق شامل ہیں خواہ وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں:

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۷)

"شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

شیطان ان لوگوں کو بیگار کے طور پر استعمال کرتا ہے تاکہ وہ شکوک و شبہات کے ذریعہ مومنوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔

﴿ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

"شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو۔"

مستشرقین، اہل صلیب، یہود اور ملحدین آئے دن جو شکوک و اعتراضات پیش کرتے ہیں وہ اسی قبیل سے ہیں۔

شیطان اپنے دوستوں کو اس بات پر بھی آمادہ کرتا ہے کہ وہ مومنوں کو ذہنی طور پر پریشان کریں۔

﴿ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (المجادلہ: ۱۰)

"کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے، اور وہ اس لئے کی جاتی ہے کہ ایمان لانے والے لوگ اس سے رنجیدہ ہوں۔"

چنانچہ جب کبھی مشرکین کے قریب مسلمان کھڑے رہتے شیطان مشرکوں کو آپس میں کانا پھوسی کرنے پر آمادہ کرتا تاکہ مسلمان شخص یہ سمجھے کہ وہ لوگ اس کے ہی خلاف سازش و مشورہ کر رہے ہیں۔

بلکہ شیطان اپنے ساتھیوں کو مسلمانوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے تک پر آمادہ و مجبور کرتا ہے

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (النساء: ۷۶)

"ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت کی راہ میں، پس

شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں نہایت کمزور ہیں۔"

شیطان مومنوں کو ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے ڈرانے کی کوشش کرتا ہے۔

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

"(اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ) وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا' لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا' مجھ سے ڈرنا' اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔"

شیطان کے دوستوں کی جمعیت بہت بڑی ہے۔

﴿ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (سبا:۲۰)

"ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اسی کی پیروی کی۔ بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔"

انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کے ہتھکنڈے

شیطان انسان کے پاس آ کر یہ نہیں کہتا کہ ان اچھے کاموں کو چھوڑ دو اور یہ برے کام کرو تاکہ دنیا و آخرت دونوں جگہ تم برباد ہو جاؤ' اگر وہ ایسا کرے تو کوئی بھی اس کی بات نہ مانے' اس کے بجائے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے دوسرے بہت سے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔

۱۔ باطل کی تزئین

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان اسی ہتھکنڈے کو استعمال کرتا رہا ہے اور آئندہ کرتا رہے گا' وہ باطل کو حق اور حق کو باطل کی شکل میں پیش کرتا ہے اور انسان کی نگاہ میں باطل کو اتنا حسین اور حق کو اس قدر بدنما دکھاتا ہے کہ وہ منکر کے ارتکاب اور حق سے اعراض کرنے پر مجبور ہو جائے جیسا کہ ابلیس معلون نے رب العزت سے کہا تھا:

﴿ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴾ (الحجر:۳۹-۴۰)

وہ بولا "میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دل فریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا' سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔"

اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شیطان کی ایک فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو مکروفریب میں مبتلا کرنے کے لئے ہمیشہ اس کی عقل پر اپنا جادو جگاتا ہے' اس کی جادو گری سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ بچائے رکھے۔ انسان کے لئے جو چیز مضرت رساں ہو شیطان اسے اتنی خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ مفید معلوم ہونے لگتی ہے اور جو چیز سب سے زیادہ نفع بخش ہو اسے اتنی بدنما دکھاتا ہے کہ وہ نقصان دہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ اللہ شیطان نے اس فسوں کاری سے کتنے انسانوں کو بہکایا۔ دل و ایمان کے درمیان اس سے کتنی دیواریں کھڑی کیں! باطل کو رنگ و روغن کر کے کتنی حسین شکل میں نمایاں کیا' اور حق کو مسخ کر کے اس کی کتنی بھدی صورت دکھائی۔ سکے پرکھنے والوں کی نگاہوں میں کتنے کھوٹے سکے کھرے بتائے! اہل بصیرت تک کو کتنے مکرو فریب دیئے! وہی تو ہے جس نے لوگوں کے دل و دماغ پر جادو کر کے انہیں مختلف مذاہب اور بیشمار راہوں پر ڈال دیا' انہیں گمراہی کا ہر راستہ دکھایا تباہی کے ہر کھڈ میں گرایا' بتوں کی پرستش' رشتہ داروں سے ترک تعلق' ماں بہنوں سے شادی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کو اچھا بتایا' کفرو فسق اور عصیان و نافرمانی کے باوجود اس نے لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا اور ان کے لئے تعظیم کی عظیم شکل میں شرک کا چور دروازہ کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات علو و تکلم کو تنزیہ کا نام دیا' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کے چھوڑنے کو لوگوں کے ساتھ یاری و خوش اخلاقی بتایا اور اللہ کے اس قول " عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ " (تم اپنی فکر کرو' مائدہ: ۱۰۵) پر عمل درآمد اور رسول کی سنت سے اعراض کو تقلید کے سانچے میں پیش کیا۔ (اغاثۃ اللھفان ۱/ ۱۳۰)

آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لئے ابلیس نے اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا تھا' جس

درخت کو اللہ نے ان کے لئے حرام کر دیا تھا شیطان نے اس کا پھل کھانے کو اچھا بتایا اور آدم سے باصرار کہنے لگا یہ شجرۂ خلد ہے اس کا پھل کھالو تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے یا فرشتہ بن جاؤ گے' آدم علیہ السلام نے اس کی بات مان لی انجام کار انہیں جنت سے نکلنا پڑا۔

آج شیطان نوازوں کو دیکھئے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کس طرح اس ہتھکنڈے کو استعمال کر رہے ہیں۔ کمیونزم اور سوشلزم کو دیکھو لوگ کہتے ہیں کہ انہی نظریات کے ذریعہ انسانیت کو حیرانی و پریشانی' تباہی و بھکمری سے نجات مل سکتی ہے۔ پھر ان تحریکوں کو دیکھو جو عورت کو آزادی کے نام پر "خاتون خانہ" کی بجائے "سبھا کی پری" بنانے پر تلی ہوئی ہیں اور آرٹ کے نام پر ان بیہودہ ڈراموں کو اسٹیج کرنے کی روادار و علمبردار ہیں' جن میں عزت و ناموس کو پیروں تلے روندا جاتا اور اخلاقی اقدار کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

ان افکار پر بھی نظر ڈالو جو افزائش اور وافر نفع کے نام پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے سودی بینکوں میں روپے جمع کروانے کے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ ان نظریات پر بھی غور کرو جن کے یہاں مذہب پر عمل درآمد قدامت پسندی' دقیانوسیت اور ملائیت ہے اور مبلغین اسلام مشرقی و مغربی ملکوں کے ایجنٹ۔

یہ سب شیطان کے اسی ہتھکنڈے کا تسلسل ہے جس کے ذریعہ اس نے بہت پہلے آدم کو بہکایا تھا یعنی باطل کو دیدہ زیب و دل فریب بنانا اور حق کے چہرے پر کالک لگا کر لوگوں کو اس سے متنفر کرنا۔

﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ﴾

(النحل : ٦٣)

"خدا کی قسم! اے نبی' تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے۔"

یہ بخدا بڑا خطرناک حربہ ہے اس لئے کہ اگر انسان کے سامنے کوئی غلط چیز مزین

کر کے پیش کر دی جائے اور وہ اسے صحیح سمجھ بیٹھے تو جس چیز کو اس نے صحیح سمجھا ہے اس کے حصول کے لئے وہ پوری قوت سے کھڑا ہو جاتا ہے خواہ اسے اس کی راہ میں اپنی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾ (الکھف: ۱۰۳-۱۰۴)

"اے نبیؐ! ان سے کہو' کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

ایسے لوگ انسانیت کو اللہ کے دین سے روکنے اور اللہ والوں سے جنگ کے لئے اٹھ جاتے ہیں اور اپنے آپ کو حق و ہدایت پر سمجھتے ہیں۔

﴿ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ (الزخرف: ۳۷)

"ایسے لوگ راہ راست سے روکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ ہدایت پر ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ اہل کفر دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت سے تغافل برتتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ﴾ (حم السجدة: ۲۵)

"ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔"

آیت میں "ساتھی" سے مراد شیاطین ہیں' انہوں نے لوگوں کے آگے یعنی دنیوی زندگی کو اتنی خوشنما بنا کر پیش کیا کہ وہ اس پر لٹو ہو گئے اور انہیں آخرت کی تکذیب پر آمادہ کیا اور ایسے حسین انداز میں کیا کہ وہ لوگ حساب کتاب' جنت' جہنم

ہر چیز کا انکار کر بیٹھے۔

کالے دھندے گورے نام

شیطان کا انسان کو دھوکہ دینے اور باطل کو مزین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن حرام چیزوں میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے وہ ان کا خوبصورت سا نام رکھ دیتا ہے تاکہ انسان مغالطہ میں پڑ جائے اور حقیقت چھپی رہے۔ جیسا کہ اس نے شجرۂ ممنوعہ کا نام شجرۂ خلد رکھا تھا تاکہ آدم علیہ السلام کے لئے اس کو خوشنما بنا کر پیش کرے۔

﴿ قَالَ يٰآدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴾ (طہ: ۱۲۰)

"شیطان نے کہا "آدم بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے؟"

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیطان ہی سے اس کے گرگوں کو یہ ہنر وراثت میں ملا ہے کہ وہ حرام چیزوں کا ایسا نام رکھتے ہیں جس نام کی چیز کو انسان کا دل پسند کرتا ہے جیسے شراب کو "اصل مزہ" جوئے کو "آرام کی روٹی" سود کو "لین دین" اور ظالمانہ ٹیکس کو "شاہی حقوق" کا نام دے دیا گیا ہے؟

آج سود کو "انٹرسٹ" اور رقص و سرود' گانوں و ڈراموں اور تصویروں و مجسموں کو "آرٹ" بتایا جا رہا ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۲۔ افراط و تفریط

اس سلسلے میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کے بارے میں شیطان کی دو خواہشیں ہوتی ہیں یا تو اس میں کمی و کوتاہی کی جائے یا زیادتی و غلو' اس کی بلا سے بندہ دونوں میں سے کوئی بھی غلطی کرے۔ شیطان انسان کے دل کے پاس آتا اور اسے سونگھتا ہے اگر اس میں پست ہمتی' تن آسانی اور سہل پسندی کی صفت ہوتی ہے تو وہ اس دروازہ سے انسان پر حملہ کرتا ہے چنانچہ اس کی حوصلہ شکنی کر کے فرائض کی انجام دہی سے روک دیتا ہے۔ اس پر تن آسانی اور آرام طلبی مسلط کر دیتا

ہے اور اس کے لئے تاویل و توجیہہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب انسان تمام احکام سے کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔

اگر انسان کے دل میں حقیقت پسندی' احتیاط اور جوش و ولولہ ہوتا ہے اور شیطان کو اس پر اس دروازہ سے حملہ کرنے کی توقع نہیں رہتی تو وہ اسے ضرورت سے زیادہ اجتہاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے کہتا ہے تمہارے لئے اتنا کافی نہیں تم تو اس سے زیادہ کر سکتے ہو' تمہیں دوسروں سے زیادہ عمل کرنا چاہئے اگر وہ سوتے ہیں تو تمہیں سونا نہیں چاہئے' وہ افطار کرتے ہیں تو تمہیں افطار نہیں کرنا چاہیے' ان کو سستی لاحق ہوتی ہے تو تمہیں سستی نہیں لاحق ہونی چاہیے' اگر کوئی اپنا ہاتھ اور چہرہ تین تین مرتبہ دھوئے تو تمہیں سات سات مرتبہ دھونا چاہئے۔ وہ نماز کے لئے وضو کرے تو تمہیں غسل کرنا چاہئے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں میں افراط و ناجائز زیادتی کی ترغیب دیتا ہے' غرضیکہ اسے غلو' انتہا پسندی اور صراط مستقیم کے حدود سے آگے بڑھا دیتا ہے جیسا کہ پہلے شخص کو صراط مستقیم تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے پہلے ہی روک دیتا ہے۔ دونوں جگہ اس کا مقصد انسان کو صراط مستقیم سے دور رکھنا ہے پہلی صورت میں انسان صراط مستقیم تک نہیں پہنچ پاتا اور دوسری صورت میں آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے اس سے نجات کی صورت صرف اور صرف گہرے علم' مضبوط ایمان' شیطان کی مخالفت کی طاقت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔ واللہ المستعان۔ (الوابل الصیب ص ۱۹)

۳۔ آج نہیں تو کل

شیطان انسان کو کام کرنے سے روکتا اور اسے سست اور آج کا کام کل کرنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ اس کے لئے اس کے پاس مختلف طریقے اور حربے ہیں۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے" رات لمبی ہے سو رہ "اگر آدمی بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' وضو کرتا ہے تو دوسری بھی

کھل جاتی ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ چست' خوش دل اور تازہ دم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس پر خباثت اور سستی طاری رہتی ہے۔"

بخاری اور مسلم میں ہے:

"اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اسے تین مرتبہ پانی سے ناک جھاڑنا چاہئے اس لئے کہ شیطان ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے"

نبی ﷺ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو رات کو سوتا اور سورج چڑھنے پر بیدار ہوتا تھا' آپ نے فرمایا:

"ایسے شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔"

اس کو بخاری نے روایت کیا۔

اوپر جو باتیں ذکر کی گئیں وہ شیطان کا انسان کو کسی کام سے روکنے کے لئے ذاتی فعل تھا کبھی وہ وسوسہ پیدا کر کے انسان کو کام سے روکنا چاہتا ہے اس طرح کہ اس کو کاہل' سست اور آج کا کام کل پر ٹالنے کا عادی بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کتنے یہودیوں اور عیسائیوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کا خیال آیا لیکن شیطان ان کو روکتا اور کہتا رہا: جلدی مت کرو ابھی اور غوروفکر کر لو' اسی طرح ٹالتا رہا یہاں تک کہ ان کی موت کفر پر ہوئی۔ اسی طرح شیطان گنہگار کو توبہ سے روکتا ہے۔ اس سے شہوانی اغراض کی تکمیل جلدی سے کرواتا ہے اور یہ امید دلاتا ہے کہ ابھی توبہ کر لیں گے' جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا:

لا تعجل الذنب لما تشتهی
وتأمل التوبة من قابل

اس امید پر جلدی جلدی گناہ نہ کرو کہ توبہ قبول کرنے والے کے دربار میں توبہ کر لی جائے گی۔

کتنے جدوجہد کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کو شیطان نے کل پر ٹالا' کتنے مقام

فضیلت پر پہنچنے والوں کی اس نے حوصلہ شکنی کی' کبھی کسی فقیہ نے اپنے درس کا اعادہ کرنا چاہا تو شیطان نے کہا تھوڑی دیر آرام کر لو' یا کوئی عبادت گزار رات میں نماز کے لئے بیدار ہوا تو اس نے کہا ابھی تو بہت وقت ہے۔ شیطان اسی طرح انسان کو کاہل' ٹال مٹول کرنے اور امیدوں پر جینے کا عادی بنا دیتا ہے۔

لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ دور اندیشی سے کام لے دور اندیشی یہ ہے کہ وقت پر کام کرے ٹال مٹول چھوڑ دے' امیدوں پر جینے سے باز آئے' کیونکہ یہی ہر کوتاہی اور برائی کے رجحان کی جڑ ہے' انسان ہمیشہ سوچتا ہے کہ وہ اب برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی کی طرف واپس ہو جائے گا لیکن یہ صرف دل کا بہلاوا ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ دن بھر چلتا رہے گا تو وہ ست رفتاری سے چلے گا' اور جس کو یہ امید ہو کہ وہ صبح تک زندہ رہے گا تو وہ رات میں بہت آہستہ کام کرے گا' لیکن جس شخص کے تصور میں موت سر پر کھڑی ہو وہ بہت سرگرمی اور لگن سے کام کرے گا۔

بعض سلف کہا کرتے تھے میں تمہیں لفظ "سوف" (یعنی عنقریب کر لوں گا) سے آگاہ کر دیتا ہوں کہ یہ ابلیس کی سب سے بڑی فوج ہے۔ دور اندیش اور کاہل دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جماعت سفر میں ہو اور کسی بستی میں قیام کرے۔ اب دور اندیش گیا اور اس نے اپنے سفر کی تمام ضروریات پوری کر لیں اور روانگی کے لئے تیار ہو کر بیٹھ گیا۔ اور کاہل نے یہ سوچا کہ بعد میں تیار ہو جاؤں گا ممکن ہے یہاں ایک مہینہ تک قیام رہے' اسی وقت روانگی کا بگل بجا' اب کیا تھا' دور اندیش تو خوش تھا لیکن کاہل حیرت و پریشانی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ دنیا کے اندر بھی لوگوں کی یہی مثال ہے۔ دنیا میں کچھ لوگ چست اور بیدار ہوتے ہیں جب موت کا فرشتہ آتا ہے تو انہیں شرمندگی نہیں ہوتی۔ اور کچھ لوگ کاہل اور ٹال مٹول کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو موت کے وقت ندامت کے کڑوے گھونٹ پینا پڑتے ہیں۔
(تلبیس ابلیس ص ۴۵۸)

۴۔ جھوٹا وعدہ جھوٹی امید شیطان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا اور انہیں

جھوٹی امیدیں دلاتا ہے تاکہ ان کو گمراہی کے عمیق غار میں لے جاکر پھینک دے:

﴿ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ (النساء:۱۲۰)

"وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں۔"

کافر جب مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں تو شیطان ان سے قوت و مدد اور غلبہ و اقتدار کا وعدہ کرتا ہے پھر ان کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ ﴾ (الانفال: ۴۸)

"ذرا خیال کرو اس وقت کا جب شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے۔"

شیطان سرمایہ دار کافروں سے دنیوی زندگی کے بعد آخرت میں بھی دولت و ثروت ملنے کا وعدہ کرتا ہے جس کے غرور میں ایک آدمی کہہ اٹھتا ہے:

﴿ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴾ (الکھف:۳۶)

"اگر (بفرض محال) مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔"

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کے باغ باغیچے اور دھن دولت کو ٹھکانے لگا دیتا ہے اور اس کی سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ مبتلائے مکرو فریب تھا۔

شیطان انسان کو جھوٹی تمناؤں میں الجھا کر' جن کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا' ٹھوس اور نتیجہ خیز کوششوں سے روک دیتا اور اسے خوابوں کی دنیا میں جینے کا خوگر بنا دیتا ہے انجام کار وہ کچھ بھی نہیں پاتا۔

۵۔ انسان سے اظہار ہمدردی شیطان انسان کو یہ کہہ کر معصیت کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے۔ اس نے بابا آدم علیہ السلام سے بھی قسم کھا کر یہی کہا تھا کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے:

﴿ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ (الاعراف:۲۱)

"اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔"

وہب بن منبہ نے اہل کتاب سے ایک دلچسپ واقعہ [۱] روایت کیا ہے جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ ہم شیطان کے انسان کو گمراہ کرنے کے ایک اور طریقے سے واقف ہو جائیں پھر آئندہ اس کی اس ہمدردی سے احتیاط کیا جائے اور اس کی ہر دعوت کی سختی سے مخالفت کی جائے۔

وہب کہتے ہیں کہ: "بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا وہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عبادت گزار تھا۔ اس کے زمانہ میں تین بھائی تھے جن کی ایک بہن تھی وہ اکلوتی تھی اس کے علاوہ کوئی بہن نہ تھی' تینوں کو ایک جنگ میں جانے کی نوبت آ گئی ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بہن کو کس کے پاس چھوڑ کر جائیں اور کون اس کے حق میں قابل اطمینان ہو گا۔ وہب کہتے ہیں: چنانچہ انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کو بنی اسرائیل کے عابد کے پاس چھوڑ کر جائیں وہ ان کی نظر میں قابل اعتماد شخص تھا۔ چنانچہ تینوں اس عابد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ وہ اپنی بہن کو اس کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں جب تک وہ جنگ سے نہیں لوٹیں گے وہ اسی کی حفاظت میں رہے گی' عابد نے انکار کر دیا اور ان سے اور ان کی بہن سے اللہ کی پناہ مانگی' وہ لوگ اصرار کرتے رہے بالآخر وہ مان گیا' اور کہا کہ اس لڑکی کو میرے کلیسا کے سامنے والے مکان میں لا کر چھوڑ دو' وہب کہتے ہیں کہ: انہوں نے اپنی بہن کو

---

(۱) یہ اور اس طرح کے دوسرے قصے اسرائیلیات میں سے ہیں جن کی نہ تصدیق کی جا سکتی ہے اور نہ تکذیب ان کو بیان کرنا جائز ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے متعلق بیان کرو کوئی حرج نہیں۔

اس گھر میں لا کر چھوڑ دیا اور چلے گئے ایک زمانہ تک وہ لڑکی اس عابد کے پڑوس میں رہی' عابد کھانا لے کر کلیسا کے نیچے اترتا اور کلیسا کے دروازہ پر کھانا رکھ کر اوپر چڑھ جاتا اور کلیسا کا دروازہ بند کر لیتا پھر اس لڑکی کو کھانا لے جانے کے لئے کہتا وہ آتی اور اپنا کھانا اٹھا لیتی۔ وہب کہتے ہیں کہ: شیطان نے اس عابد کے ساتھ فریب شروع کیا۔ چنانچہ اس کو خیر کی ترغیب دینے لگا اور کہا کہ دن کے وقت لڑکی کا گھر سے نکلنا اچھی بات نہیں' ہو سکتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ لے اور اس سے محبت کر بیٹھے' اگر تم ہی اس کا کھانا اس کے گھر کے دروازہ تک پہنچا دیا کرو تو بڑے ثواب کی بات ہو گی۔

وہب کہتے ہیں کہ "شیطان نے عابد سے اتنا اصرار کیا کہ وہ مجبور ہو گیا چنانچہ کھانا لے جاتا اور لڑکی کے گھر کے دروازہ کے پاس رکھ کر چلا آتا اور اس سے بات نہ کرتا۔ وہب کہتے ہیں کہ وہ ایک زمانہ تک ایسا ہی کرتا رہا' پھر اس کے پاس ابلیس آیا اور اس کو خیر اور ثواب کی ترغیب دینے لگا اور کہا کہ اگر تم کھانا لے جا کر اس کے گھر کے اندر رکھ دو تو اور ثواب ملے گا' چنانچہ عابد جاتا اور کھانا اس کے گھر کے اندر رکھ دیتا' ایک زمانہ تک ایسا ہی کرتا رہا۔

پھر ابلیس آیا اور اس کو خیر و ثواب کی ترغیب دینے لگا اور کہا کہ اگر تم لڑکی سے کچھ بات چیت کر کے اس کا دل بہلا دیا کرو تو کتنی اچھی بات ہو گی' بیچاری بری طرح وحشت محسوس کرتی ہے' ابلیس نے اس سے اتنا اصرار کیا کہ عابد مجبور ہو گیا چنانچہ وہ ایک زمانہ تک اپنے کلیسا کے اوپر سے جھانکتا اور لڑکی سے کچھ بات کر لیتا۔

پھر ابلیس آیا اور کہا کہ اگر تم اتر کر اپنے کلیسا کے دروازہ پر بیٹھتے اور اس سے بات چیت کرتے اور وہ بھی اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھتی اور تم سے بات کرتی تو اس سے اس کا دل بہل جاتا' شیطان نے اس بات پر اتنا اصرار کیا کہ عابد کو اپنے کلیسا سے اتر کر دروازہ پر بیٹھنا پڑا چنانچہ وہ اپنے دروازہ پر بیٹھتا اور لڑکی اپنے دروازے پر اور دونوں بات چیت کرتے' ایک زمانہ تک دونوں اسی طرح بات چیت کرتے رہے۔

پھر ابلیس آیا اور اس کو اجر و ثواب کی ترغیب دینے لگا اور کہا کہ اگر تم اپنے کلیسا کے دروازے سے نکل کر اس لڑکی کے گھر کے قریب بیٹھتے اور اس سے بات

کرتے تو اس کا دل اور بہل جاتا شیطان نے اس بات پر اتنا اصرار کیا کہ وہ ایسا ہی کرنے لگا' ایک زمانہ تک دونوں ایسا ہی کرتے رہے' پھر ابلیس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تم اس کے گھر میں جا کر اس کے ساتھ بات کرتے اور اس کو کسی کے سامنے بے پردہ ہو کر باہر آنے سے روک دیتے تو اور اچھا ہوتا' شیطان نے اس بات پر خوب اصرار کیا یہاں تک کہ عابد اس کے گھر میں جا کر دن بھر اس کے ساتھ بات کرنے لگا جب دن ختم ہو جاتا تو اپنے کلیسا میں آ جاتا۔

پھر ابلیس آیا اور عابد کی نظر میں اس لڑکی کو اتنی حسین شکل میں پیش کرنے لگا کہ وہ بھک گیا چنانچہ اس نے لڑکی کی ران پر ہاتھ مارا اور اس کا بوسہ لے لیا' ابلیس عابد کی نگاہوں میں لڑکی کو حسین سے حسین تر بنا کر پیش کرنے لگا یہاں تک کہ عابد نے اس کے ساتھ ہمبستری کر لی چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور ایک بچہ کو جنم دیا' پھر ابلیس آیا اور کہنے لگا: بتاؤ وہ لڑکی تمہارے بچہ کی ماں بن چکی ہے اگر اس کے بھائی آ جائیں تو تم کیا کرو گے؟ مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہیں ذلیل و رسوا کر دیں گے اس لئے جاؤ اور اس کے لڑکے کو ذبح کر کے دفن کر دو' وہ اس راز کو اس ڈر سے راز ہی رکھے گی کہ کہیں اس کے بھائیوں کو تمہارے ناجائز تعلقات کا علم نہ ہو جائے' چنانچہ عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے عابد سے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے بھائیوں سے تمہارے تعلقات اور اس کے لڑکے کو قتل کرنے کی بات چھپائے گی؟ جاؤ اس کو بھی قتل کر کے لڑکے کے ساتھ دفن کر دو' شیطان اس بات پر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ عابد نے لڑکی کو بھی قتل کر دیا اور لڑکے کے ساتھ اس کو بھی دفن کر دیا اور دونوں کے اوپر ایک بڑی سی پتھر کی سل رکھ کر زمین برابر کر دی پھر اپنی عبادت گاہ میں آ کر عبادت میں مصروف ہو گیا۔ جب تک اللہ کی مشیت تھی وہ عبادت میں مصروف رہا' یہاں تک کہ لڑکی کے بھائی جنگ سے واپس ہوئے' وہ عابد کے پاس آئے اور اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا' عابد نے کہا کہ وہ مر چکی ہے اور اس پر ترس کھا کر رونے لگا اور کہا کہ وہ بہت اچھی عورت تھی' دیکھو یہ اس کی قبر ہے' اس کے بھائی قبر کے پاس آئے اور اس کی موت پر رونے لگے اور اظہار تعزیت کیا' ایک زمانہ تک

وہ اس کی قبر کے پاس مقیم رہے' پھر اپنے اہل و عیال میں واپس ہو گئے' جب رات ہوئی اور تینوں اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے' شیطان خواب میں ان کے پاس ایک مسافر کی شکل میں آیا' سب سے پہلے بڑے بھائی کے پاس آیا اور اس سے اس کی بہن کے متعلق پوچھا' چنانچہ اس نے اس کو عابد کی بات بتائی کہ وہ مر چکی ہے اور عابد کو بھی اس کا بڑا رنج ہے اور عابد نے کس طرح قبر کی جگہ بتائی تھی وہ بھی بیان کر دیا' شیطان نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ عابد نے تم سے تمہاری بہن کے بارے میں سچ نہیں کہا ہے اس نے تمہاری بہن کو حاملہ کر دیا تھا اس کو اس سے بچہ ہوا چنانچہ اس نے تمہارے ڈر سے لڑکی اور بچہ دونوں کو قتل کر کے جس گھر میں وہ رہتی تھی اس کے دروازہ کے پیچھے گڑھا کھود کر دفن کر دیا وہ گڑھا گھر میں داخل ہونے والے کے دائیں جانب ہے' جاؤ اور جس گھر میں رہتی تھی اس کے دروازہ کے پیچھے دیکھو جیسا میں نے کہا ویسا ہی ملے گا' پھر شیطان منجھلے بھائی کے خواب میں آیا اور اس سے بھی ایسا ہی کہا' پھر سب سے چھوٹے کے پاس آیا اور اس سے بھی ایسا ہی کہا' جب تینوں بیدار ہوئے تو ان میں سے ہر ایک اپنے خواب کی وجہ سے حیرت و تعجب میں تھا' تینوں ایک دوسرے کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے رات میں عجیب و غریب چیز دیکھی ہے ہر ایک نے ایک دوسرے کو اپنا خواب بتایا۔

بڑے نے کہا: اس خواب کی کوئی حقیقت نہیں ہمیں اپنے اپنے کام سے لگنا چاہئے اور اس کو ذہن سے نکال دینا چاہئے۔ چھوٹے نے کہا: بخدا میں جب تک اس جگہ کو جا کر نہ دیکھ لوں یہاں سے نہیں ہٹ سکتا۔

وہب کہتے ہیں: چنانچہ تینوں بھائی نکلے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جہاں ان کی بہن رہتی تھی' دروازہ کھولا اور خواب میں جو جگہ بتائی گئی تھی اس کو کھودا' چنانچہ گڑھے میں اپنی بہن اور اس کے لڑکے کو اسی طرح مقتول پایا جس طرح ان سے کہا گیا تھا' انہوں نے عابد سے اپنی بہن سے متعلق پوچھا تو اس نے دونوں کے ساتھ جو کیا تھا اس کے بارے میں ابلیس کے قول کی تصدیق کی' چنانچہ انہوں نے عابد کے خلاف بادشاہ کے دربار میں استغاثہ دائر کیا' عابد کو کلیسا سے نیچے لایا گیا اور

پھانسی کے لئے پیش کیا گیا' جب اس کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو ابلیس آیا اور کہنے لگا: تمہیں معلوم ہے کہ میں وہی ہوں جس نے تمہیں عورت کے فتنہ میں مبتلا کیا تھا' تم نے اس عورت کو حاملہ کر کے اس کو اور اس کے لڑکے دونوں کو قتل کر دیا' اگر آج تم میری اطاعت کرو اور اس اللہ کے ساتھ کفر کرو جس نے تمہیں پیدا کیا تو میں تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہوں' عابد کافر ہو گیا' جب وہ کافر ہو گیا تو شیطان نے اس کو سولی دینے والوں کے سپرد کر دیا' چنانچہ اس کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ (تلبیس ابلیس ص۲۹)

اس قصہ کو مفسرین اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْقَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ ﴾ (الحشر:۱۶)

"ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔"

مفسرین کہتے ہیں "انسان" سے مراد یہی عابد اور اس کے قماش کے دوسرے لوگ ہیں۔ واللہ اعلم۔

۶۔ گمراہ کرنے کا تدریجی طریقہ

مذکورہ بالا واقعہ سے ہمیں شیطان کا لوگوں کو گمراہ کرنے کا ایک حربہ معلوم ہوا وہ یہ کہ وہ انسان کو ایک ایک قدم آگے بڑھاتا ہے تاکہ اسے تھکن اور سستی کا احساس نہ ہو' جب وہ اسے ایک معصیت کے کام پر تیار کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس سے بڑی معصیت کی طرف لے جاتا ہے پھر اس سے بڑی کی طرف' یہاں تک کہ سب سے بڑی معصیت تک پہنچا کر ہلاکت و تباہی کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ انسانوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ جب وہ گمراہ اور کج دل ہوتے ہیں تو ان پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے اور ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیئے جاتے ہیں۔

﴿ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ﴾ (الصف:۵)

"پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔"

۷۔ نسیان و غفلت جس چیز میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہوتی ہے شیطان اس سے انسان کو غافل کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا کہ ان کے دل میں ایسے وسوسے ڈالتا رہا کہ وہ اللہ کے حکم سے غافل ہو گئے اور شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھا لیا:

﴿ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴾ (طٰہ: ۱۱۵)

"ہم نے اس سے پہلے آدم کو ایک حکم دیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا۔"

نیز حضرت موسیٰ کے خادم (یوشع بن نون) نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا:

﴿ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَاۤ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ﴾ (الکھف: ۶۳)

"آپ نے دیکھا! یہ کیا ہوا؟ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر (آپ سے) کرنا بھول گیا"

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی تاکید کی تھی کہ آپ یا آپ کا کوئی ساتھی ایسی مجلسوں میں نہ بیٹھے جن میں اللہ کی آیتوں پر نکتہ چینی کی جا رہی ہو، لیکن کبھی ایسا ہوتا کہ شیطان ان کے ذہن سے اس حکم امتناعی کو بھلا دیتا اور وہ ایسی مجلسوں میں بیٹھ جاتے۔

﴿ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (الانعام: ۶۸)

"اور اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں تو ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر

دوسری باتوں میں لگ جائیں' اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلاوے میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہو جائے اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔"

اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام نے اس قیدی سے جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ اسے قتل کی سزا نہیں ہوگی اور وہ رہا ہو کر شاہ مصر کی خدمت میں لوٹ کر جائے گا اس سے یہ درخواست کی تھی کہ جب وہ بادشاہ کے پاس جائے تو اس سے ان کا تذکرہ کرے مگر شیطان نے اس شخص کے ذہن سے بادشاہ کے سامنے یوسف علیہ السلام کے تذکرے کی بات بھلا دی تھی چنانچہ یوسف علیہ السلام کو کئی برس جیل میں رہنا پڑا۔

﴿ وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴾ (یوسف: ۴۲)

"پھر ان میں سے جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا اس سے یوسف نے کہا کہ "اپنے رب (شاہ مصر) سے میرا ذکر کرنا' مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ اپنے رب (شاہ مصر) سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسف کو کئی سال قید خانے میں رہنا پڑا۔"

انسان پر پوری طرح حاوی ہو جانے کے بعد شیطان اسے اللہ تعالیٰ سے کلی طور پر غافل کر دیتا ہے:

﴿ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ (المجادلہ: ۱۹)

"شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے اور اس نے خدا کی یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے' وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں' خبردار رہو' شیطان کی پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔"

آیت میں جن لوگوں کا تذکرہ ہے ان سے منافقین مراد ہیں جیسا کہ اس سے پہلے والی آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کو یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس کا ذکر کیا جائے کیونکہ اس سے شیطان دور رہتا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ﴾ (الکہف: ۲۴)

"بھول جاؤ تو فوراً اپنے رب کو یاد کرو۔"

۸۔ فوج کا خوف

شیطان کا ایک ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ مومنوں کو اپنی فوج سے خوفزدہ رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس کی فوج کے خلاف جہاد نہ کر سکیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مشن سے باز آ جائیں اہل ایمان کے حق میں شیطان کی یہ سب سے بڑی شاطرانہ چال ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کی اس چال سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

"اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا' مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔"

اپنے دوستوں سے ڈرانے کا مطلب بقول قتادہ یہ ہے کہ "وہ تمہارے دلوں میں ان کی ہیبت بٹھانا چاہتا ہے۔" اسی لئے اللہ نے یہ کہا کہ اگر تم مومن ہو تو ان سے نہیں مجھ سے ڈرو' بندہ کا ایمان جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کا دل شیطان کے دوستوں کے خوف سے اتنا ہی خالی ہوتا ہے اگر اس کا ایمان کمزور ہو تو وہ ان سے خوفزدہ رہتا ہے۔

۹۔ نفس پر قبضہ

نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہے شیطان اسی دروازے سے نفس پر قبضہ کرتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ اپنی کتاب "اغاثۃ اللھفان" جلد ا ص ۱۳۲ میں اس موضوع پر لکھتے ہیں کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی ملاقات نفس سے ہوتی ہے' شیطان نفس سے معلوم کرتا ہے کہ اسے کون سی چیز محبوب ہے۔ جب اس کو نفس کی کمزوری معلوم ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کمزوری سے مدد لیتا ہے اور انسان پر اس دروازہ سے قابض ہو جاتا ہے۔ شیطان اپنے انسان دوستوں اور ساتھیوں کو

بھی یہ سبق سکھا دیتا ہے کہ اگر انہیں اپنے ساتھیوں سے کوئی فاسد مقصد و مفاد حاصل کرنا ہو تو ان پر اسی دروازہ سے قبضہ کیا جائے جو ان کے نزدیک محبوب ہو کیونکہ اس دروازہ سے جانے والا اپنے مقصد میں ناکام نہیں ہو سکتا جو شخص دوسرے دروازے سے جائے گا اس کے لئے وہ دروازہ بند ہو گا وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔"

شیطان اسی دروازے سے آدم اور حوا کے پاس پہنچا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ قَالَ مَانَهَا كُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْتَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۰)

"اس نے ان سے کہا' تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ' یا تمہیں ہیشگی کی زندگی نہ حاصل ہو جائے۔"

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ: "اللہ کے دشمن ابلیس نے آدم و حوا کو سونگھا تو اسے محسوس ہوا کہ دونوں کو جنت سے انسیت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کی ابدی نعمتوں سے بہرہ ور رہنا چاہتے ہیں۔ شیطان سمجھ گیا کہ آدم و حوا پر تسلط حاصل کرنے کا یہی ایک دروازہ ہے اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے پھر ان سے کہنے لگا:

﴿ مَانَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْتَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۰)

"تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔"

۱۰۔ شکوک و شبہات کا القا

بندوں کو گمراہ کرنے کا ایک شیطانی ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ شکوک و شبہات پیدا کر کے عقیدہ کو متزلزل کرنا

چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے شیطان کی طرف سے القا ہونے والے بعض شبہات سے آگاہ بھی کیا ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے:

"تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ پوچھتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو آدمی کو اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے اور وہیں رک جانا چاہیے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شیطان کی فتنہ سامانی سے نہ بچ سکے اور انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شیطانی خیالات اور وہ جن شیطانی خیالات کا شکار ہو گئے تھے اس کی نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔

بعض صحابہ نے اپنے دل میں پیدا ہونے والے شیطانی خیالات کی نبی ﷺ سے شکایت کی۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ

"کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: ہمارے دل میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں جن کو زبان پر لانا بھی ہم میں سے کسی کو گوارا نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا حقیقت میں تمہارے دلوں میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: یہی خالص ایمان ہے۔"

نبی ﷺ کے قول "یہی خالص ایمان ہے" کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے وسوسہ کو دفع کرنا' اس سے نفرت کرنا اور اس کو برا سمجھنا ہی خالص ایمان کی نشانی ہے۔ صحابہ کرام' شیطانی خیالات کا جس شدت سے شکار تھے اس کو ملاحظہ کیجیے۔

سنن ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں اپنے آپ ایسی باتیں کرتا ہوں جن کو زبان پر لانے سے بہتر ہے کہ جل کر بھسم ہو جاؤں' آپ نے فرمایا: شکر اس خدا کا جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا۔

شیطان دلوں میں جو شکوک القا کرتا ہے ان میں سے یہ چیز بھی ہے جس کے متعلق اللہ نے اس آیت میں فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (الحج: ۵۲ ـ ۵۴)

"اور اے نبیؐ! تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی' شیطان نے اس کی تمنا میں القا کر دیا' اس طرح جو کچھ بھی شیطان القا کرتا ہے اللہ اس کو ختم کر دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے' اللہ علیم اور حکیم ہے۔ (وہ اس لئے ایسا ہونے دیتا ہے) تاکہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو فتنہ بنا دے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ بیشک ظالم لوگ عناد میں بہت دور نکل گئے ہیں اور جن لوگوں کو علم عطا کیا گیا وہ جان لیں کہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔"

یہاں تمنا کرنے سے مراد اپنے آپ سے بات کرنا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی ﷺ اپنے آپ سے بات کرتے شیطان از روئے فریب آپ کی بات میں القا کر دیتا اور کہتا: آپ کو اللہ سے حصے سے زیادہ مانگنا چاہئے تاکہ مسلمانوں میں فراغت اور خوشحالی عام ہو یا یہ تمنا کرنی چاہیے کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں ...... چنانچہ نبی ﷺ کی تمنا میں شیطان جو وسوسہ اور القا کرتا اللہ تعالیٰ اس کو ختم کر دیتا' اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو حق بات سے آگاہ کر

کے اللہ کی مراد و منشا کی رہنمائی فرما دیتا ..... جو یہ کہا گیا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان قرآن میں ایسی چیزیں شامل کر دیتا ہے جن کا تعلق قرآن سے نہیں تو یہ بعید و ناممکن ہے۔ اس کی تردید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کو پہنچانے کے معاملے میں نبی ﷺ ہر تحریف سے معصوم و محفوظ ہیں۔

ایک بلند پایہ عالم شقیق' انسان کے دل میں پیدا ہونے والے کچھ شیطانی خیالات و شکوک کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہر صبح کو شیطان چار جگہوں پر میری گھات میں بیٹھ جاتا ہے آگے' پیچھے' دائیں اور بائیں۔ آگے سے آکر کہتا ہے: فکر مت کرو اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

﴿ وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴾ (طٰہ:۸۲)

"میں اس شخص کو بخشتا ہوں جو توبہ کرے' ایمان لائے اور عمل صالح کرے پھر سیدھا چلتا رہے۔"

اور پیچھے سے آکر اہل و عیال کی بربادی سے ڈراتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ھود:۶)

"زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔"

دائیں جانب سے عورتوں کو پیش کرتا ہے تو میں یہ آیت تلاوت کرتا ہوں:

﴿ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴾ (الاعراف:۱۲۸)

"آخرت کی کامیابی پرہیز گاروں کے لئے ہے۔"

اور بائیں جانب سے نفسانی خواہشات کو پیش کرتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں:

﴿ وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ ﴾ (سبا:۵۴)

"اس وقت (بروز قیامت) جس چیز کی یہ تمنا کر رہے ہوں گے اس سے محروم کر دیئے جائیں گے۔"

۱۱۔ ۱۴۔ شراب' جوا' بت پرستی اور فال نکالنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ (المائدہ: ۹۰-۹۱)

"شراب خوری' اور جوئے بازی اور بت پرستی اور تیر (یعنی تیروں سے تقسیم کا کرنا) شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب خوری اور قمار بازی کی وجہ سے تم میں باہمی عداوت اور بغض ڈالے اور یاد الٰہی اور نماز سے تم کو غافل کر دے' تو کیا (اس دشمن کے فریب سے اطلاع پا کر بھی) تم باز نہ آؤ گے۔"

" خَمْرٌ " ہر نشہ آور چیز کو کہتے ہیں' " مَیْسِرٌ " سے مراد جوے بازی ہے۔

"الانصاب" کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ کے سوا پرستش کی جائے خواہ وہ پتھر ہو یا درخت' بت ہو یا قبر یا کوئی جھنڈا۔

" ازلام " بے پر کے تیر ہوتے ہیں جن سے زمانہ جاہلیت میں لوگ کاموں کو تقسیم کرتے یعنی قسمت کی باتیں معلوم کرتے تھے۔

یہ تیر کبھی بے پر کے ہوتے تھے اور کبھی پردار اور کبھی فال نکالنے کے لئے کنکریاں استعمال کی جاتی تھیں۔ ایک تیر یا کنکری پر لکھا ہوتا تھا "میرے رب کا حکم ہے" اور دوسری پر لکھا ہوتا "میرے رب کا حکم نہیں" جب کوئی شخص شادی یا سفر یا دوسرا اہم کام کرنا چاہتا تو تیر یا کنکری کی تھیلی میں ہاتھ ڈالتا اگر اجازت والا تیر یا کنکری نکلتی تو کام کرتا اور دوسری نکلتی تو نہیں کرتا۔

شیطان لوگوں کو ان چاروں چیزوں پر آمادہ کرتا ہے کیونکہ یہ چیزیں خود تو گمراہی ہیں ہی اس کے ساتھ وہ مضر نتائج اور برے اثرات کا سبب بھی بنتی ہیں' شراب شرابی کی عقل کو کھا جاتی ہے جب اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے تو وہ تباہ کن اور حرام چیزوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اللہ کی اطاعت چھوڑ دیتا ہے اور لوگوں کو پریشان کرتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں عثمان بن عفان سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ "شراب

سے بچو کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے' پچھلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو لوگوں سے دور رہ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا' ایک غلط عورت اس پر فریفتہ ہو گئی' عورت نے اس کے پاس اپنی لونڈی بھیجی اور گواہی کے بہانہ سے اس کو اپنے گھر بلایا' وہ آدمی لونڈی کے ساتھ آیا' جب وہ ایک دروازہ میں داخل ہوتا لونڈی دروازہ بند کر لیتی' یہاں تک کہ وہ ایک خوبصورت عورت کے کمرے میں پہنچا جس کے پاس ایک بچہ اور شراب کا ایک جام رکھا ہوا تھا' عورت نے کہا: میں نے بخدا تم کو گواہی کے لئے نہیں بلایا ہے بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تم میرے ساتھ بدکاری کرو یا اس بچہ کو قتل کرو یا شراب پیو' عورت نے اس کو شراب پلا دی' اس نے کہا: اور پلاؤ' پھر اس نے عورت کے ساتھ بدکاری کی اور بچے کو بھی قتل کر دیا' شراب اور ایمان کبھی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے یا تو شراب ہو گی یا ایمان۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا' ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

صحیح مسلم اور سنن کی کتابوں میں مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی نے کچھ صحابہ کی دعوت کی پھر ان کو شراب پلائی۔ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کی بات ہے جب ان لوگوں کو نشہ آیا تو آپس میں فخر کرنے لگے بات ہاتھا پائی تک پہنچ گئی' سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو اس میں نقصان اٹھانا پڑا ایک آدمی نے ان کو اونٹ کا جبڑا پھینک کر مارا تو ناک زخمی ہو گئی جس کا نشان زندگی بھر نہیں مٹ سکا' اسی طرح ایک صحابی حرمت شراب سے پہلے نشہ کی حالت میں نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ اور یہ آیت اس طرح تلاوت کی: ﴿ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴾ یعنی ﴿ لَا اَعْبُدُ ﴾ کی بجائے ﴿ اَعْبُدُ ﴾ کہا' اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾ (النساء:۴۳)

"جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ' نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"

ہم نے بوڑھے خرانٹ کو دیکھا ہے جب وہ شراب پیتا ہے تو پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے بڑے چھوٹے سب اس پر قہقہے لگاتے ہیں وہ بیچ راستہ میں سو

جاتا ہے اور تمام لوگ اس کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں۔

جوا شراب کی طرح خطرناک بیماری ہے اگر وہ انسان کے نفس میں جڑ پکڑ لے تو اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے' پھر اس میں وقت اور دولت کی بربادی بھی ہے' اس سے عداوت و دشمنی جنم لیتی ہے اور انسان حرام خوری کی راہ پر لگ جاتا ہے۔

شیطان مجسمے اور آستانے تعمیر کرواتا ہے تاکہ بعد میں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جانے لگے' مجسمہ اور آستانہ پرستی قدیم اور جدید ہر زمانے میں عام رہی ہے' شیطان ان مجسموں اور آستانوں کے پاس ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ کبھی آستانہ پرستوں سے بات بھی کرتے ہیں اور ان کو ایسی چیزیں دکھاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے پھر وہ ضرورت کے وقت وہیں آتے ہیں' مصیبت میں اسی کو پکارتے ہیں' لڑائی جھگڑوں میں اسی سے مدد چاہتے ہیں' اس کے آگے نذرانے گزارتے ہیں' قربانی دیتے ہیں' وہاں پر رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں' میلے ٹھیلے لگتے ہیں۔ شیطان نے اس ہتھکنڈے کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو گمراہ کیا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کرتے وقت کہا تھا۔

﴿ وَاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ﴾ (ابراہیم: ۳۵۔۳۶)

"اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا پروردگار' ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے۔"

مسلمانوں میں قبر پرستی کی لعنت ہمیشہ رہی ہے وہ قبروں پر دعا کرنے اور نذر و نیاز چڑھانے جاتے ہیں' اور آج تو ایک نئی بدعت عام ہو گئی ہے۔ جس سے شیطان بھی انسانوں پر ہنس رہا ہے وہ یہ کہ کسی نامعلوم فوجی یا سپاہی کا مجسمہ نصب کر دیا جاتا ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ مجاہد سپاہی کا میموریل ہے۔ اس کے سامنے تحفے پیش کئے جاتے ہیں اس کی گردن میں پھول کی مالا پہنائی جاتی ہے' جب کوئی لیڈر ملک کا دورہ کرتا ہے تو وہ بھی اس مجسمہ پر حاضری دے کر اس کے سامنے ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ سب بت پرستی ہے جو شیطانی کام ہے۔

فال نکالنا

مستقبل کی باتیں اللہ کا سربستہ راز اور اس کا مخفی علم ہے اس لئے نبی ﷺ نے شادی سفر یا دوسرے کاموں کے لئے ہمارے واسطے استخارہ کی نماز مشروع فرمائی تاکہ ہم اللہ سے اپنے لئے اچھی چیز کی درخواست کریں۔

شریعت نے تیروں کے ذریعہ فال نکالنے کو غلط قرار دیا ہے کیونکہ تیر یا دوسری چیزیں نہیں جانتیں کہ خیر اور اچھائی کس جگہ ہے لہٰذا ان چیزوں سے مشورہ لینا عقل کی خرابی اور سراسر جہالت ہے' اسی طرح فال نکالنے کے لئے پرندوں کو اڑانا بھی ہے' زمانہ جاہلیت میں جب کوئی سفر کرنا چاہتا تو گھر سے نکلنے کے بعد پرندہ کو اڑاتا تھا اگر وہ داہنی جانب اڑتا تو اس سفر کو مبارک سمجھا جاتا اور بائیں جانب اڑتا تو منحوس' یہ سب گمراہی کی بات ہے۔

۱۵۔ جادوگری

شیطان انسان کو جادوگری کے ذریعہ بھی گمراہ کرتا ہے وہ لوگوں کو جادو سکھاتا ہے جس میں سوائے نقصان کے فائدہ نہیں' اس کے ذریعہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کی جاتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرنے کو شیطان اپنی فوج کا اہم کارنامہ سمجھتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ۭ وَ مَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرۃ: ۱۰۲)

"سلیمان نے کفر نہیں کیا' کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے' وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں' ہاروت وماروت پر نازل کی گئی تھی' حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی

کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ "دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں' تو کفر میں مبتلا نہ ہو' پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں' ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لئے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی' اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں' کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا' کاش انہیں معلوم ہوتا۔"

جادو کی حقیقت جادو کی حقیقت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض تخیل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں:

﴿ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴾ (طٰہٰ:۶۶)

"یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔"

اور کچھ کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت سے پتہ چلتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ جادو کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو محض تخیل ہے اور جس کا دارومدار شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی پر ہے۔ دوسری وہ جو حقیقت میں جادو ہے اس کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالی جاتی اور لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔

نبی ﷺ پر یہود کی جادو گری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ: بنو زریق کے لبید بن اعصم نامی ایک یہودی نے نبی ﷺ پر جادو کر دیا۔ آپ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کچھ کر رہے ہیں حالانکہ آپ کچھ نہیں کرتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے نبی ﷺ نے اپنے رب سے کئی مرتبہ دعا کی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ میں نے اللہ سے جس معاملے میں دعا کی تھی اس نے میری دعا کو قبول کر لیا؟ میرے پاس دو آدمی آئے' ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائینتی۔ سرہانے والے نے پائینتی والے سے یا پائینتی

والے نے سرہانے والے سے کہا: اس شخص کو کون سی بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا اس پر جادو کا اثر ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں؟ دوسرے نے کہا: کنگھی کے بالوں اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں۔ اس نے کہا: یہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر اس کنویں کے پاس گئے (اور اس کو دیکھا) پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس کنویں کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں مہندی آمیزہ ہو اس کا کھجور کا درخت ایسا لگتا تھا گویا شیطانوں کے سر ہوں۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: آپ نے اس کو (بال اور کھجور کا شگوفہ جس میں جادو کیا گیا تھا) کیوں نہیں جلا ڈالا؟ آپ نے فرمایا: نہیں' مجھے تو اللہ نے شفا دے دی میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر دوں' اس لئے اس کو دفن کروا دیا۔ (بروایت بخاری و مسلم)

اس واقعہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے اثر سے آپ کی نبوت و رسالت میں بھی التباس پیدا ہوا ہو کیونکہ جادو کا اثر آپ کے جسم اطہر سے تجاوز کر کے دل و دماغ تک نہیں پہنچ سکا تھا۔ دوسری بیماریوں کی طرح یہ بھی ایک بیماری تھی جو آپ کو لگ گئی تھی' تشریع کو اللہ نے اس سے محفوظ رکھا تھا۔

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ (الحجر:۹)

"ہم نے ذکر (قرآن و شریعت) کو نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

۱۶۔ انسان کی کمزوری

انسان کے اندر کمزوری کے بہت سے پہلو ہیں' جو حقیقت میں بیماریاں ہیں۔ شیطان ان بیماریوں پر گہری نظر رکھتا ہے بلکہ انسان کے نفس تک پہنچنے کے لئے یہی بیماریاں شیطان کے لئے دروازہ ثابت ہوتی ہیں۔ چند بیماریاں یہ ہیں: کمزوری' ناامیدی' مایوسی' اتراہٹ' خوشی' غرور' فخر' ظلم' زیادتی' ناحق انکار' ناشکری' جلد بازی' اوچھاپن' حماقت' بخل' لالچ' حرص' لڑائی

جھگڑا' شک شبہ' جہالت' غفلت' دھوکہ بازی' جھوٹا دعویٰ' گھبراہٹ' بے صبری' کنجوسی' تمرد' سرکشی' حد شکنی' زر پرستی اور دنیاداری ۔۔۔۔۔۔ اسلام نفس کی اصلاح اور اس کی بیماریوں سے نجات دلوانا چاہتا ہے یہ کام زبردست جدوجہد کا طالب ہے۔ اس میں راستے کی دشواریوں کو انگیز کرنے کی ضرورت ہے۔ خواہشات کی اتباع اور نفس امارہ کی پیروی بہت آسان کام ہے۔ پہلے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک چٹان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا رہا ہو اور دوسرے کی مثال اس شخص کی سی جو چٹان کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے کی طرف دھکیلے یہی وجہ ہے کہ شیطان کی بات ماننے والوں کی ہمیشہ اکثریت رہی اور مبلغین حق کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت دشواریاں اٹھانی پڑیں۔

ذیل میں سلف کے کچھ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ شیطان کس طرح انسان کے کمزور پہلوؤں کا استحصال کرتا ہے۔

معتمر بن سلیمان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا:

"مجھے بتایا گیا کہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان خوشی اور غم کے وقت انسان کے دل میں تیزی کے ساتھ ابھرتا ہے' اگر انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ۷ / ۴۲۳)

وہب بن منبہ کہتے ہیں:

"ایک راہب کو شیطان نظر آیا تو اس نے اس سے پوچھا انسان کی کس عادت سے تمہیں سب سے زیادہ مدد ملتی ہے؟ شیطان نے کہا: جوش سے' انسان جب جوش میں ہو تو ہم اسے اسی طرح گھماتے ہیں جس طرح کھلاڑی گیند کو۔ (تلبیس ابلیس ص ۴۲)

علامہ ابن جوزیؒ نے ابن عمرؓ سے یہ بھی بیان کیا کہ: نوح علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ وہ کن خصلتوں کی وجہ سے انسان کو تباہ کرتا ہے۔ شیطان نے کہا "حسد اور لالچ سے" دور جانے کی ضرورت نہیں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو دیکھیے' شیطان نے ان کے ساتھ کیا کیا اور تمام بھائیوں کے دلوں میں اپنے بھائی کے

خلاف حسد کی آگ کیسے بھڑکائی' حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ﴾ (یوسف:۱۰۰)

"اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لا کر مجھ سے ملایا۔ حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا۔"

۱۷۔ عورت اور دنیا سے محبت

نبی ﷺ ہمیں بتا چکے ہیں کہ آپ کے بعد آدمیوں کے لئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ اسی لئے عورت کو چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے سوا پورے جسم کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور آدمیوں کو نظر نیچے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے تنہائی میں عورت کے ساتھ ملنے سے منع کیا اور بتایا کہ جب بھی کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملے گا دونوں کے ساتھ تیسرا شخص شیطان ہو گا۔ سنن نسائی میں ہے کہ:

"عورت چھپائی جانے والی چیز ہے اگر وہ گھر سے باہر نکلے تو شیطان اس کو اٹھ اٹھ کر دیکھتا ہے"

نبی ﷺ کے کہنے کے مطابق آج ہم اپنی آنکھوں سے عورتوں کی اکثریت کو نیم برہنہ سڑکوں پر چلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

مشرق و مغرب میں ایسے ادارے قائم ہیں جہاں ننگی تصویروں' فحش ناولوں' اور بدکاری کو پیش کر کے لوگوں کو اس کی دعوت دینے والی بلیو فلموں کے ذریعے بے حیائی اور آوارگی کو فروغ دینے کے لئے عورتوں اور مردوں کی ایک زبردست فوج کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

دنیا پرستی ہر برائی کی جڑ ہے' خونریزی' عصمت دری' دوسروں کی دولت پر ڈاکہ ڈالنا' تعلقات کو ختم کرنا یہ سب نتیجہ ہے دنیا کو حاصل کرنے اور چند روزہ عزت و شہرت کی لالچ کا۔

۱۸۔ گیت اور سنگیت گیت اور سنگیت یہ دو ایسے ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعہ شیطان دلوں میں بگاڑ پیدا کرتا اور نفس کو تباہ کر دیتا ہے۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

"دشمن خدا کا ایک حربہ جس کے ذریعہ اس نے کم علموں اور نادانوں کو فریب دیا' جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کو شکار کیا' سیٹی بجانا' تالی پیٹنا اور حرام گانا بجانا ہے' اس کے ذریعہ شیطان دلوں کو قرآن سے پھیر کر فسق و فجور کی طرف مائل کرتا ہے یہ شیطان کا قرآن ہے' رحمٰن سے روکنے کے لئے دبیز پردہ ہے' لواطت اور زناکاری کا منتر ہے' اس سے شیطان نے باطل پرور لوگوں کو دھوکہ دیا' ان کی نگاہوں میں اس کو خوشنما بنا کر پیش کیا' اور اس کے حسن و جمال کو ثابت کرنے کے لئے ان کے دلوں میں شکوک و شبہات کی وحیٰ کی انہوں نے شیطان کی وحی کو سر آنکھوں پر رکھا اور قرآن کی تعلیم کو خیرباد کہہ دیا۔۔۔۔" (اغاثۃ اللھفان ۲۴۲/۱)

تعجب خیز بات یہ ہے کہ کچھ عبادت کے دعوے دار گانے بجانے اور ناچنے تھرکنے کو عبادت کا طریقہ کہتے ہیں' یہ لوگ رحمانی سماع کو چھوڑ کر شیطانی سماع کے پاس جاتے ہیں۔ ابن قیمؒ نے (الاغاثۃ ۲۵۶/۱ میں) اس سماع کو کئی نام سے یاد کیا ہے مثلاً لہو' لغو' باطل' جھوٹ' سیٹی' تالی' زناکاری کا منتر' شیطان کا قرآن' دل میں نفاق کی جڑ' احمق آواز' بیہودہ آواز' شیطان کی آواز' شیطان کا باجا وغیرہ وغیرہ۔

علامہ نے گانے بجانے کی حرمت کو دراز نفسی سے بیان کیا ہے اگر آپ کو تفصیل مطلوب ہو تو ان کی کتاب کی طرف رجوع کیجئے۔

۱۹۔ شریعت کی پابندی میں سستی مسلمان اپنے اسلام پر پابندی سے کاربند رہے تو شیطان اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ اس کے ساتھ کھلواڑ کر سکتا ہے لیکن شریعت کے کسی معاملے میں ذرا سستی سے کام لیا تو شیطان کو موقع مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴾ (البقرة: ۲۰۸)

"اے مسلمانو! سب احکام کی فرمانبرداری کیا کرو اور (بعض کو کرنے اور بعض کو چھوڑنے میں) شیطان کے پیچھے مت چلو (اس لئے کہ) وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔"

اسلام کے سب احکام کی فرمانبرداری سے ہی شیطان سے نجات مل سکتی ہے۔ مثلاً نمازیوں کی صفیں ایک دوسرے سے پیوست ہوں تو شیطان نمازیوں کے بیچ میں نہیں گھس سکتا لیکن اگر صفوں میں کشادگی ہو تو وہ نمازیوں کی صفوں کے بیچ میں در آتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

"صفوں کو درست کرو' شیاطین "حذف" کے بچوں کی طرح تمہارے بیچ میں نہ گھس آئیں' لوگوں نے کہا: حذف کی اولاد کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یمن کی بغیر کان اور دم والی چھوٹی بھیڑیں۔" (صحیح الجامع ۳۸۴/۱)

اس کو احمد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

دوسری حدیث میں ہے:

"صفیں سیدھی کرو' ایک دوسرے سے جڑ کر کھڑے رہو' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہاری صفوں میں شیاطین کو خاکستری بکریوں کی طرح (گھسے ہوئے) دیکھتا ہوں۔" (صحیح الجامع ۳۸۴/۱)

اس کو ابوداؤد طیالسی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

شیطان کا انسان کے نفس تک پہنچنے کا راستہ

وسوسہ: شیطان انسان کے دل و دماغ تک ایسے ڈھنگ سے پہنچتا ہے کہ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے' اس کو اس کام میں اپنی افتاد طبع سے بھی مدد ملتی ہے' اسی کو ہم وسوسہ کہتے ہیں' یہ بات ہمیں اللہ نے بتائی ہے اور شیطان کو

وسواس" کہا ہے:

﴿ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِالنَّاسِ ﴾
(الناس: ۴-۵)

"(میں پناہ مانگتا ہوں) چھپ چھپ کر وسوسے ڈالنے والے کے شر سے' جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔"

ابن کثیر "الواس الخناس" کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: شیطان ابن آدم کے دل پر سوار ہے اگر وہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور اللہ کو یاد کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔"

اسی وسوسہ سے اس نے آدم کو بہکا کر شجرہ ممنوعہ کا پھل کھلایا تھا:

﴿ فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا یَبْلٰی ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۰)

"پھر بھی (باجود اس تنبیہ و اعلان کے) شیطان نے اس کو پھسلا دیا' کہا اے آدم میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں (کہ اس کے کھانے سے اسی جگہ ہمیشہ رہنے لگ جائے)"

شیاطین کبھی انسانوں کا بہروپ بھرتے ہیں' کبھی انسان سے بات کرتے ہیں' اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام بھی لیتے ہیں۔ اس کا بیان آئندہ صفحات میں آئے گا۔
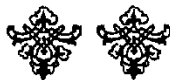
چوتھی فصل

شیطان کا بہروپ

احضار ارواح

جن اور علم غیب

جن اور اڑن طشتریاں

شیطان کا بہروپ

کبھی شیاطین انسان کے پاس آتے ہیں تو وسوسہ اندازی کے ڈھنگ میں نہیں بلکہ کسی انسان کی شکل میں نظر آتے ہیں' کبھی صرف آواز سنائی دیتی ہے جسم دکھائی نہیں دیتا' کبھی عجیب و غریب روپ ہوتا ہے۔ شیاطین لوگوں کے پاس آ کر کبھی یہ کہتے ہیں کہ وہ جن ہیں' کبھی جھوٹ بولتے اور کہتے ہیں کہ وہ فرشتے ہیں' کبھی اپنے آپ کو غیب داں بتاتے ہیں' کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا تعلق روحوں کی دنیا سے ہے۔

بہرحال شیاطین کچھ لوگوں سے ہمکلام ہوتے ہیں اور ان سے ان کی براہ راست گفتگو ہوتی ہے یا انسانوں ہی میں سے کسی شخص کی زبان سے شیطان بات کرتے ہیں اس شخص کو ثالث کہا جاتا ہے کبھی خط و کتابت کے ذریعہ گفتگو ہوتی ہے۔

کبھی شیطان بڑے بڑے کام کرتے ہیں' انسان کو اٹھا کر ہوا میں لے اڑتے ہیں اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتے ہیں' کبھی وہ ان سے کوئی چیز طلب کرے تو اس کے سامنے حاضر کر دیتے ہیں' لیکن شیطان اس قسم کے کام انہی گمراہ لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو اللہ رب السموات والارض کے منکر اور بد عمل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ظاہر میں دیندار اور متقی نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں حد درجہ بے راہ رو اور فاسق ہوتے ہیں' علماء متقدمین و متاخرین نے اس تعلق سے بہت سی باتیں ذکر کی ہیں جن کو جھٹلایا نہیں جا سکتا نہ ان پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔ انہی میں سے علاج کا وہ واقعہ بھی ہے جس کو ابن تیمیہؒ نے ذکر کیا ہے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں: وہ (حلاج) خوبصورت تھا' اس کے پاس کچھ شیاطین تھے' جو اس کی خدمت بجا لاتے تھے' ایک مرتبہ کا واقعہ ہے حلاج اور اس کے کچھ ساتھی ابو قبیس نامی پہاڑ پر تھے' اس کے ساتھیوں نے اس سے مٹھائی مانگی' وہ قریب ہی کسی

جگہ پر گیا اور وہاں سے مٹھائی کی ایک پلیٹ لائی' بعد میں تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ یمن کی کسی مٹھائی کی دوکان سے چرائی گئی تھی' اس کو اس علاقے کا شیطان اٹھا کر لایا تھا۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "حلاج کے علاوہ شیطانی حالت رکھنے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ایسے واقعات بہت پیش آتے ہیں مثلاً ایک شخص جو ابھی (ابن تیمیہ کے زمانے میں) دمشق میں ہے اس کو شیطان صالحیہ پہاڑ سے اٹھا کر دمشق کی کسی مضافاتی بستی میں لے جاتا تھا وہ ہوا کے دوش پر اڑتا ہوا روشندان سے گھر کے اندر آ جاتا اور گھر میں بیٹھے ہوئے سب لوگ اس منظر کو دیکھتے رہتے' پھر رات کو وہ باب الصغیر (دمشق کے اس وقت کے چھ دروازوں میں سے ایک دروازہ) کے پاس آتا اور وہاں سے وہ اور اس کا ساتھی دونوں اندر آ جاتے' وہ نہایت بدکردار شخص تھا۔

ایک دوسرا شخص شاہدہ نامی بستی میں واقع شوبک قلعہ میں رہتا تھا' وہ بھی ہوا میں پرواز کر کے پہاڑ کی چوٹی پر جاتا اور تمام لوگ اس کو دیکھتے رہتے' شیطان اس کو اٹھا کر لے جاتا تھا' وہ رہزنی بھی کرتا تھا۔

یہ لوگ زیادہ تر بہت شرپسند ہوتے ہیں' ایسا ہی ایک شخص فقیر ابوالجیب ہے لوگ اندھیری رات میں ان کے لئے خیمہ نصب کرتے ہیں تقرب کے طور پر روٹیاں بناتے ہیں۔ وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے' وہاں نہ کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جو اللہ کا ذکر کرتا جانتا ہو نہ کوئی ایسی کتاب ہوتی ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو' پھر وہ فقیر ہوا میں اڑتا ہے' لوگ اس کو دیکھتے ہیں' شیطان کے ساتھ اس کی گفتگو کو سنتے ہیں' کوئی ہنسے یا روٹی چرائے تو ڈفلی سے مار پڑتی ہے' مارنے والا نظر نہیں آتا' پھر لوگ جو باتیں پوچھتے ہیں شیطان بتاتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ وہ اس کے لئے گائے گھوڑے یا کسی جانور کی نیاز کریں' اور جانور کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے کے بجائے اس کا گلا گھونٹ دیں' ایسا کرنے پر ان کی حاجت روائی کی جائے گی۔"

ابن تیمیہؒ ایک اور پیر جی کے بارے میں ذکر کرتے ہیں جس نے ان کو خود بتایا

کہ وہ عورتوں کے ساتھ بدکاری اور بچوں کے ساتھ لونڈے بازی کرتا تھا' وہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ایک کالا کتا آتا ہے جس کی آنکھوں کے سامنے دو سفید نقطے ہوتے ہیں' وہ مجھ سے کہتا ہے: فلاں بن فلاں نے تمہارے لئے نذر مانی تھی کل ہم اس کو تمہارے پاس لے کر آئیں گے' میں نے تمہاری خاطر اس کی ضرورت پوری کر دی ہے' دوسری صبح کو وہ شخص اس کے پاس نذر لے کر آتا اور یہ پیر جی اس کو شرف نیاز عطا کرتے۔"

اسی پیر کے بارے میں ابن تیمیہؒ ذکر کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ: "جب مجھ سے کسی چیز کو بدلنے کے لئے کہا جاتا مثلاً یہ کہا جاتا کہ اس چیز کو "لاذن" (گوند جو بطور عطر و دوا استعمال ہوتا ہے) میں تبدیل کر دو' تو میں اس چیز کو بدل جانے کو اتنی دیر تک کہتا کہ مدہوش ہو جاتا' پھر اچانک میرے ہاتھ یا منہ میں "لاذن" موجود ہوتا' مجھے معلوم نہیں اس کو کون رکھتا تھا۔

پیر کہتا ہے کہ: میں چلتا تو میرے آگے آگے ایک سیاہ ستون ہوتا تھا جس میں روشنی ہوتی۔

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جب اس پیر نے توبہ کر لی' نماز روزے کا پابند ہو گیا' اور حرام چیزوں سے بچنے لگا تو کالا کتا غائب ہو گیا اور کسی چیز کو بدل دینے کی کیفیت بھی بند ہو گئی' اب وہ کسی چیز کو نہ لاذن میں تبدیل کرتا ہے نہ کسی دوسری چیز میں۔

ایک دوسرے پیر کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس کچھ شیطان تھے جن کو وہ بعض لوگوں پر سوار کر دیتا تھا' آسیب زدہ شخص کے گھر والے اس پیر کے پاس آتے اور اس سے شفا کی درخواست کرتے' پیر اپنے ماتحت شیطانوں سے کہتا' وہ اس شخص کو چھوڑ دیتے' آسیب زدہ شخص کے گھر والے اس پیر کو خوب روپے دیتے' بعض اوقات جنات اس پیر کے پاس لوگوں کا غلہ اور روپے چرا کر لاتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی کے گھر میں گھروندے کے اندر کچھ انجیر رکھے ہوئے تھے' پیر نے جنوں سے انجیر کی فرمائش کی انہوں نے انجیر حاضر کر دیا' گھر والوں نے جب گھروندے کو دیکھا تو انجیر ندارد۔

ایک اور شخص کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس کا علمی مشغلہ تھا' کچھ شیطان اس کو گمراہ کرنے کے لئے آئے اور کہا کہ ہم نے تم سے نماز معاف کر دی' تم جو چاہو ہم تمہارے لئے حاضر کر دیں چنانچہ وہ اس کے لئے مٹھائی یا پھل لے آتے' آخر کار وہ شخص کسی عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوا' ان کے سامنے توبہ کی اور مٹھائی والوں کی اس نے جو مٹھائیاں کھائی تھیں ان کی قیمت ادا کی" جامع الرسائل لابن تیمیہ ص ۱۹۰ - ۱۹۴)

شیطان کے گمراہ کرنے کے بعض طریقوں کو بیان کرتے ہوئے ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:

"جن لوگوں سے نباتات بات کرتے ہیں میں ان کو خوب جانتا ہوں' ان سے حقیقت میں وہ شیطان بات کرتا ہے جو نباتات میں ہوتا ہے' میں ان لوگوں کو بھی جانتا ہوں' جن سے درخت اور پتھر ہم کلام ہوتے اور کہتے ہیں: تم کو مبارک ہو اے اللہ کے ولی' جب وہ آیتہ الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ چیز ختم ہو جاتی ہے میں اس کو بھی جانتا ہوں جو پرندوں کے شکار کو جاتا ہے تو وہ اس سے کلام کرتے اور کہتے ہیں: مجھے شکار کرو تاکہ میں غریبوں کی خوراک بن جاؤں' یہ بات کرنے والا دراصل شیطان ہے جو پرندوں کے جسموں میں ہوتا ہے جیسا کہ شیطان انسان کے بدن میں داخل ہو کر لوگوں سے بات کرتا ہے۔ کچھ لوگ بند گھر میں ہوتے ہیں لیکن دروازہ کھلے بغیر وہ اپنے آپ کو باہر دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ باہر ہوتے ہیں لیکن دروازہ کھلے بغیر وہ خود کو دیکھتے ہیں کہ گھر میں ہیں۔ ان کو اصل میں جنات تیزی کے ساتھ گھر کے اندر کر دیتے ہیں یا گھر سے باہر نکال لیتے ہیں' کبھی انسان کے پاس سے روشنی گزرتی ہے یا کبھی کوئی شخص اس کی ملاقات کے لئے آتا ہے۔ یہ سب شیطانوں کی طرف سے ہوتا ہے' شیطان انسان کے دوست احباب کی شکل میں آتے ہیں۔ بار بار آیتہ الکرسی پڑھی جائے تو یہ چیز ختم ہو جاتی ہے۔"

علامہؒ فرماتے ہیں "میں اس شخص سے بھی واقف ہوں جس سے کوئی بات کرتا ہے اور کہتا ہے: میں اللہ کا حکم ہوں اور اس کو یقین دلاتا اور کہتا ہوں کہ تم وہی

مہدی ہو جس کی نبی ﷺ نے بشارت دی تھی' اس کے لئے کرامتیں بھی ظاہر کرتا ہے مثلاً اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہوا میں اڑتے ہوئے پرندوں میں تصرف کرے' اگر اس کے دل میں پرندے کے دائیں یا بائیں جانے کا خیال ہوتا ہے تو پرندہ ادھر ہی جاتا ہے جدھر وہ چاہتا ہے' اگر اس کے دل میں کسی جانور کے کھڑے ہونے' سونے یا جانے کا خیال پیدا ہوتا ہے تو وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بظاہر کوئی حرکت نہیں ہوتی' شیاطین اس شخص کو مکہ لے جا کر واپس لاتے ہیں' اسی طرح اس کے پاس خوبصورت اشخاص کو لاتے اور کہتے ہیں یہ اعلیٰ درجے کے فرشتے تمہاری ملاقات کے لئے آئے ہیں' وہ اپنے دل میں کہتا ہے: یہ بے ریش جوان کے ہم شکل کیسے ہو گئے ہوں گے؟ سر اٹھا کر دیکھتا ہے تو ان کے داڑھی ہوتی ہے' شیطان اس سے کہتا ہے: تمہارے مہدی ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے جسم میں تل اگے گی' چنانچہ تل اگتی ہے اور وہ دیکھتا ہے' اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہوتی ہیں' یہ سب شیطان کی فریب کاری ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ ۱۱/۳۰۰)

علامہ فرماتے ہیں: "اہل ضلالت و بدعت جو غیر شرعی طریقے پر ریاضت و عبادت کرتے ہیں اور جنہیں کبھی کبھی کشف بھی ہوتا ہے ایسے لوگ ان شیطانی جگہوں پر زیادہ جاتے ہیں جہاں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے اس لئے کہ وہاں ان پر شیطان نازل ہوتے ہیں اور کچھ راز کی باتیں بتاتے ہیں جیسا کہ وہ کاہنوں کو بتاتے اور بتوں میں داخل ہو کر بت پرستوں سے باتیں کرتے ہیں۔

شیاطین ان لوگوں کی بعض کاموں میں مدد بھی کرتے ہیں جس طرح جادوگر اور بت پرست' سورج پرست' چاند پرست اور ستارہ پرست قومیں شیطان کی عبادت کرتی اور اس کے سامنے ذکر و تسبیح اور لباس و خوشبو کا تحفہ پیش کرتی ہیں تو شیطان ان کی مدد اور مشکل کشائی کرتا ہے' یہ قومیں شیطان کو ستاروں کی روحانیت کہتی ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ۱۹/۴۱)

شیطان کی خدمات حاصل کرنے کے لیے کفر و شرک کا نذرانہ

یہ لوگ جنھیں ولی

ہونے کا دعویٰ ہے ان کا کام حقیقت میں شیطان کرتے ہیں انہیں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کفر و شرک کے ذریعہ شیطان کا تقرب حاصل کرنا پڑتا ہے۔

ابن تیمیہؒ (مجموعہ فتاویٰ ۱۹ / ۳۵ میں) فرماتے ہیں کہ یہ لوگ زیادہ تر اللہ کے کلام کو ناپاک چیزوں سے لکھتے ہیں' کبھی قرآنی آیتوں مثلاً سورہ فاتحہ یا سورہ قل ھواللہ احد یا دوسری آیتوں کے حروف کو بدل دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو خون یا دوسری ناپاک چیزوں سے بھی لکھا جاتا ہے' کبھی قرآن کے علاوہ شیطان کی دوسری پسندیدہ چیزوں کو لکھا یا پڑھا جاتا ہے۔

جب یہ لوگ شیطان کی پسندیدہ چیزوں کو لکھتے یا ان کا ورد کرتے ہیں تو وہ بعض کاموں میں ان کی مدد کرتا ہے مثلاً کسی کنویں کا پانی گہرائی میں کر دیا' کسی کو ہوا میں اڑا کر دوسری جگہ پہنچا دیا' یا کسی کا مال چرا کر ان کو دے دیا' جو لوگ خیانت کرتے ہیں یا بسم اللہ نہیں پڑھتے شیطان ایسے لوگوں کا مال بھی چرا کر ان کو دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کام کرتا ہے۔

جنوں سے خدمت لینے کا حکم

یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا تھا اور انہیں ایسی سلطنت عطا کی تھی جو ان کے بعد کسی کے شایان شان نہیں اب اگر کسی انسان کو کسی جن کی ماتحتی حاصل ہو تو وہ بطور تسخیر نہیں بلکہ جن کی رضامندی سے ہو گی'

کیا جن کو ماتحت بنانا جائز ہے؟

ابن تیمیہؒ (مجموعہ فتاویٰ ۱۱/۳۰۷) رقمطراز ہیں کہ "انسان کے لئے جن کی تابعداری کی چند صورتیں ہیں' اگر انسان جن کو اللہ اور اس کے رسول کے احکام یعنی اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہو اور انسانوں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا افضل ترین ولی ہے' وہ اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ و نائب ہے' اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اس کے لئے شرعی طور پر مباح ہوں تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مباح چیزوں میں کسی انسان کو استعمال کرتا ہو' مثلاً انہیں فرائض کی ادائیگی کا حکم دے' حرام چیزوں سے

روکے' اور اپنی جائز خدمت لے' اس کا مقام بادشاہوں کا مقام ہو گا جو لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں' اگر اس کے مقدر میں یہ ہو گا کہ وہ اللہ کا ولی ہے تو دوسرے ولیوں میں اس کی حیثیت وہی ہو گی جو ایک حکمران نبی اور عام نبی کی ہوتی ہے جیسے سلیمان و یوسف کی حیثیت ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ میں۔

اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں ممنوع ہوں' مثلاً شرک میں استعمال کرے' یا کسی بے گناہ کے قتل میں' یا لوگوں پر ظلم کرنے میں مثلاً کوئی بیماری لگا دی' حافظہ سے علم بھلا دیا' یا کسی بدکاری کے معاملے میں استعمال کرے مثلاً بدکاری کرنے کے لئے کسی مرد یا عورت کو حاصل کر لیا وغیرہ وغیرہ' یہ سب گناہ اور ظلم کے معاملے میں مدد لینا ہوا' پھر اگر وہ کفر کے معاملے میں جنوں سے مدد لیتا ہے تو کافر ہے۔ "نافرمانی کے کام میں مدد لیتا ہے تو نافرمان ہے" وہ یا تو فاسق ہو گا یا گنہگار۔

اگر اس شخص کو شریعت کا پورا پورا علم نہ ہو اور وہ جنوں سے ایسی چیزوں میں مدد لے جن کو وہ کرامات سمجھتا ہو مثلاً حج کے معاملے میں مدد لے' یا جن اس کو ایسی جگہ اڑا کر لے جائیں جہاں بدعتی لوگوں کا سماع ہو رہا ہو' یا عرفات لے کر جائیں اور وہ خود شرعی حج نہ کرے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے' یا ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائیں' تو ایسا شخص فریب کا شکار ہے' یہ جنات کی اس کے ساتھ فریب کاری ہے۔"

احضار ارواح

روحوں کو حاضر کرنے کی بات کا آج ہر طرف چرچا ہے۔ اس جھوٹ کی ان بہت سے لوگوں نے بھی تصدیق کی جن کا شمار عقلمندوں اور عالموں میں ہوتا ہے۔

روحوں کو حاضر کرنے کا نام نہاد عمل کسی ایک طریقے سے نہیں ہوتا ہے۔ کچھ طریقے تو خالص جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں جن میں عیاری' ہوشیاری اور ماہرانہ فنکاری کا عمل دخل ہوتا ہے' کچھ طریقے ایسے ہوتے ہیں جن میں جن اور شیاطین کو استعمال کیا جاتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین نے اپنی کتاب "الروحیۃ الحدیثۃ" (جدید روحانیت) میں ایسے لوگوں کے فریب کا پردہ چاک کر کے سارا کچا چھٹا کھول دیا ہے۔ یہ لوگ روحوں کو حاضر کرنے کا عمل ہلکی سرخ روشنی ہی میں کرتے ہیں جو اندھیرے سے ملتی جلتی ہوتی ہے' روحوں کا آنا' آواز سنائی دینا' اور جسموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا یہ سب گہرے اندھیرے میں ہوتا ہے۔ دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ چھپے ہوئے چہرے کس جگہ بیٹھے ہیں اور آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ نہ وہ جگہ کی تمیز کر سکتا ہے کہ اس کی دیواریں' دروازے اور کھڑکیاں کس طرح ہیں۔

ڈاکٹر محمد نے "خیمہ" کے متعلق بھی بتایا کہ یہ حاضرین سے الگ قریب ہی میں ایک کمرہ ہوتا ہے' یا جس کمرے میں حاضرین بیٹھتے ہیں اسی کا ایک حصہ ہوتا ہے جس کو دبیز پردے سے ڈھک دیا جاتا ہے۔ یہ الگ جگہ ثالث کے بیٹھنے کے لئے تیار کی جاتی ہے جس کے ہاتھوں نام نہاد روحیں جسمانی شکل میں نمودار ہوتی ہیں۔ پردے سے ڈھکی اور اندھیرے میں چھپی ہوئی اس جگہ سے روحیں جسم کا روپ دھار کر نکلتی ہیں اور تھوڑی دیر بعد وہیں لوٹ جاتی ہیں' حاضرین میں سے کسی کو ان روحوں کو چھونے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ ایسے تاریک ماحول میں ہوشیاری و مکاری کو ڈھالنے کے لئے روحانی حضرات کے پاس فنکارانہ سانچوں کی کمی نہیں ہوتی ہے۔

فنکارانہ ہوشیاری سے لوگوں کو دھوکہ دینا ایک مشہور و معروف قدیم طریقہ ہے جس سے انسان نما شیطان اللہ کے بندوں کو گمراہ کر کے لوگوں کے پاس عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے مال پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ نے (مجموعہ فتاویٰ ۱۱ / ۴۵۸) اپنے زمانے کے ایک فرقہ کے متعلق جس کو "بطائحیہ" کہا جاتا تھا ذکر کیا ہے کہ ان کو غیب دانی اور کشف و کرامات کا دعویٰ تھا' ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ پوشیدہ مخلوق کو خود دیکھتے اور لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ پھر علامہ نے ان کے دجل و فریب کو ظاہر کیا کہ وہ کسی گھر کے اندرونی حالات کو معلوم کرنے کے لئے کسی عورت کو بھیجتے پھر جو باتیں ان کی معلوم ہوئیں گھر والوں کو بتا دیتے اور یہ کہتے کہ یہ راز کی باتیں خاص انہی کو معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ایک آدمی سے جس کو وہ حکومت کا لالچ دیتے تھے' وعدہ کیا کہ اسے پوشیدہ مخلوق دکھائی جائے گی' چنانچہ انہوں نے لمبی لمبی لکڑیاں تیار کیں اور ان پر چلنے کے لئے کچھ لوگوں کو متعین کیا کہ وہ ایسی ایکٹنگ کریں جیسے کوئی شیشے کے گیند سے کھیل رہا ہو' ان لوگوں نے "مزہ" پہاڑ پر چلتے ہوئے ایسی ہی ایکٹنگ کی' وہ نادان آدمی دور سے دیکھ رہا تھا اس نے دیکھا کہ پہاڑ پر کچھ لوگ چل رہے ہیں وہ زمین سے بہت اونچائی پر تھے۔ اس طرح انہوں نے اس شخص سے خوب روپے اینٹھے اس کو بعد میں ان لوگوں کی حقیقت معلوم ہوئی۔

ان لوگوں نے "قفجق" نامی ایک آدمی کے ساتھ بھی ایسا ہی فریب کیا کہ ایک شخص کو قبر میں بات کرنے کے لئے سلا دیا اور قفجق کو پٹی پڑھائی کہ مردہ بات کر رہا ہے' پھر اس کو باب الصغیر کے قبرستان میں ایک آدمی کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ وہی شعرانی ہے جو لبنان پہاڑ میں مدفون ہیں' قفجق کو اس کے قریب نہیں لے گئے بلکہ دور ہی رکھا تاکہ اس کے پاس اس کی برکت پہنچتی رہے' انہوں نے کہا کہ شعرانی صاحب نے تم سے کچھ روپے مانگے ہیں۔ "قفجق" نے سوچا شیخ راز کی باتیں بتا

سکتے ہیں تو انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ میرے خزانے میں انہوں نے جو روپے مانگے ہیں نہیں ہیں۔ وہ قریب گیا اور بال کھینچا تو اس کے ہاتھ میں کھال آ گئی وہ بکری کی کھال تھی جو اس آدمی کو پہنا دی گئی تھی۔

ڈاکٹر محمد حسین نے بتایا کہ یہ کرائے کے ٹٹو (جن کے بارے میں روحانی حضرات کہتے ہیں کہ ان میں کٹھ پتلی بننے کی فطری صلاحیت ہوتی ہے انہی کے ذریعہ یہ تعلق قائم ہوتا ہے) اکثر بہت بڑے دھوکہ باز' عیار اور فریب کار ہوتے ہیں ان کو دین و اخلاق سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ خود روحانی حضرات کے یہاں ان ٹٹوؤں کے لئے دین واخلاق کی کوئی شرط نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک واقعہ ذکر کیا جو ان کے ساتھ ذاتی طور پر پیش آیا تھا' اس واقعہ کی تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ ثالث (کرایہ کا ٹٹو) جھوٹا دھوکہ باز تھا۔

ڈاکٹر موصوف نے یہ بھی بتایا کہ جو لوگ روحوں کو حاضر کرتے ہیں ان کی کچھ مشاہدین کے ساتھ کیسی ملی بھگت ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں کو ایسی محفلوں میں شرکت کی اجازت دی جاتی ہے ان کے انتخاب میں کس احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اگر مشاہدین میں کچھ ہوشیار بیدار مغز لوگ موجود ہوں تو ناکامی کی توجیہہ کس طرح کی جاتی ہے۔

جن اور شیطانوں کا استعمال

ڈاکٹر محمد حسین نے پہلے طریقہ کو خوب اچھی طرح بے نقاب کیا ہے جس کے بارے میں روحانی حضرات کہتے ہیں کہ وہ اسی سے روحوں کو حاضر کرتے ہیں' یعنی کذب و فریب' نظر بندی' اور ہاتھ کی صفائی کا طریقہ۔

دوسرے طریقے یعنی جن اور شیطانوں کو استعمال کرنے کے سلسلے میں صرف اشارہ سے کام لیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ روحوں کو حاضر کرنے کے جو دعوے کئے جاتے ہیں وہ اکثر اسی قبیل سے ہوتے ہیں۔

احضار ارواح ایک پرانا نعرہ

اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نعرہ نیا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے' گزشتہ صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ

بعض لوگ جنوں سے کس طرح تعلقات رکھتے تھے' بلکہ معتبر علماء کی کتابوں میں یہ بھی ہے کہ کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ مردوں کی روحیں مرنے کے بعد پھر زندہ ہوتی ہیں۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں "ان میں (یعنی شیطانی کام کرنے والے کافروں' مشرکوں اور جادوگروں میں) کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے والے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ آئے گا' ان سے باتیں کرے گا' اپنا قرض اور امانت واپس کرے گا اور انہیں کچھ وصیتیں کرے گا' حالانکہ ان کے پاس وہ شکل آتی ہے جو ابھی زندہ ہے یعنی اس کا ہمزاد شیطان اس کی شکل میں آتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ وہی ہے۔" (جامع الرسائل ص ۱۹۴' ۱۹۵)

ایک معاصر کا تجربہ

اس تجربہ کا تعلق ایک اہل قلم احمد عزالدین البیانونی سے ہے۔ موصوف نے اس تجربہ کو اپنی کتاب "الایمان بالملائکۃ" (فرشتوں پر ایمان) کے اندر تحریر کیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ اسے ہو بہو نقل کر دوں' موصوف کہتے ہیں:

"روحوں کو حاضر کرنے کا نام نہاد نظریہ مشرق و مغرب کے لوگوں کے دل و دماغ کی الجھن بن گیا ہے' عربی اور دوسری مختلف زبانوں میں اس پر مضامین شائع ہوئے' کتابیں لکھی گئیں محققین نے تحقیق کی' تجربہ کرنے والوں نے تجربہ کیا' اس کے بعد جو لوگ عقلمند تھے ان کی سمجھ میں آیا کہ یہ سراسر جھوٹ اور بکواس ہے' اور اس سے کفر و باطل کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔

روحوں کو حاضر کرنے کی جو بات کہی جا رہی ہے بالکل جھوٹ' دھوکہ اور فریب ہے' نام نہاد روحیں حقیقت میں شیاطین ہیں جو انسان کے ساتھ کھیل اور دھوکہ کر رہے ہیں۔

مردہ کی روح کو حاضر کرنا کسی کے بس کی بات نہیں' روحیں تن سے جدا ہونے کے بعد عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہیں۔

پھر وہ یا تو نعمتوں میں ہوتی ہیں یا عذاب میں' انہیں ان باتوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا جن کا روحوں کو حاضر کرنے والے دعویٰ کرتے ہیں۔

ان روحوں کی طرف سے اس کے لئے مجھے بلایا گیا تھا' میں نے خود اس کا طویل تجربہ کیا تب میری سمجھ میں آیا کہ یہ شیطانوں کی کھڑی کی ہوئی دھوکے کی ٹٹی ہے' شیطان کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا اور دھوکہ دینا ہے' اور جو ان کا ہم خیال بن سکتا ہے اس کو اپنا ہم خیال بناتا ہے۔

تجربہ کا آغاز تقریباً دس سال سے میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کا کہنا ہے کہ وہ انسان کی خدمت کے لئے نیک کاموں میں جنوں کو استعمال کرتا ہے وہ یہ کام انسانوں ہی میں سے کسی ایک شخص کے ذریعہ کرتا ہے جس کو ثالث کہا جاتا ہے۔

اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہاں تک پہنچنے کے لئے اس نے ایک زمانہ تک لمبے لمبے اوراد و وظائف کیے ہیں' یہ اوراد و وظائف ایک شخص نے بتائے تھے جو بزعم خویش اس فن کا عالم تھا۔ ایک دن ثالث میرے پاس کسی جن کی دعوت لے کر آیا کہ مجھے ایک اہم گفتگو کرنی ہے جس میں میرا بہت نام ہو گا۔

اللہ پر بھروسہ کر کے میں مقررہ وقت پر خوشی خوشی نکلا کہ چلو آج اس تجربے میں کوئی نئی بات معلوم ہو گی۔

دھوکہ کیسے شروع ہوا؟ سب سے پہلے میرے ساتھ جو ہتھکنڈا استعمال کیا گیا یہ تھا کہ روح کو حاضر کرنے کا طریقہ ذکر و استغفار اور تہلیل و تکبیر ہے اس سے اول وہلہ میں انسان سمجھتا ہے کہ وہ پاکیزہ' سچی' اور آسمانی روحوں سے ہمکلام ہو رہا ہے۔

میں ثالث کے گھر پہنچا' ہم دونوں گھر کے ایک خالی کمرے میں جمع ہوئے وہ ایک بستر پر بیٹھ گیا' ہم دونوں نے (اسی کے کہنے کے مطابق) تہلیل و استغفار کرنا شروع کیا' تبھی اس پر غنودگی طاری ہوئی' میں نے اسے بستر پر لٹا دیا اور اس کی ہدایت کے مطابق اس پر چادر ڈھک دی' اتنے میں ایک ہلکی آواز سنائی دی' آواز والے نے مجھے سلام کیا' اور مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا' پھر اپنا تعارف کرایا کہ وہ ایک ایسی مخلوق ہے جو نہ فرشتوں میں ہے نہ جنوں میں' وہ کوئی دوسری قسم کی مخلوق

ہے' جس کا وجود اس طرح ہوا کہ اللہ نے "کن" (ہو جا) کہا اور وہ وجود میں آ گئی۔

اس کے باوجود اس کا کہنا تھا کہ جن اسی کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں اور اللہ کے احکام ملنے میں اس کے اور اللہ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں پانچواں واسطہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

وہ میری تعریف کرنے لگا اور کہنے لگا کہ: وہ لوگ اب انسانوں سے اپنے تمام تعلقات ختم کر دیں گے اور میری ملاقات پر اکتفا کریں گے' کیونکہ میں ان کے بقول اس زمانہ میں صاحب امتیاز اور اللہ کی عنایات کا مرکز ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے اس کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

اس نے مجھ سے خوب دل فریب وعدے کئے جو بلا کے تعجب خیز بھی تھے۔ اللہ پر بھروسہ کر کے میں نے اس نئے تجربے اور پر فریب دعوت کو مان لیا اور اللہ سے درخواست کی کہ مجھے لغزش پا سے محفوظ رکھے۔ واضح حق کی رہنمائی کرے' علم کی روشنی میرے ساتھ ہو' استقامت میرا راستہ ہو۔ والحمدللہ۔

جب پہلی ملاقات ہوئی تو اس نے دوسرے وقت دوسری ملاقات کی دعوت دی' پھر اسی نے ثالث کو نیند سے بیدار کرنے کے لئے ایک مخصوص دعا بتائی۔

دعا پڑھی گئی' ثالث بیٹھ گیا اور اپنی آنکھیں ملنے لگا گویا وہ گہری نیند سے بیدار ہوا ہو اور اسے کسی بات کا علم نہ ہو۔

میں بھی مقررہ وقت پر واپس ہو گیا' اس کے بعد مدت دراز تک ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ہر ملاقات میں نت نئے وعدے ہوتے اور بتایا جاتا کہ تابناک مستقبل میرا منتظر ہے اور امت کو میرے ہاتھوں زبردست فائدہ ہونے والا ہے۔

بات آگے بڑھتی ہے

پھر بات آگے بڑھی' بہت سی روحیں مجھ سے ملاقات کرنے لگیں۔ ہر ملاقات میں تمہیدی طور پر ذکر و استغفار ہوتا اور کبھی نہیں بھی ہوتا' کبھی میں ثالث کے ساتھ کھانے پر ہوتا' یا کبھی چائے کا دور چلتا' اتنے میں اسی کو وہی پہلی سی نیند کی جھپکی آتی' سر آگے کو جھکنے لگتا' ٹھوڑی سینے سے لگ جاتی' پھر ملاقاتی جو خود کو فرشتہ یا جن یا صحابی یا ولی کہتا' مجھ سے ایسے

ڈھنگ سے بات کرتا جس پر احترام و عظمت کی گہری چھاپ ہوتی' میری زیارت کو بابرکت بتایا جاتا' اور درخشاں مستقبل کی خوشخبری دی جاتی' پھر وہ لوٹ جاتا' اس کے بعد کوئی دوسرا آتا' پھر کوئی اور۔

زائرین کون تھے؟ ان کے بقول مجھ سے ملاقات کرنے والوں میں کچھ فرشتے تھے' کچھ جنات' صحابہ میں ابوہریرہؓ ولیوں میں ابوالحسن الشاذلی اور دوسرے اہل علم و فضل میں احمد الترمانینی رحمہ اللہ تھے' کچھ اصحاب علم و فضل میرے ہمعصروں میں تھے جو میری زندگی میں وفات پا چکے تھے انہی میں میرے والد ماجد رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

ان لوگوں نے مجھے خوشخبری دی کہ ایک متعینہ وقت پر مجھ سے میرے والد ملاقات کریں گے' میں کمال شوق سے وقت کا انتظار کرنے لگا' جب انتظار کی گھڑی آئی تو انہوں نے مجھے باآواز بلند سورہ واقعہ پڑھنے کو کہا' میں نے سورہ واقعہ کی تلاوت کی' جب تلاوت سے فارغ ہوا تو انہوں نے کہا:

چند لمحوں کے بعد تمہارے والد حاضر ہوں گے' وہ جو کہیں غور سے سننا' ان سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کرنا!!!

اب میں سمجھا چند منٹ بعد ایک شخص وارد ہوا' علیک سلیک کے بعد اس نے میری ملاقات نیز ان روحوں کے ساتھ میرے تعلق پر خوشی کا اظہار کیا' اور وصیت کی کہ میں ثالث اور اس کے بال بچوں کا خیال رکھوں اور اس کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ کروں کیونکہ اس کی آمدنی کا یہی ایک ذریعہ اور راستہ ہے۔

درود ابراہیمی کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کی' مجھے معلوم ہے کہ والد مرحوم کو نبی ﷺ پر درود بالخصوص درود ابراہیمی بھیجنے کا شوق تھا۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ بات کرنے والے کا لب و لہجہ والد کے لب و لہجہ سے بڑی حد تک ملتا جلتا تھا۔

پھر اس نے سلام کیا اور واپس ہو گیا۔

میں دل میں سوچنے لگا: آخر انہوں نے یہ کیوں کہا ہو گا کہ میں آنے والے سے کوئی بات نہ پوچھوں؟

اس میں ضرور کوئی راز ہے!............ ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اس وقت میری سمجھ میں بات آئی کہ وہ میرے والد نہیں تھے بلکہ ان کا ہمزاد جن تھا جو زندگی بھران کے ساتھ رہا' اور اب ان کی آواز اور دوسری خصوصیات کی نقالی کر کے میرے پاس آیا تھا۔

انہوں نے مجھے اس سے کچھ نہ پوچھنے کی تاکید اس لئے کی تھی کہ ہمزاد جن میرے والد کی زندگی کے متعلق خواہ کتنا ہی علم رکھتا ہو پھر بھی وہ ان جزئیات کو یاد نہیں رکھ سکتا تھا جو ایک بیٹا اپنے باپ کے متعلق جانتا ہے' اس بنا پر انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں میں اس سے کوئی ایسی بات نہ پوچھ بیٹھوں جس کا اس کے پاس جواب نہ ہو اور بھانڈا پھوٹ جائے۔

پھر دوسروں سے ملاقات کے وقت میرے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا گیا کہ وہ لوگ واپسی کے وقت ہی اپنا نام بتاتے تھے' ایک شخص کہتا: میں فلاں ہوں' اور سلام کر کے فوراً غائب ہو جاتا۔

اس میں بھی وہی راز ہے جو ابھی میں نے ذکر کیا کہ : اگر کوئی پہلے ہی اپنا تعارف کرا دیتا اور وہ کوئی بڑا عالم ہوتا اور میں اس سے کسی علمی مسئلہ میں بحث کرتا تو وہ جواب دینے سے قاصر رہتا اور ساری حقیقت بے نقاب ہو جاتی۔

ایک مرتبہ میرے پاس ایک شخص آیا اور بحث کرنے لگا کہ عورت کا چہرہ کھولنا جائز ہے وہ پردہ میں داخل نہیں' میں نے اس کا جواب دیا' اس نے بھی مجھے ایسا جواب دیا جس میں ذرا بھی علم کی بوباس نہ تھی' ہم دونوں میں ٹھن گئی۔

میں نے کہا: تمہارے پاس ان فقہاء کے اقوال کا کیا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ عورت کا چہرہ پردہ ہے' یا فتنہ کے اندیشہ سے اس کو چھپانا ضروری ہے؟

بہرحال اس بحث سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا' پھر اس نے بتایا کہ وہ شیخ احمد

الترمانینی ہے اور غائب ہو گیا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ جھوٹا تھا' اس لئے کہ شیخ احمد الترمانینی شافعی مسلک کے بلند پایہ فقیہہ تھے اور شافعی علماء یہ کہتے ہیں کہ :

عورت سراپا پردہ ہے خواہ وہ بوڑھی خرانٹ کیوں نہ ہو' اگر وہ حقیقت میں شیخ مذکور ہی تھے اور ان کو عالم برزخ میں کوئی نیا علمی انکشاف ہوا تھا تو ضرور بتاتے اور اس کی دلیل بھی سمجھاتے۔

بلکہ اس کا مقصد جھوٹ' دھوکہ اور گمراہ کرنا تھا' الحمدللہ اللہ نے مجھے حق و ہدایت کے راستہ پر ثابت قدم رکھا۔

عورت کا چہرہ کھولنا خصوصاً اس بگڑے ہوئے زمانہ اور بیمار سوسائٹی میں ایسی بات ہے جس کو کوئی صاحب دین و سمجھ قبول نہیں کر سکتا۔

حقیقت کا انکشاف

بار بار کے تجربہ سے آہستہ آہستہ حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھتا گیا یہاں تک کہ مجھے کامل یقین ہو گیا کہ یہ سب جھوٹ' بہتان اور دجل و فریب ہے اس کی بنیاد دینداری اور تقویٰ شعاری نہیں۔

جس ثالث کا یہ لوگ بہت خیال رکھتے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی دوسروں کو تاکید کرتے ہیں وہ پکا بے نمازی ہوتا ہے اسے نماز کی تاکید نہیں کی جاتی' وہ ڈاڑھی بھی صاف کرتا ہے اسے ڈاڑھی رکھنے کے لئے نہیں کہا جاتا۔

وہ غلط اور پر فریب وعدے کر کے لوگوں کا مال بھی ہضم کرتا ہے اس کی آمدنی کا یہی ایک خبیث ذریعہ ہے۔

ایک آدمی کو معلوم ہوا کہ اس ثالث کے ساتھ میرے مراسم ہیں تو وہ شکایت لے کر میرے پاس پہنچا کہ ثالث نے دھوکہ دے کر اس سے تین سولیرہ (ملک شام کا سکہ) اینٹھ لئے ہیں وہ غریب ہے اسے ان روپوں کی سخت ضرورت ہے۔

میں نے ثالث سے کہا کہ وہ اس کے روپے واپس کر دے' اس نے یہ سوچ کر واپس کر دیا تاکہ اس کے اور اس کے شیطانوں کے ساتھ میرا تعلق برقرار رہے۔

ثالث اور اس کی گھر گرہستی کا تمام تر دارومدار ہر معاملہ میں جھوٹ بولنے پر

ہے۔

خاتمہ جب مجھے ان روحوں کی حقیقت معلوم ہو گئی تو انہوں نے میرے ساتھ دھمکی آمیز رویہ اختیار کیا لیکن بحمد اللہ اس سے میرے دل کی چولیں نہ ہل سکیں۔

اس طویل مدت میں روحوں کے ساتھ جو گفتگو ہوئی میں اسے قلمبند کرتا رہا یہاں تک کہ دو بڑی کاپیاں بھر گئیں۔

جب باطل پوری طرح سامنے آ گیا اور اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہ رہی تو میں نے ان سے تعلقات ختم کر دیئے' ان کو جو کہنا تھا کہہ دیا اور وہ کاپیاں بھی نذر آتش کر دیں جو جھوٹ کا پلندہ تھیں' یہ روحیں جو خود کو صحابہ' اولیاء اور صالحین کی روحیں ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں سب شیطان ہیں' کسی سمجھ دار مومن کو ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

روحوں کو حاضر کرنے کے تمام طریقے جھوٹ اور باطل ہیں۔ خواہ وہ ثالث کا طریقہ ہو جس کا میں نے تذکرہ اور تجربہ کیا' یا ٹیبل اور کپ والا طریقہ جس کا کچھ لوگوں نے تجربہ کیا اور مجھے بتایا ہے اور وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے جس پر میں پہنچا تھا۔

عجیب بات ہے کہ اس کے بعد میں نے اس موضوع پر کتابیں پڑھیں تو دیکھا کہ سمجھ دار تجربہ کرنے والے ٹھیک اسی نتیجہ تک پہنچے ہیں جس تک میں پہنچا تھا' انہوں نے ان روحوں کو انسانوں کے ہمزاد جن کہا ہے' بحمدللہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس چیز کی رہنمائی کر دی۔

مذکورہ بالا مضمون تحریر کر کے میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

وَاللّٰهُ الْهَادِي اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ

اس پروپیگنڈہ کا خطرہ یہ جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ روحوں کو حاضر کرنا ممکن ہے اس کو انسان نما شیطانوں نے دین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے اپنا آلہ کار بنا لیا ہے' حاضر ہونے والی روحیں جو حقیقت میں شیطان ہوتے ہیں' ایسی باتیں کرتی ہیں جن سے دین و مذہب کے پرخچے اڑ کر رہ جاتے ہیں' یہ

روحیں ایسے تصورات اور ایسی نئی روایتیں قائم کرنا چاہتی ہیں جو حق کے بالکل مخالف ہوں' اسی قسم کے ایک جلسہ میں روح (شیطان) نے ثالث کی زبان سے کہا کہ جبریل علیہ السلام اس جلسہ میں شریک تھے چونکہ حاضرین جبریل علیہ السلام کو نہیں جانتے تھے اس لئے روح نے تعارف کرایا اور کہا: "کیا تم لوگ جبریل کو نہیں جانتے ہو جو محمدؐ پر قرآن لے کر نازل ہوئے تھے؟ وہ اس جلسہ میں برکت کی دعا کرنے آئے تھے۔

ڈاکٹر محمد حسین نے ماہنامہ "عالم الروح" (روحانی دنیا) کے ایک مضمون بعنوان "ہوایٹ ہاک سے عظیم روح کی گفتگو" سے ایک اقتباس نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

"ہمیں اس تحریک اور اس نئے مذہب کے لئے متحد ہونا چاہئے' ہمیں آپس میں میل محبت ہونی چاہئے' ہمارے اندر قوت برداشت اور اتفاق رائے ہونا چاہیے۔ میرا (یعنی بات کرنے والی روح جو کہ شیطان ہے اس کا) مشن یہ ہے کہ نادار کی دستگیری کی جائے' انسان کو اللہ کے تسلط سے آزاد کرنے میں مدد دی جائے (شیطان نے صحیح کہا کیونکہ یہی اس کا مشن ہے یعنی انسان سے اللہ کا انکار کروانا) انسان خدا ہے جو عناصر اربعہ کے لباس میں جلوہ گر ہے (انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان اسی طرح بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا اور دروغ گوئی سے کام لیتا ہے) وہ اس وقت اپنی قوت و صلاحیت کو نہیں سمجھ سکتا جب تک اسے اپنے ملکوتی اور خدائی حصہ کا احساس نہ ہو' پوری دنیا کے لئے ایک ہمہ گیر نئے مذہب کی بنیاد رکھنے کی روحانیت کے اندر دوسروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ صلاحیت ہے۔"

ڈاکٹر محمد نے مذکورہ ماہنامہ سے ایک تنظیم کا تعارف بھی نقل کیا ہے جو اسی مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔

"یہ تنظیم پوری انسانیت کے لئے ہوگی' اسی کے ذریعہ روحانی دنیا کے باشندے ہمیں زندگی کا نیا طریقہ بتائیں گے اور اللہ اور اس کی مشیت کے متعلق ایک نیا تصور دیں گے' انہی کے ذریعہ ہمیں روحانی سکون اور دل کا سرور نصیب ہوگا' یہی لوگ قوم و فرد اور عقیدہ و مذہب کی دیواریں منہدم کریں گے' بلا تفریق مذہب و ملت ہر

شخص اس تنظیم کا رکن بن سکتا ہے۔"

روحیں اپنے کو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول کہتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ محمد فرید وجدی نے ان روحوں کا قول نقل کیا ہے کہ: ہمیں اسی طرح اللہ کی طرف سے بھیجا گیا جس طرح ہم سے پہلے نبیوں کو بھیجا گیا تھا' البتہ ہماری تعلیمات ان کی تعلیمات سے کہیں زیادہ بلند ہیں' ہمارا خدا ان کا خدا ہے پھر بھی ہمارا خدا ان کے خدا سے غالب تر ہے' ہمارے خدا میں انسانی صفات کم ہیں' خدا کی بیشتر صفات کسی مذہبی عقیدہ کی پابندی نہیں' نہ ان کو بغیر غور و فکر کے قبول کیا جا سکتا ہے' ہماری تعلیمات کا دارومدار عقل پر نہیں۔"

روحوں کا خیال ہے کہ انبیاء اور رسولوں کی حیثیت ایک اعلیٰ درجہ کے ثالث سے زیادہ نہیں' ان کے ہاتھوں جو معجزات رونما ہوئے وہ روحانی مظاہر کے سوا کچھ نہیں' بالکل ویسے ہی مظاہر جو روح کو حاضر کرنے والے کمرہ میں رونما ہوتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ہاتھوں جو واقعات وقوع پذیر ہوئے تھے وہ دوبارہ ان کو دکھا سکتے ہیں۔ بعض اخبارات میں زبردست پروپیگنڈہ مہم چلائی گئی اور کہا گیا کہ امریکہ کے اندر روحوں کو حاضر کرنے والا ایک شخص حضرت مسیحؑ کے معجزات کی طرح معجزے دکھاتا ہے' وہ اندھے کو بینا' گونگے کو گویا اور مفلوج کو متحرک بنا دیتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ نام نہاد روحانی طبیب دس سال کا بچہ ہے جس کا نام "میشیل" ہے' جب مریض اس کے پاس آتا ہے تو وہ مریض کے بدن پر اپنی انگلیاں رکھ کر کچھ منتر منہ ہی میں بدبداتا ہے جس کے نتیجہ میں معجزہ کا وقوع ہوتا ہے' کہتے ہیں کہ اس بچہ کو روحانی صلاحیت اپنے باپ سے وراثت میں ملی ہے' وہ اس طرح کے کام کرنے پر کوئی اجرت بھی نہیں لیتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ ماہنامہ "القبس" کویت ۱۷/ ۱۰/ ۱۹۷۷ء)

اس بچہ کو روحانی صلاحیت اپنے باپ سے وراثت میں ملنے پر ایک قصہ یاد آیا جو فلسطین کے کسی علاقے میں بیان کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک نیک و صالح آدمی بڑا تعجب خیز کام کرتا تھا' ہوتا یوں کہ جس زمانہ میں ہوائی جہاز اور موٹروں کا

چلن نہیں تھا' وہ عرفہ کی رات حج کے لئے نکلتا اور عرفہ کے دن تمام حجاج کے ساتھ موجود ہوتا' انہیں ان کے رشتہ داروں کی طرف سے خطوط پہنچا دیتا اور ان کی طرف سے جوابی خطوط لے کر دوسری رات گھر واپس ہو جاتا' بہت سے لوگ اس شخص کی نیکی کے قائل تھے حالانکہ وہ حج کے تمام مناسک بھی ادا نہیں کرتا تھا نہ منیٰ میں مقررہ مدت تک ٹھہرتا' نہ رمی جمرہ کرتا' مشیت ایزدی کہ اس کا جھوٹ کھل گیا اور ساری حقیقت معلوم ہو گئی' ہوا یہ کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا اس نے اپنے بڑے لڑکے کو بلایا اور اس کو بتایا کہ ہر سال عرفہ کی رات کو اس کے پاس ایک اونٹ آئے گا اور اسے عرفات لے جائے گا۔ جب اونٹ آیا اور وہ لڑکا اس پر سوار ہوا تو کچھ مسافت طے کرنے کے بعد اونٹ رک گیا اور لڑکے سے باتیں کرنے لگا اس نے بتایا کہ وہ شیطان ہے اس کا باپ اس کی عبادت کرتا اور اس کے سامنے سجدہ کرتا تھا' اسی کے بدلہ میں وہ اس کے باپ کی یہ اور اس طرح کی دوسری خدمات بجا لاتا تھا' جب لڑکے نے اس کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگی' شیطان اس کو چھوڑ کر صحرا میں غائب ہو گیا' اللہ نے اس کے مقدر میں واپسی لکھی تھی اس نے اپنے کافر باپ کی حقیقت لوگوں کو بتا دی۔

علامہ البیانونی نے اپنی کتاب "الملائکہ" (فرشتے) میں مختصر طور پر اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کیا روحوں کو حاضر کرنا ممکن ہے؟

ماہنامہ "سائنٹفک امریکن" نے روحانی مظاہر کی صداقت کو ثابت کرنے والوں کے لئے زبردست انعام رکھا ہے۔ یہ انعام ابھی تک رکھا ہوا ہے اسے کوئی بھی نہیں جیت سکا حالانکہ امریکہ میں روحانیت کے علمبرداروں کا کافی چرچا اور اثر و رسوخ ہے اس انعام کے ساتھ امریکی جادوگر "ڈینجر" کی طرف سے بھی اسی مقصد کے لئے دوسرا انعام رکھا گیا ہے لیکن اس کو بھی کوئی نہیں جیت سکا۔

لیکن مردہ کی روح کو حاضر کرنے کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟ اس سلسلہ میں وارد شدہ نصوص پر غور و فکر کرنے سے ایک محقق کو پختہ یقین ہو جاتا

ہے کہ یہ محال ہے' کیونکہ اللہ نے ہمیں بتایا کہ روح عالم غیب کی چیز ہے جس کا ادراک ممکن نہیں۔

﴿ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵)

"اور روح کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں تو بہت ہی تھوڑا علم ملا ہے (تم اس ادراک کی کیفیت سے بالکل عاجز ہو)"

اور یہ بھی بتایا کہ وہ انسان کی روح کو قبض کرتا ہے اور مرنے کے بعد روحوں کو اپنے پاس روک لیتا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰىۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الزمر: ۴۲)

"اللہ ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند کے وقت ان کے نفسوں پر قبضہ کرتا ہے جس کی موت کا وقت آ چکا ہو اس کو روک لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی موت کے وقت مقرر تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کیا کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان نفوس پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اگر وہ بدبخت کافر ہو تو فرشتے عذاب دیتے ہیں' اور اگر نیک صالح ہو تو انہیں انعام سے نوازا جاتا ہے۔

موت کا فرشتہ روحوں کو کس طرح قبض کرتا ہے اور اس کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے یہ سب نبی ﷺ بتا چکے ہیں۔

جب روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس روک لی گئی ہوں اور ان کی نگرانی کے لئے چست طاقتور فرشتے مقرر ہوں تو وہ وہاں سے بھاگ کر ان روحانی عالموں کے پاس کیسے آ سکتی ہیں جو لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

کچھ لوگ کہا کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے کسی نیک بندے' نبی یا شہید کی روح کو حاضر کیا ہے' بھلا شہداء کرام اپنے سدا بہار باغوں کو چھوڑ کر ان کے تنگ و تاریک کمرہ میں کیوں آنے لگے' اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱٦۹)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں تم ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ (دراصل) زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔"

نیز نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی اور فرمایا:

"شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے شکم میں جنت کے باغوں میں سیر کر رہی ہیں' وہ جنت کے پھل کھاتی اور اس کی نہروں کا پانی پیتی ہیں اور رحمٰن کے عرش کی چھتوں میں لٹکے قندیلوں میں آکر پناہ لیتی ہیں۔"

تو آج کے دجال ان شہیدوں کی روحوں کو حاضر کرنے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟

﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴾ (الکھف: ۵)

"بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے (ایسا جو سراسر جھوٹ ہے اور) یہ محض جھوٹ کہتے ہیں۔"

ایک شبہ اور اس کا جواب

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس بات کی کیا توجیہہ کی جائے گی کہ روحیں اس شخص کے اخلاق و اعمال کو بھی جانتی ہیں جس کے بارے میں کہتی ہیں کہ وہ دنیا میں اس کی روح تھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو روح بتاتا ہے وہ حقیقت میں شیطان ہوتا ہے' یہ شیطان شاید وہی ہمزاد ہو جو انسان پر مقرر کیا گیا ہو' جن نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان پر ایک شیطان مقرر کیا گیا ان کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔ انسان کے ساتھ رہنے والا ہمزاد انسان کے بہت سے اخلاق' صفات اور عادتوں

ئے سے واقف ہوتا ہے اور اس کے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی جانتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو آسانی سے سب بتا دیتا ہے کیونکہ اسے تمام باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ روحیں جو علمی جوابات دیتی ہیں ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ شیطانوں اور جنوں کے پاس اتنی علمی لیاقت ہوا کرتی ہے کہ وہ سوال جواب کر سکتے ہیں۔

لیکن شیطانوں کے جوابات ایسے ہوتے ہیں جن کی تہ میں عظیم گمراہی چھپی ہوتی ہے' وہ صرف ہمارا اعتماد حاصل کرنے تک صحیح جواب دیتے ہیں پھر ہمیں ایسے خطرناک گمراہ کن رخ پر ڈال دیتے ہیں جس میں ہماری دنیا و آخرت کی تباہی ہوتی ہے۔

شیطانوں کی اپنے پرستاروں سے سبک دوشی

یہ لوگ جنھیں "صاحب روحانیت" کہا جاتا ہے اور جو روحوں کو حاضر کرنے اور ان کے ذریعہ علاج معالجہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ یہ روحیں شیاطین کے سوا کچھ نہیں' شیاطین کبھی کبھی ایسے لوگوں کا ساتھ چھوڑ کر انہیں ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ ماہنامہ "القبس" کویت نے اپنے ضمیمہ مجریہ ۱۲/۶/۷۸ء میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں کہا گیا کہ: "ان دنوں پورے برطانیہ میں روحانی عالم "ہیٹر گوڈوین" موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ وہ غیر معمولی روحانی صلاحیتوں کا مالک تھا' وہ اپنی اس صلاحیت سے لا علاج بیماریوں کو ٹھیک کر دیتا' گم شدہ چیزوں کو بتا دیتا' اور انسان کی خدمت کے لئے روحوں کو مسخر کر دیتا تھا۔

ہیٹر گوڈوین میں ایک منفرد قسم کی صلاحیت تھی جس کے ذریعے وہ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد جگہوں میں موجود ہو جاتا تھا' مثلاً اس کے ساتھی اس کو لندن میں دیکھتے' اسی گھڑی دوسرے لوگ اس کو "لیور پول" میں پاتے اور تیسرے "مانچسٹر" میں' جبکہ چوتھا فریق کہتا کہ وہ نہ یہاں تھا نہ وہاں بلکہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔

کبھی اس کے مختلف ایتھری جسم ایک جگہ جمع ہو جاتے مثلاً اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوتا اور اچانک اس کی دوسری شخصیت نمودار ہوتی اور دوستوں کی مجلس میں بیٹھ جاتی' اس کے بعد اس کی تیسری اور چوتھی اور پانچویں شخصیت آتی' اس طرح بیٹر گوڈوین پانچ شخصیتوں سے عبارت ہوتا۔ یہ شخصیتیں حاضرین کے ساتھ بیٹھتیں اور ان سے گفتگو کرتیں یا آپس ہی میں ہم کلام ہوتیں' اور تمام حاضرین حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتے۔ لیکن بیٹر گوڈوین کے ساتھ یہ المیہ ہوا کہ اس نے اچانک اپنی صلاحیت کم کر دی اور ایک عام انسان میں تبدیل ہو گیا' اب اس میں نہ مریضوں کو ٹھیک کرنے کی صلاحیت ہے نہ گم شدہ چیزوں کے بتانے کی' نہ مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی اور نہ لوگوں کی خدمت کے لئے روحوں کو مسخر کرنے کی۔

گوڈوین کا المیہ گزشتہ سال (یعنی ۱۹۷۷ء میں) پیش آیا جبکہ اس نے مادی مفاد کے حصول کے لئے اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو ناجائز استعمال کرنے کی کوشش کی..... اب وہ ماضی قریب کو یاد کر کے کہتا ہے: میرے ساتھ جو ہوا' شان گمان میں نہ تھا' روحوں نے خفا ہو کر مجھ سے اپنی برکتیں چھین لیں۔

قصہ کی ابتداء

قصہ یہ ہے کہ بیٹر گوڈوین نے گزشتہ سال (یعنی ۱۹۷۷ء میں) برطانیہ کے طول و عرض میں روحانی علاج کے مراکز قائم کرنا چاہے اور برطانیہ کے ہر بڑے شہر میں ایک سینٹر کھولنے کی تجویز پیش کی۔ اس مقصد کے لیئے اس نے شام نامہ "بوغاوٹ" میں اعلان شائع کیا کہ مستقل یا غیر مستقل طور پر روحانی تربیت حاصل کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس منصوبہ سے ہفتہ میں ۴۰۔ ۵۰ جنیہ کی آمدنی تھی۔

اس اعلان کے شائع ہونے کے بعد بیٹر گوڈوین کے پاس درخواستوں کی باڑھ آ گئی جن لوگوں کی درخواستیں منظور ہوئیں ان میں انتیس سالہ قلم کار "روبین لاسی" پینسٹھ سالہ خاتون "جین پار ٹلیٹ" اور ایک تیس سالہ جوان "ارٹر جیفری" شامل تھے۔ لیکن بیٹر گوڈوین نے جونہی انٹرویو لینے شروع کئے اس کی پریشانیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ روبین لاسی کہتا ہے:

"جب ہم انٹرویو کے لئے حاضر ہوئے تو میں غیر متوقع طور پر دیکھتا ہوں کہ بیٹر گوڈوین غائب ہے' انٹرویو لینے والی ایک پچاس سالہ خاتون ہے جس کا ہاتھ بٹانے کے لئے ایک جوان اور ایک نوخیز خوبرو لڑکی موجود ہے ...... ہمیں سوالات کی کاپیاں تقسیم کی گئیں اور ان کے جوابات طلب کئے گئے' کچھ سوالات اس طرح تھے: کیا آپ نے اپنی زندگی میں روحوں کا مشاہدہ کیا ہے؟ کیا آپ روحوں کے نتائج پر ایمان رکھتے ہیں؟ کیا آپ منشیات کا استعمال کرتے ہیں؟ کیا آپ کو اعصابی امراض کے ہسپتال میں جانے کا اتفاق ہوا؟ پچاس سالہ خاتون نے ہم سے کہا کہ بیٹر گوڈوین برطانیہ کے ہر شہر میں ایک روحانی مرکز قائم کرے گا اور ہمیں روحانی علاج کی ایسی تربیت دے گا کہ ہم ان مراکز میں کام کرنے کے لائق ہو جائیں گے' پھر وہ ہمارے پاس گاہک بھیجے گا ہم ایک نشست کے پانچ پونڈ لیں گے اور ہفتہ میں تقریباً چالیس آدمیوں کا علاج کریں گے۔ ساتھ ہی یہ بھی شرط تھی کہ بیٹر گوڈوین پانچ ہزار پونڈ کا نصف اول اپنے لئے رکھ لے گا اور بقیہ نصف ہمارا ہو گا۔ اس کی وجہ سے ہم میں سے اکثر و بیشتر کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس کے خلاف درخواست دہندگان کی طرف سے احتجاجی صدائیں بلند ہونے لگیں ہم میں سے اکثر لوگ درخواستوں کی منظوری کے بغیر ہی کمرہ سے باہر آ گئے۔

چشم دید گواہوں کی زبانی

اس کے باوجود کچھ لوگوں کا انتخاب عمل میں آیا اور انہیں بیٹر گوڈوین سے دوسرے کمرہ میں ملاقات کی اجازت دی گئی۔ پہلے شخص کا انٹرویو بیس منٹ تک ہوتا رہا۔ پھر اس وقت میں کمی آتی گئی۔ جب آخری شخص کی باری آئی تو پانچ منٹ میں انٹرویو ہو گیا۔ بالآخر چند اشخاص کو اس حیثیت سے منتخب کر لیا گیا کہ وہ بیٹر گوڈوین سے روحانی تربیت حاصل کریں۔

جن لوگوں کا انتخاب ہوا ان میں ریٹائرڈ انجینئر خاتون "جین پارٹلیٹ" اور اس کا شوہر "ارترپارٹلیٹ" بھی ہیں۔

جین کہتی ہے:

"پیٹر گوڈوین کی سکھائی ہوئی کسی بھی چیز کا میں نے استیعاب نہیں کیا' وہ ٹریننگ کے دوران ہمیشہ پریشان خاطر نظر آتا تھا۔ آخری ایام میں وہ اپنے لکچرس ٹیپ ریکارڈ میں ٹیپ کرنے لگا تھا جن میں وہ اس بات پر بحث کرتا کہ زندگی میں انسان کے کتنے آفاق ہیں۔ ایک مرتبہ اس نے ہمیں انسان کے مشکل مٹی کے مجسمے بنانے کا حکم دیا اور ان پر پڑھنے کے لئے کچھ منتر بھی سکھائے لیکن اس سے کچھ نہیں ہوا' پیٹر گوڈوین نے ہمیں کچھ نوٹس (ملاحظات) بھی دیئے تھے جو ہماری سمجھ میں نہ آ سکے۔"

ارتر جیفری اور اس کی بیوی انجیلا بھی ان لوگوں میں تھی جن کا انتخاب عمل میں آیا تھا۔

انجیلا کہتی ہے:

شروع میں ہمیں محسوس ہوا کہ اسباق اور لکچرس علمی ماحول میں رچے بسے ہوئے ہیں لیکن پیٹر گوڈوین ہمیشہ پریشان سا رہتا تھا' آہستہ آہستہ اس کا اثر بھی ختم ہونے لگا' چند دنوں بعد وہ ہماری طرح عام انسان ہو گیا جس میں کوئی غیر معمولی قوت نہیں رہ گئی تھی' ہم نے یہ چیز اس لئے محسوس کی کیونکہ اب وہ ہمارے سامنے اپنے کرشمے اور کرامتیں نہیں دکھا رہا تھا' بلکہ اپنے لکچرس ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ کر دیتا اور ہم اس کو کیسٹ میں سنتے وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ اسی لئے ہم تمام لوگوں نے اس کے لکچروں میں حاضر ہونا ترک کر دیا اور وہ اخراجات بھی ادا کرنا بند کر دیے جو فی درس دس جنیہ کے اوسط سے ہم ادا کرتے تھے۔"

پیٹر گوڈوین .. جس پر اب روحوں کا اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ بانز کے شہر سنکشوک میں واقع اپنے آفس سے کہتا ہے "میرا منصوبہ یہ تھا کہ میں اپنے شاگردوں کی روحانی صلاحیتوں کی نشو ونما کروں پھر انہیں بطور ثبوت ایک سند بھی دوں تاکہ وہ اپنے کام کی مشق و مزاولت کرتے رہیں۔ خود فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو فائدہ پہنچائیں اور مجھے بھی اس سے فائدہ پہنچے' باوجود اینکہ مجھے متعدد روحانی خطوط موصول ہوئے کہ میں مادی منفعت کی خاطر اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا استحصال نہ کروں مگر

میں نے سنا نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری صلاحیت ختم ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ بالکل غائب ہو گئی۔ یہ سب کیسے ہوا میں اب تک سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

اس واقعہ پر ہمارا تبصرہ

۱۔ اس شخص نے روحوں کو حاضر کرنے کا جو دعویٰ کیا اس کی کوئی دلیل نہیں' وہ شیطانوں کو حاضر کرتا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اپنے مریدوں کو مجسمے بنانے اور مخصوص منتر پڑھنے کا حکم دیا تھا' ایسی چیزیں شیطان پسند کرتا ہے' رحمان کو اس سے نفرت ہے۔

۲۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ روحیں شیطان تھیں تو یہ درست ہو سکتا ہے کہ "بیٹر" ایک ہی وقت میں کئی جگہوں پر موجود ہوتا تھا اس لئے کہ شیطانوں میں انسانوں کے بھیس بدلنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ایسا ماضی میں بھی ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ غزوہ بدر میں ابلیس مشرکوں کے پاس سراقہ بن مالک کے بھیس میں آیا تھا۔

علامہ ابن تیمیہ نے اس قسم کے بہت سے واقعات نقل کئے ہیں' یہاں علامہ کی تحریروں کے کچھ اقتباس نقل کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ یہ چیز زمانہ قدیم سے موجود ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

> "میرے کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ انھوں نے مصیبت کے وقت مجھ سے مدد طلب کی ان میں سے ایک شخص ارمینیوں سے خائف تھا' اور دوسرا تاتاریوں سے' دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ جب اس نے مجھ سے مدد طلب کی تو دیکھا کہ میں ہوا میں ہوں اور دشمن سے اس کی مدافعت کر رہا ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کہا (کہنے والے ابن تیمیہ ہیں) کہ مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا' نہ میں نے آپ لوگوں کی کسی چیز سے مدافعت کی' یہ شیطان تھا جو آپ میں سے کسی کو نظر آگیا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے اس کو گمراہ کر دیا۔"

علامہ فرماتے ہیں "اس طرح کا معاملہ ہمارے بیشتر مشائخ کا اپنے شاگردوں کے ساتھ پیش آیا' ان میں سے کوئی شخص شیخ سے مدد طلب کرتا تو دیکھتا کہ شیخ فوراً آگئے

اور اس کی ضرورت پوری کر دی' حالانکہ شیخ کہتے ہیں کہ مجھے اس کا علم بھی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔"

نیز فرماتے ہیں:

"جب مجھے میرے بعض اصحاب نے بتایا کہ اس نے دو آدمیوں سے جن سے اس کو عقیدت تھی مدد طلب کی تو وہ دونوں آدمی ہوا میں اڑ کر اس کے پاس آئے اور اس سے کہا اطمینان رکھو ہم تمہاری مدافعت کریں گے اور ایسا کریں گے ویسا کریں گے' تو میں نے اس سے کہا: کیا ان لوگوں نے کچھ کیا بھی؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دونوں شیطان تھے' اس لئے کہ شیاطین گرچہ انسان کو کوئی صحیح بات بتاتے ہیں مگر اس میں اس سے زیادہ جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں جیسا کہ جنات کاہنوں کو بتایا کرتے تھے۔"

۳۔ بیٹر کے شیاطین اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے جیسا کہ مشائخ کی صورت میں آنے والے شیطان ان لوگوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے جن سے وہ حمایت اور مدد کا وعدہ کرتے تھے اور جیسا کہ شیطان راہب سے مدد کا وعدہ کرنے کے بعد اس کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا' اس میں اس شخص کی ذلت و رسوائی ہے جو کل لوگوں کی نظر میں بہت معزز و محترم تھا۔

۴۔ بیٹر کا یہ کہنا کہ یہ روحیں اللہ کی طرف سے تائید و مدد ہے بالکل جھوٹ ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

جن اور علم غیب

عام طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جنات غیب جانتے ہیں۔ سرکش جنات بھی اس غلط تصور کو لوگوں میں مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس جھوٹے دعوے کو بے نقاب کر دیا تھا جب اس نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کی روح قبض کی (اللہ نے جنوں کو حضرت سلیمان کے تابع کر دیا تھا وہ جو

چاہتے ان سے کام لیتے) اور ان کے جسم کو کھڑا رہنے دیا' جنات اپنے کام میں لگے رہے انہیں سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبر نہ ہوئی' جب دابتہ الارض (کیڑے) نے حضرت سلیمان کی لکڑی کو جس پر وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے کھا کر کھوکھلا کر دیا تو سلیمان علیہ السلام گر پڑے تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جنوں کی غیب دانی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَالَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾ (سبا:۱۴)

"پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے جنوں کو سلیمان کی موت سے آگاہ کیا' وہ کیڑا سلیمان کا عصی چاٹ رہا تھا' جب (عصا کے گرنے سے) سلیمان (بھی) گرا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ (جن) غیب جانتے تو (اس) ذلت کے عذاب (سلیمان کی قید) میں نہ رہتے۔"

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جنات کس طرح آسمان کی خبریں چوری چھپے سنتے تھے' اور بعثت نبوی کے بعد کس طرح آسمان کی نگرانی میں سختی کر دی گئی' اس کے بعد سے جنات بہت کم سن گن لے سکتے ہیں۔

کاہن اور نجومی

اس سے اس عظیم غلطی کا پتہ چلتا ہے جس میں عوام الناس مبتلا ہیں' ان کا عقیدہ ہے کہ کچھ لوگ جیسے کاہن اور نجومی وغیرہ غیب جانتے ہیں' چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جا کر ایسی باتیں پوچھتے ہیں جو ہو چکی ہیں مثلاً چوری اور جرائم وغیرہ اور ایسی بھی باتیں پوچھتے ہیں جو ابھی نہیں ہوئی ہیں بلکہ مستقبل میں ان کے اور ان کی اولاد کے ساتھ ہوں گی' پوچھنے اور بتانے والا دونوں خسارہ میں ہیں۔ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے وہ اپنے جس نیک بندے کو چاہتا ہے بتاتا ہے:

﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ○ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴾ (الجن: ۲۶-۲۸)

"وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو' تو اس کے آگے اور پیچھے محافظ لگا دیتا ہے تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے' اور وہ ان کے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے' اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔"

یہ عقیدہ کہ فلاں شخص غیب جانتا ہے ایک غلط اور گمراہ عقیدہ ہے جو صحیح اسلامی عقیدہ کے سراسر مخالف ہے جس میں علم غیب کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

جو لوگ غیب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں ان سے پوچھنا تو اور بڑا جرم ہے۔ صحیح مسلم اور مسند احمد میں نبی ﷺ کی بعض ازواج سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص عراف (کاہن' جوتش) کے پاس آئے اور اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس رات تک کوئی نماز قبول نہ ہو گی۔

ایسے لوگوں کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے جیسا کہ مسند احمد میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص عراف یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کو سچ سمجھے اس نے محمدؐ پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔"

عقیدہ طحاویہ کے شارح فرماتے ہیں:

"بعض علماء کے نزدیک لفظ عراف میں نجومی بھی داخل ہے اور بعض علماء کے نزدیک دونوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ (پھر فرماتے ہیں) جب پوچھنے والے کا یہ حال ہے تو بتانے والے کا کیا حال ہو گا؟"

شارح کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب پوچھنے والے کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی اور کاہن و نجومی کو سچا سمجھنے والا کافر کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو خود

کاہن اور نجومی کے بارے میں کیا حکم ہو گا؟

کاہنوں اور نجومیوں سے بطور امتحان سوال کرنا

علامہ ابن تیمیہ کا خیال ہے کہ کاہنوں کی حالت معلوم کرنے اور ان کے باطن کی آزمائش کے مقصد سے ان سے کچھ پوچھنا جائز ہے تاکہ سچائی اور جھوٹ میں تمیز ہو سکے' استدلال صحیحین کی اس حدیث سے کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی' آپ نے فرمایا: تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا: مجھے پانی پر عرش نظر آ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے کچھ چھپایا ہے (بتاؤ کیا ہے)؟ اس نے کہا: دھواں ہے' دھواں' آپ نے فرمایا: دور ہٹ تو اپنے رتبہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا تو کاہنوں کا بھائی ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اس کاہن سے سوالات کئے تاکہ لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت واشگاف ہو جائے۔

ایک شبہ

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جیوتش' کاہن اور نجومی کبھی سچ بھی بولتے ہیں' اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کی سچائی اکثر و بیشتر تلبیس و تدلیس پر مبنی ہوتی ہے یہ لوگوں سے ایسی بات کہتے ہیں جس میں کئی احتمالات ہوتے ہیں پھر اس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد ایسی تفسیر و تشریح کرتے ہیں جو ان کی پیش گوئی کے بالکل موافق معلوم ہوتی ہے۔

جزئی باتوں میں ان کی سچائی کی بنیاد یا تو ذکاوت و دانائی ہوتی ہے یا یہ کہ جو بات صحیح ہوتی ہے وہ آسمان کی خبر ہوتی ہے جسے جنات اچک کر لاتے ہیں۔

صحیحین اور مسند احمد میں حضرت عائشہ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول یہ لوگ کوئی بات کہتے ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہے' آپ نے فرمایا: اس صحیح بات کو جن (آسمان سے) اچک کر لاتا ہے اور اپنے (کاہن) دوست کے کان میں چھوڑ دیتا ہے پھر کاہن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ کی آمیزش

کرتا ہے۔"

اگر وہ گزری ہوئی باتوں کے بارے میں صحیح بولتا ہے مثلاً چور کو پہچان لے یا جو شخص اس کے پاس پہلی مرتبہ آیا ہے اس کا اور اس کے بال بچوں کا نام بتا دے تو اس میں کسی تدبیر کی کرشمہ سازی ہوتی ہے مثلاً وہ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو متعین کر دیتا ہے اور ان کے آنے سے پہلے ہی کسی ذریعہ سے ان کی باتیں سن چکا ہوتا ہے۔ یا یہ شیطانوں کی کارکردگی ہوتی ہے۔ شیاطین کا گذری ہوئی باتوں کا جاننا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔

امت کی ذمہ داری

نجومی' کاہن اور جادو گر جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں وہ زبردست ضلالت و گمراہی ہے' جن لوگوں کو اللہ نے اپنے دین کی سمجھ اور کتاب و سنت کا علم عطا کیا ہے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ زبان سے اس گمراہی کی تردید کریں اور دلائل کی روشنی میں اس کے مفاسد کو واضح کریں' جن لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا بھی یہ فریضہ ہے کہ وہ ان غیب دانی کے دعویدار کاہنوں' نجومیوں' جیوتشوں اور ہاتھ دیکھنے والوں پر پابندی عائد کریں' اخبار و جرائد میں ان کے ہفوات کی اشاعت پر قدغن لگائیں اور سڑکوں پر تماشہ دکھانے والوں کو سخت سزائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت فرمائی اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے۔

﴿ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴾

(المائدہ:۷۹)

"یہ لوگ ایک دوسرے کو اس برائی سے نہیں روکتے تھے جس کو وہ کرتے' یہ لوگ بہت برا کام کرتے تھے۔"

سنن میں ابوبکر صدیق نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

"اگر لوگ برائی کو دیکھ کر اس کو ختم نہیں کریں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بطور سزا اندھا کر دے۔"

جن اور اڑن طشتریاں

ان دنوں اڑن طشتریوں کا مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرتا کہ یہ بات سننے میں آتی ہے کہ ایک شخص یا چند اشخاص نے اڑن طشتری دیکھی جو فضا میں منڈلا رہی تھی' یا زمین کے سینہ پر سوار تھی' یا اس سے نکلتے ہوئے ایسی مخلوق دیکھی جو انسانی شکل سے بالکل مختلف تھی' حتیٰ کہ یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ اس مخلوق نے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ طشتری تک چلنے کے لئے کہا اور اس کی جانچ کی۔

اس قسم کا دعویٰ نہ صرف یہ کہ گم نام لوگ کر رہے ہیں بلکہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر جیسی نمایاں شخصیت کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۷۳ء میں صوبہ جارجیا کے آسمان پر ایک اڑتی ہوئی چیز محسوس کی جس کی ماہیت و حقیقت سمجھ میں نہ آسکی۔

صدر موصوف دوسری مخلوق سے جو زمین پر حملہ آور ہونے لگی ہے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ایک شام صدر امریکہ نے (اخباری اشاعت کے مطابق) ایک ماہر سے گفتگو کی جو اس بات کا قائل تھا کہ کائنات میں انسان ہی واحد مخلوق نہیں ہے۔

صدر کارٹر کے ساتھ تحقیقاتی امور کے مشیر "فرانک پرس" بھی شریک تھے۔ اس کے بعد کارٹر نے قومی رصد گاہ میں کچھ فلمیں دیکھیں جن میں مختصر طور پر بتایا گیا تھا کہ کوکب ارضی سے باہر سکونت پذیر مخلوقات کے متعلق آخری تحقیقات کہاں تک پہنچی ہیں۔ ان فلموں کی نمائش کا کام کارنل یونیورسٹی کے شعبۂ تحقیقات کائنات کے ڈائریکٹر کارل ساگن نے انجام دیا' کارل ساگن امریکی فضائی ایجنسی کے ان تمام معاملات میں مرجع کی حیثیت رکھتا ہے جن کا تعلق کوکب ارضی سے باہر سکونت پذیر

مخلوقات سے ہے۔ (جریدۃ السیاسۃ ' کویت ' شمارہ ۳۳۹۹ بتاریخ ۵ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء)

ضمیمہ اخبار "الھدف" کویت مجریہ ۲۳ / ۳ / ۱۹۷۸ء میں چین کے سابق صدر ماؤزے تنگ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی کہ وہ دوسرے سیاروں میں ہمارے علاوہ اور دوسری مخلوقات کے وجود پر بھی یقین رکھتے تھے۔

مضمون نگار لکھتا ہے کہ تقریباً ۶۰ فیصد امریکی عوام اس کے قائل ہیں۔ امریکی اخبارات کا خیال ہے کہ لگ بھگ نصف ملین امریکی باشندوں نے ان طشتریوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا کچھ لوگوں نے براہ راست ان سے ملاقات بھی کی۔

امریکی فلم ساز "اسٹیفن اسپیل برگ" نے ایک فلم بعنوان "تیسری صنف سے ملاقات" تیار کی تھی جس کی لاگت بائیس (۲۲) ملین امریکی ڈالر پہنچتی ہے۔ یہ فلم ان لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تیار کی گئی تھی ' جنھوں نے اڑن طشتریوں کا مشاہدہ کیا تھا یا ان سے ملاقات کی تھی۔ یہ فلم پہلی مرتبہ وائٹ ہاؤس میں دکھائی گئی اس کا مشاہدہ کرنے والے سب سے پہلے صدر امریکہ ہی تھے۔

اس فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد امریکی فضائی ایجنسی نے اس میدان میں تحقیق کی ضرورت محسوس کی۔ ۱۹۷۹ء کی تحقیقات کے لئے کئی ملین ڈالر منظور ہوئے اور اس خفیہ پروگرام کو "سیٹی" کا نام دیا گیا۔

اس پروگرام کا خلاصہ یہ تھا کہ دوسرے سیاروں سے آنے والے وائرلیس پیغامات کی تحقیق و جستجو کے لئے خارجی فضا میں چند مخصوص آلات چھوڑے جائیں گے۔

اس جائزہ کے بعد ہم مندرجہ ذیل امور ثابت کر سکتے ہیں:

۱۔ انسان کے علاوہ دوسری عجیب و غریب مخلوقات کے وجود کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں نے اس کو متواتر دیکھا ہے۔ میں بھی طویل عرصہ تک اس موضوع پر شائع ہونے والے مضامین پر نظر رکھتا رہا۔ چنانچہ تقریباً ہر ہفتہ ایک مضمون ایسا ضرور ملتا جس میں کسی جماعت یا شخص کے اس مخلوق کو دیکھنے کا تذکرہ ہوتا۔

۲۔ لوگ ان طشتریوں کی حقیقت اور ان کو استعمال کرنے والی مخلوق کی حقیقت کی تفسیر کرنے میں حیران و پریشان ہیں' خصوصاً جبکہ ان طشتریوں کی رفتار انسان کی ایجاد کردہ کسی بھی سواری سے کہیں زیادہ تیز ہے۔

۳۔ مجھے یقین ہے کہ اس مخلوق کا تعلق جنوں کی دنیا سے ہے جو ہماری اسی زمین پر سکونت پذیر ہے اور جس کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ ان کے پاس انسانوں سے کہیں زیادہ صلاحیت و طاقت موجود ہے۔ انہیں ایسی رفتار ملی ہے جو آواز اور روشنی سے بھی بڑھ کر ہے۔ نیز انہیں روپ بدلنے کی بھی صلاحیت عطا کی گئی ہے۔ وہ مختلف شکل و صورت میں انسان کو نظر آ سکتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان حقائق سے آگاہ کیا' خصوصاً جبکہ ہم ان لوگوں کو حیران و پریشان دیکھتے ہیں جنھیں ان حقائق کا علم نہیں ہے۔ اس سے ہم اپنی ذہنی و علمی صلاحیتوں کو مجتمع کر کے کار آمد رخ پر ڈال سکتے ہیں۔ کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ ان طشتریوں کے اس زمانہ میں ظاہر ہونے اور گذشتہ زمانہ میں ظاہر نہ ہونے میں کیا راز ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جنات ہر دور میں اسی دور کے مطابق روپ دھارتے ہیں۔ یہ سائنسی ترقی کا دور ہے اس لئے وہ انسانوں کو ایسے طریقہ سے گمراہ کرنا چاہتے ہیں جو ان کو متوجہ کر سکے' آج لوگوں کی نظریں اس وسیع فضا کو جاننے اور اس میں انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کے وجود کے امکانات کو سمجھنے کے لئے بے چین ہیں۔

پانچویں فصل

شیطان سے مقابلہ کرنے کے لئے مومن کا ہتھیار

شیطان سے مقابلہ کرنے کے لیے مومن کا ہتھیار

اول۔ احتیاط یہ مکار اور خبیث دشمن بنی آدم کی گمراہی کا بہت خواہاں ہے۔ ہم اس کے گمراہ کرنے کے مقاصد اور وسائل سے واقف ہو چکے ہیں۔

اس دشمن کے اغراض و مقاصد' وسائل و ذرائع اور گمراہ کرنے کے طریقوں سے جتنی واقفیت ہو گی ہم اتنا ہی اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر انسان ان تمام باتوں سے غافل رہے گا تو اس کا دشمن اسے قید کر کے جس راستہ پر چاہے گا لے جائے گا۔

دوم۔ قرآن و حدیث کی پابندی شیطان سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا راستہ یہ ہے کہ علمی اور عملی طور پر قرآن و حدیث کی پابندی کی جائے' قرآن و حدیث میں سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے اور شیطان کی کوشش یہ ہے کہ وہ ہمیں اس راستہ سے دور کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

"نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستہ سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے' یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔"

نبی ﷺ نے اس آیت کی وضاحت و تشریح اس طرح کی کہ اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ پھر دائیں اور بائیں دو لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ (گمراہی کے) راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہوا لوگوں کو اس راستہ کی طرف بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

"یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستہ سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔" (بروایت احمد' حاکم اور نسائی)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ عقائد' اعمال' اقوال' عبادات اور تشریعات کی پیروی کرنے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے گریز کرنے سے بندہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

"اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

"سِلْمٌ" سے مراد "اسلام" ہے اور کہا گیا کہ اللہ کی اطاعت ہے۔ مقاتل نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد تمام اعمال اور نیکی کی تمام شکلوں کو بجا لانا ہے۔ لہٰذا آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ نے لوگوں کو اسلام کے جملہ احکام اور ایمان کے تمام شعبوں پر حتی الامکان عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی ممانعت کی ہے۔ جو شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ شیطان اور اس کے نقوش قدم سے دور ہو جاتا ہے اور جو اسلام کے کسی حکم کو چھوڑتا ہے وہ شیطان کے کسی حکم کا ماننے والا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنا اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا یا حرام اور گندی چیزیں کھانا یہ سب شیطان کے نقش قدم کی پیروی کرنے میں شامل ہے جس سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

﴿ یٰاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴾ (البقرہ: ۱۶۸)

"لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے

بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

قول و عمل میں قرآن و حدیث کی پابندی کرنے سے شیطان دور بھاگتا ہے اور اسے بہت غصہ آتا ہے۔ صحیح مسلم' مسند احمد' اور سنن ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان وہاں سے ہٹ کر رونے لگتا ہے' کہتا ہے وائے ناکامی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا' اس کے لئے جنت ہے' اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تو میں نے نافرمانی کی۔ میرے لئے جہنم ہے۔"

سوم۔ اللہ کے حضور میں پناہ مانگنا

شیطان اور اس کی فوج سے بچنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ اللہ کی جناب میں رجوع ہو کر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگی جائے اس لئے کہ وہ اس پر قادر ہے۔ اگر اللہ اپنے بندہ کو پناہ دے دے تو شیطان بندہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (الاعراف: ۱۹۹-۲۰۰)

"اے نبیؐ! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو' معروف کی تلقین کئے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو' اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ وہ شیطان کے وسوسوں اور اس کے حاضر ہونے سے اللہ کی پناہ مانگیں!

﴿ وَقُلْ رَّبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَأَعُوْذُبِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴾ (المومنون: ۹۷-۹۸)

"اور دعا کرو کہ "پروردگار میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں بلکہ اے میرے رب میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

"همزات الشیاطین" سے مراد شیطانی خیالات و وساوس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شیطانی دشمن سے اپنی پناہ مانگنے کا حکم دیتا ہے اس لئے کہ شیطان احسان و رشوت قبول نہیں کرتا اس کی خواہش صرف یہ ہے کہ ابن آدم ہلاک و برباد ہو جائے کیونکہ اس کو آدم اور ابن آدم سے سخت بیر ہے۔

نبی ﷺ مختلف طریقوں سے شیطان سے اللہ کی بکثرت پناہ مانگتے تھے چنانچہ نماز میں افتتاحیہ دعا کے بعد فرماتے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ)) (بروایت سنن اربعہ)

"میں اللہ کی جو سننے اور جاننے والا ہے' پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسہ سے اس کے پھونک سے اور اس کے جادو سے۔"

"همز" کی تفسیر گلا گھونٹنے' "نفخ" کی تکبر سے اور "نفث" کی شعر سے بھی کی گئی ہے

پاخانہ میں داخل ہوتے وقت پناہ مانگنا

آپؐ جب پاخانہ میں داخل ہوتے تو نر اور مادہ ہر قسم کے شیطان سے پناہ مانگتے جیسا کہ صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ پاخانہ میں داخل ہوتے تو فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

"اے اللہ! ناپاک شیطانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں بسند صحیح زید بن ارقم سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"یہ پاخانے خطرے کی آماجگاہ ہیں اس لئے اگر تم میں سے کوئی شخص پاخانہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔"

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

"ناپاک شیطانوں سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔"

غصہ کے وقت پناہ مانگنا

نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں میں آپس میں گالی گلوچ

ہو گئی ان میں سے ایک شخص کو اتنا غصہ آیا کہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی ناک شدت غضب سے پھٹ جائے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

مجھے ایک ایسا جملہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو پڑھے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے' صحابہ نے کہا: وہ کون سا جملہ ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: اسے یہ پڑھنا چاہیے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ))

"اے اللہ! میں سرکش شیطان سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

(بروایت بخاری' مسلم' ابوداوٗد' احمد' حدیث کے الفاظ احمد کے ہیں)

نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو یہ دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ' رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكَهٗ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطٰنِ وَ شِرْكِهٖ وَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءًا))

"اے اللہ! آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے' غائب و حاضر کے جاننے والے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' اے ہر چیز کے مالک و پالنہار میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے اور شیطان کی شرارت و شرک سے اور اس بات سے کہ میں کسی گناہ کا ارتکاب کروں۔"

(اس کو ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا۔ صحیح الجامع ۵۶/۶)

جماع کے وقت پناہ مانگنا

نبی ﷺ نے ہمیں اس وقت بھی استعاذہ کی تاکید فرمائی جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرے' آپ نے یہ دعا سکھائی:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا))

"اللہ کے نام سے' اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھ۔"

اگر دونوں کے ملاپ سے کوئی اولاد ہوئی تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچائے

گا۔ (بخاری و مسلم)

گدھے کے چیخنے کے وقت پناہ مانگنا نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"جب گدھا چیخے تو تم سرکش شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو۔"

اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح روایت کیا۔ (ملاحظہ ہو صحیح الجامع ۲۸۶/۱)

یہ بات گزر چکی ہے کہ گدھا جب رات کو چیختا ہے تو شیطان کو دیکھ کر چیختا ہے۔

بال بچوں کی حفاظت کی دعا کرنا رسول اللہ ﷺ حسن اور حسین کی حفاظت کی دعا کرتے اور فرماتے:

((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))

"میں تم دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے اور موذی جانور سے اور نظر بد سے۔"

پھر فرماتے:

"میرے باپ ابراہیم' اسماعیل اور اسحاق کی حفاظت کے لئے اسی طرح دعا کرتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

پناہ مانگنے کی بہترین دعا سب سے بہتر دعا جس کے ذریعہ پناہ مانگی جائے سورہ "فلق" اور سورہ "الناس" ہے۔ عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگ ان دونوں سورتوں سے بہتر کسی بھی سورۃ کے ذریعہ پناہ نہیں طلب کر سکتے یعنی "قل اعوذ برب الفلق اور "قل اعوذ برب الناس" (بروایت نسائی)

عظیم فقہ بعض سلف کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا: اگر شیطان تمہارے سامنے برائیوں کو مزین کر کے پیش کرے تو تم

اس کا کیا کرو گے؟ اس نے کہا اس سے لڑوں گا۔ انہوں نے کہا: اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو؟ اس نے کہا: پھر لڑوں گا۔ انہوں نے کہا۔ اس کا سلسلہ تو دراز سے دراز تر ہوتا جائے گا۔ بتاؤ اگر تم بکریوں کے کسی گلہ کے پاس سے گزرو اور اس گلہ کا محافظ کتا بھونکنے لگے یا تمہیں آگے بڑھنے سے روکے تو تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا: حسب طاقت اس کا مقابلہ کر کے اس کو دفع کروں گا۔ انہوں نے کہا اس میں بات لمبی ہو جائے گی اس کی بجائے بکریوں کے مالک سے امداد حاصل کرو' وہ تم سے کتے کو روک دے گا۔" (تلبیس ابلیس ص ۴۸)

یہ اس بزرگ عالم کا عظیم تفقہ ہے۔ اللہ کی حفاظت و پناہ ہی وہ موثر ہتھیار ہے جو شیطان کو دور رکھ سکتا ہے۔ مریم علیہا السلام کی والدہ نے بھی یہی کیا تھا انہوں نے کہا تھا:

﴿ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴾ (آل عمران: ۳۶)

"اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

ایک شبہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں پھر بھی محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ہمارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے' ہمیں برائی پر آمادہ کرتا ہے اور نماز میں ہمارے دل و دماغ کو الجھا دیتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ استعاذہ کی مثال ایسی ہے جیسے لڑنے والے کے ہاتھ میں تلوار اگر لڑنے والے کا ہاتھ مضبوط ہے تو وہ اپنے دشمن کو قتل کر سکتا ہے ورنہ تلوار خواہ کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو اس کا دشمن پر کوئی اثر نہ ہو گا۔

یہی حال استعاذہ کا ہے اگر متقی پرہیز گار شخص استعاذہ کرتا ہے تو وہ شیطان کے لئے آگ ثابت ہو گا جس میں شیطان بھسم ہو کر رہ جائے گا اور اگر کمزور ایمان والا استعاذہ کرتا ہے تو اس کا دشمن پر پائیدار اور خاطر خواہ اثر نہ ہو گا۔

لہٰذا جو مسلمان شیطان اور اس کے پھندے سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے اپنا ایمان مضبوط بنانا چاہئے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے وہی صاحب قوت و سطوت

ہے۔

چہارم۔ ذکر الٰہی میں مشغولیت

ذکر الٰہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جو بندہ کو شیطان سے نجات دلا سکتا ہے۔ اللہ کے نبی یحیٰی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو پانچ چیزوں کی تاکید کی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھی:

"میں تمہیں ذکر الٰہی کی تاکید کرتا ہوں' اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن لگے ہوں' وہ ایک مضبوط قلعہ میں آتا ہے اور اپنے آپ کو دشمنوں سے محفوظ کر لیتا ہے۔ یہی حال بندہ کا ہے وہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کے ذریعہ ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔"

(علامہ ابن قیم "الوابل الصیب" میں صفحہ ۶۰ پر رقمطراز ہیں:

"اگر ذکر الٰہی کی صرف یہی ایک خصوصیت ہوتی تب بھی بندہ کے لئے مناسب تھا کہ اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی نہ تھکتی وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہتا' اس لئے کہ وہ ذکر ہی کے ذریعہ اپنے آپ کو دشمن سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ دشمن اس پر غفلت ہی کی حالت میں حملہ کرتا ہے۔ اس پر دشمن کی نگاہیں جمی ہوئی ہیں' جب وہ غافل ہوتا ہے دشمن حملہ کر کے اس کا شکار کرتا ہے اور جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے دشمن پیچھے ہٹ جاتا اور ایسا سکڑ جاتا ہے جیسے ممولایا مکھی۔ اسی لئے اس کو "الوسواس الخناس" کہتے ہیں یعنی وہ دلوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

پنجم۔ مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی

مسلمان کے لئے شیطان کے پھندے سے بچنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ دیار اسلام میں سکونت اختیار کرے اور اپنے لیے ایسی صالح جماعت کو منتخب کرے جو حق کے معاملہ میں تعاون کرنے والی' حق بات کی ترغیب دینے والی' برائیوں سے روکنے والی' اور بھلائیوں کی دعوت دینے والی ہو۔ اتحاد و اتفاق میں غیر معمولی طاقت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"تم میں سے جو شخص جنت کی راحت و وسعت کا خواہشمند ہے اسے

جماعت سے وابستہ رہنا چاہئے' شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے' دو سے دور بھاگتا ہے۔"

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' اس کے تمام راوی ثقہ ہیں' اس کی کئی سندیں ہیں۔

جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اسلام میں اس وقت تک جماعت کی کوئی حیثیت نہیں جب تک وہ حق یعنی کتاب و سنت کی پابند نہ ہو۔ حدیث میں ہے:

"جس دیہات یا بستی میں تین افراد ہوں اور وہاں نماز نہ پڑھی جاتی ہو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے' تم لوگ جماعت سے وابستہ رہو' ریوڑ سے علیحدہ بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔"

اس کی سند حسن ہے' اس کو ابوداؤد' نسائی وغیرھم نے روایت کیا۔

سنن ابوداؤد میں معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ وہ کھڑے ہوئے اور کہا: سنو! نبی ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"سنو! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے! یہ ملت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی' بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے' صرف ایک فرقہ جنت میں ہو گا اور وہ جماعت ہے۔"

اس کو ابوداؤد نے جید سند سے روایت کیا۔

ششم۔ شیطانی منصوبوں کی نقاب کشائی

مسلمانوں کو تمام شیطانی راستوں اور گمراہ کن وسائل وذرائع سے باخبر رہنا چاہئے اور ان کو لوگوں کے سامنے بے نقاب کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید اور نبی ﷺ نے اس فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔ چنانچہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو جس ہتھکنڈے کے ذریعہ گمراہ کیا تھا' قرآن نے ہمیں اس سے آگاہ کر دیا۔ اور نبی ﷺ بھی صحابہ کرام کو بتاتے تھے کہ شیطان کس طرح چوری چھپے سنتا ہے اور سنی ہوئی بات کو وہ کاہن یا جادوگر کے کان میں سو جھوٹ ملا کر چھوڑتا ہے۔ آپ صحابہ کو یہ اس لئے بتاتے تھے تاکہ وہ ایسے لوگوں سے دھوکہ نہ کھائیں۔ آپ نے صحابہ کو یہ بھی بتایا کہ

شیطان کس طرح ان کے دل میں وسوسہ اندازی کرتا اور نماز و عبادات میں دل و دماغ کو الجھاتا ہے اور کس طرح یہ وہم دلاتا ہے کہ ان کا وضو فاسد ہو چکا حالانکہ وضو فاسد نہیں ہوتا ہے اور کس طرح میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرتا ہے اور کس طرح آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی' فلاں چیز کس نے پیدا کی۔ حتیٰ کہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔؟

ہفتم۔ شیطان کی مخالفت پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان انسان کا ہمدرد اور خیر خواہ بن کر آتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ اس کی ہر بات کی مخالفت کرے اور اس سے کہے اگر تم کسی کے ہمدرد ہوتے تو پہلے اپنے آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے' تم خود کو جہنم میں جھونک کر رب العالمین کے غضب کے مستحق ہو چکے' جو اپنا خیر خواہ نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا کیا خیر خواہ ہو گا۔

حارث بن قیس کہتے ہیں:

"اگر نماز کے وقت تمہارے پاس شیطان آئے اور کہے کہ تم ریاکاری کر رہے ہو تو نماز کو اور لمبی کر دو۔" (تلبیس ابلیس ص ۳۸)

یہ حارث بن قیس رحمہ اللہ کا اپنا ذاتی تفقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ شیطان کو جو بھی چیز پسند ہو ہمیں اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔ مثلاً شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے' بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے اس لئے ہمیں اس کے خلاف کرنا چاہئے۔

نبی ﷺ نے فرمایا

"تم میں سے کوئی شخص کھائے تو داہنے ہاتھ سے' پیئے تو داہنے ہاتھ سے' پکڑے تو داہنے ہاتھ سے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے دیتا ہے بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔"

اس کو ابن ماجہ نے بسند صحیح روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۸۱/۵)

اگر ہم کھڑے ہو کر پئیں تو شیطان بھی ہمارے ساتھ پینے میں شریک رہتا ہے اس لئے نبی ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر پینے کی تاکید فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ہمیں قیلولہ کرنے کی بھی ترغیب دی ہے' اس کی علت یہ بتائی کہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے ہیں۔

﴿ قِيلُوْا فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَا تَقِيلُ ﴾

"قیلولہ کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے ہیں۔"

اس کو ابو نعیم نے کتاب الطب میں بسند حسن روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۴/ ۱۴۷)

قرآن نے ہمیں فضول خرچی سے منع کیا اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ شیطان مال کو برباد کرنا اور اس کو غیر مصرف میں خرچ کرنا چاہتا ہے۔ غیر ضروری سامان اور فرنیچر کی زیادتی بھی فضول خرچی میں شامل ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"ایک بستر آدمی کے لئے' ایک اس کی بیوی کے لئے' ایک مہمان کے لئے' اور چوتھا شیطان کے لئے۔"

اس کو ابو داؤد' نسائی' اور احمد نے بسند صحیح روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۴/ ۸)

اسی بنیاد پر نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھا لے۔ شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ آپ فرماتے ہیں:

"شیطان تمہارے ہر کام میں موجود ہوتا ہے حتی کہ کھانے کے وقت بھی اگر لقمہ گر جائے تو اس پر لگی گندگی کو صاف کر کے اس کو کھا لینا چاہیئے شیطان کے لئے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کھانے سے فراغت کے بعد انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں پتہ نہیں کھانے کے کس حصہ میں برکت ہو۔"

اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۲/ ۷۵)

جلدی کام شیطان کا

شیطان کی ایک پسندیدہ چیز جلد بازی ہے اس لئے کہ اس سے انسان بہت سی غلطیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"غور و فکر رحمانی صفت اور جلد بازی شیطانی صفت"

اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں بسند حسن روایت کیا (صحیح الجامع ۳/ ۵۷)
لہٰذا ہمیں اس معاملہ میں شیطان کی مخالفت کرنی چاہئے اور وہی کرنا چاہئے جو رحمان کو پسند ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا تھا:

"تم میں دو صفتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہیں۔ بردباری اور غور و فکر۔"

جمائی لینا شیطان کو انسان کی ایک عادت جمائی لینا بھی پسند ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ہمیں حتی الامکان اسے روکنے کا حکم دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جمائی لینا شیطانی فعل ہے' اگر تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنا چاہئے' کیونکہ جب کوئی کہتا ہے "ہا" تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔" (بخاری' مسلم)

یہ اس لئے کہ جمائی سستی کی علامت ہے اور شیطان کے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ انسان سست و کاہل پڑ جائے کیونکہ اس سے اس کی کارکردگی اور جدوجہد میں کمی ہو گی جو اس کو اللہ کے نزدیک بلند کر سکتی ہے۔

ہشتم۔ توبہ اور استغفار شیطان کے فریب کا مقابلہ کرنے کے لئے بندہ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان اسے گمراہ کرے وہ فوراً اللہ کے دربار میں توبہ و استغفار کر لے۔ اللہ کے نیک بندوں کا یہی وطیرہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴾ (الاعراف: ۲۰۱)

"حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں' اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے۔"

"طائف" کی تفسیر گناہ کا ارادہ کرنے یا گناہ کرنے سے کی گئی ہے۔ نیز اللہ کا یہ قول "وہ یاد کرتے ہیں یعنی وہ اللہ کے عقاب و ثواب اور وعدہ و وعید کو یاد کرتے اور

اس کی جناب میں فوراً توبہ و استغفار' انابت و رجوع کرتے ہیں۔" "فاذاھم مبصرون" یعنی وہ دیکھتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توبہ کے بعد اچانک محسوس کرتے ہیں کہ وہ گمراہی کی جس کیفیت میں تھے اب اس سے بالکل شفایاب ہو چکے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان' انسان کے دل و نگاہ پر شکوک و شبہات کے ایسے دبیز پردے ڈال دیتا ہے کہ وہ یکسر اندھا ہو جاتا ہے' اسے حق و صداقت کی راہ نظر نہیں آتی۔

یہ تو اللہ کے بندوں کا حال ہے کہ وہ فوراً اللہ کے حضور توبہ و انابت کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں ان کے سامنے بابا آدم کا اسوہ ہوتا ہے کہ جب انہوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا وہ اور ان کی بیوی دونوں اللہ کے دربار میں متوجہ ہو کر کہنے لگے:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۳)

"اے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمیں معاف کر کے ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

لیکن شیطان کے گرگوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۰۲)

"اور ان کے (یعنی شیاطین کے) بھائی بند تو وہ انہیں ان کی کج روی میں کھینچے لئے چلے جاتے ہیں اور انہیں بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔"

یہاں "بھائیوں" سے مراد انسانوں میں سے شیطان کے بھائی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ (الاسراء: ۲۷)

"فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔"

یعنی شیطان کے پیروکار اور ان کے حکم کے تابعدار ہیں۔

يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ (کج روی میں کھینچے لئے چلے جانے) کا مطلب یہ ہے کہ پوری تندہی سے گناہوں کے کاموں کو حسین شکل میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴾ (مریم: ۸۳)

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالف حق پر) اکسا رہے ہیں۔"

نہم۔ شک و شبہ کا ازالہ جس سے شیطان دلوں میں پہنچ سکتا ہے

مشکوک جگہوں سے پرہیز کرنا چاہیے اگر ایسا ہو بھی جائے تو لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہیے تاکہ شیطان کو مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کا موقع نہ مل سکے۔ اس معاملہ میں آپ کے لئے نبی ﷺ کا نمونہ موجود ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں نبی ﷺ کی زوجہ صفیہ بنت حیی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ:

"نبی ﷺ اعتکاف میں تھے' میں رات کے وقت آپ سے ملاقات کے لئے آئی' کچھ گفتگو ہوئی۔ پھر میں واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے گھر تک چھوڑنے کے لئے کھڑے ہوئے (صفیہ کا مسکن اسامہ بن زید کے گھر میں تھا) وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو رفتار تیز کر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: آہستہ آؤ۔ یہ (کوئی غیر عورت نہیں' میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔ دونوں انصاریوں نے کہا: سبحان اللہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی غلط خیال نہ ڈال دے۔"

خطابی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر ایسی مکروہ چیز سے پرہیز کرنا چاہیے جس پر لوگوں کی نگاہ غلط انداز پڑ سکتی ہو۔ اور مشکوک چیز سے بیزاری کا اعلان کر کے لوگوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔"

اس سلسلے میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا دونوں کے دل میں آپ کے تئیں کوئی غلط فہمی ہو جائے اور وہ کافر ہو جائیں۔ آپ نے یہ بات ان پر ترس کھا کر کہی تھی نہ کہ اپنے آپ پر" (تلبیس ابلیس ص۴۶)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن چیزوں کی تاکید کی ان میں دوسروں کے ساتھ خوش گفتاری بھی ہے تاکہ شیطان ہمارے اور ہمارے اپنے بھائیوں کے بیچ میں گھس کر عداوت و دشمنی نہ ڈال سکے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ﴾

(الاسراء: ۵۳)

"اور اے نبیؐ! میرے بندوں (یعنی مومن بندوں) سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہتر ہو' دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔"

اس بارے میں کچھ لوگ تساہل برتتے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ ایسی بات کرتے ہیں جس میں کئی احتمالات ہوں جن میں کچھ احتمال غلط بھی ہوتے ہیں۔ کوئی اپنے بھائی کو ایسے الفاظ و القاب سے پکارتا ہے جو اس کو ناپسند ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چیز شیطان کے لئے دروازہ بن جاتی ہے۔ شیطان ان کے درمیان پھوٹ ڈالتا ہے اور اتحاد و محبت کی جگہ دشمنی آ جاتی ہے۔

آسیب زدگی کا علاج

گزشتہ صفحات میں ہم نے یہ بتایا تھا کہ شیطان کبھی انسان پر سوار ہو جاتا ہے جس کو ہم آسیب زدگی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں ہم آسیب زدگی کے اسباب اور علاج کی وضاحت کریں گے۔

آسیب زدگی کے اسباب

علامہ ابن تیمیہ مجموعہ فتاوی ۳۹/۱۹ میں بیان کرتے ہیں کہ:

"جنات انسانوں پر کبھی جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے سوار ہوتے ہیں جیسا کہ انسان کا انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر دشمنی اور انتقامی جذبہ کے تحت ہوتے ہیں مثلاً کوئی انسان انہیں تکلیف دے یا وہ یہ سمجھیں کہ انسان انہیں جان بوجھ کر پریشان کر رہے ہیں کہ کسی پر پیشاب کر دیا یا کسی پر گرم پانی ڈال دیا یا کسی کو قتل کر دیا۔ ہر چند کہ انسانوں کو اس کا علم نہ ہو تاہم جنات میں ظلم و جہالت ہوتی ہے اس لئے وہ انسان کو اس سے زیادہ سزا دیتے ہیں جتنی کا وہ مستحق ہے۔ کبھی جنات انسانوں پر یوں ہی شرارت کے طور پر سوار ہو جاتے ہیں جیسا کہ احمق قسم کے انسان کرتے ہیں۔"

ہمارا فرض ہم بتا چکے ہیں کہ جنات شریعت کے پابند اور مکلف ہیں۔ اس لئے اگر مسلمان ان سے بات کر سکتا ہو جیسا کہ انسان پر سوار جن کے ساتھ ہوتا ہے تو اسے ضرور بات کرنی چاہئے۔

اگر جن' انسان پر جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے سوار ہوا ہے تو یہ فحش کام ہے جس کو اللہ نے انسانوں اور جنوں دونوں پر حرام کیا ہے اگر دوسرے فریق کی رضامندی سے ہو تب بھی جائز نہیں کہ یہ بہرحال گناہ اور ظلم ہے۔ لہٰذا جنوں سے اس بارے میں گفتگو کی جائے گی اور انہیں بتایا جائے گا کہ یہ حرام کاری' فحش اور ظلم ہے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔ انہیں یہ بھی بتایا جائے گا کہ ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے پر عمل کیا جائے گا۔ وہ رسول جس کو اللہ نے انس و جن دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اگر جن' انسان پر دوسری وجہ سے (کسی انسان کے اس کو تکلیف دینے کی وجہ سے) سوار ہوا ہو اور انسان نے یہ حرکت لاعلمی میں کی ہو تو جنات سے کہا جائے گا کہ اس نے نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اور جو غیرارادی طور پر تکلیف دے وہ سزا کا مستحق نہیں۔ اگر انسان نے یہ حرکت اپنے گھر اور اپنی ملکیت میں کی ہو تو جنات سے کہا جائے گا کہ گھر اس کی ملکیت ہے وہ اپنی ملکیت میں جو چاہے کر سکتا

ہے تمہیں بغیر اجازت انسانوں کی ملکیت میں رہنے کا حق نہیں۔ تم ویرانوں اور صحراؤں میں جا کر رہو' جہاں انسان نہیں رہتے ہیں۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں (مجموعہ فتاوی ۱۹/۴۲) مقصد یہ ہے کہ اگر جنات انسانوں پر ظلم و زیادتی کریں تو انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے باخبر کر کے ان پر حجت قائم کی جائے گی۔ معروف کا حکم دیا جائے گا اور منکر سے روکا جائے گا جیسا کہ انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴾ (الاسراء: ۱۵)

"اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے) ایک پیغمبر نہ بھیج دیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ﴾ (الانعام: ۱۳۰)

"اے گروہ جن و انس' کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟"

گھر کے سانپوں کو قتل کرنے کی ممانعت

ابن تیمیہ کہتے ہیں: "اسی لئے نبی ﷺ نے گھر کے سانپوں کو تین مرتبہ تنبیہ کئے بغیر قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ جن نصوص میں اس کی وضاحت آئی ہے ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ابن تیمیہؒ نے ان نصوص کو نقل کرنے کے بعد وہ سبب بیان کیا جس کی وجہ سے گھر کے جنات کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: "جنات کو ناحق قتل کرنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح انسان کو ناحق قتل کرنا۔ ظلم بہرحال حرام ہے۔ کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے پر ظلم کرے خواہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

﴾ (المائدہ: ۸)

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو' یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

اگر گھر کا سانپ جن ہو تو اس کو تین مرتبہ تنبیہ کی جائے گی وہ بھاگ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر وہ حقیقت میں سانپ ہے تو اسے مرنا ہی ہے اور اگر جن ہے تو اس نے سانپ کے روپ میں ظاہر ہو کر لوگوں کو دہشت زدہ کر کے جارحیت پر اصرار کیا۔ جارح حملہ آور ہوتا ہے اس کے مقابلہ کے لئے ہر وہ چیز استعمال کی جا سکتی ہے جو اس کے ضرر کو دفع کر سکے۔ خواہ وہ قتل ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ بغیر کسی وجہ جواز کے جنوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔"

جن کو برا بھلا کہنا اور مارنا

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مظلوم بھائی کی مدد کرنا ایک مومن کا فرض ہے۔ یہ آسیب زدہ شخص بھی مظلوم ہے لیکن اللہ کے حکم کے مطابق انصاف کے ساتھ مدد کرنا ہو گا۔ اگر جن سمجھانے بتانے کے بعد بھی باز نہ آئے تو اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا' گالی گلوچ کرنا' دھمکی دینا' اور لعن طعن کرنا جائز ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اس شیطان کے ساتھ کیا تھا جو آپ کے چہرے پر مارنے کے لئے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا' آپ نے کہا تھا:

میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں اس طرح آپ نے تین مرتبہ فرمایا:

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ آسیب زدہ شخص کا علاج کرنے اور اس سے جن کو ہٹانے کے لئے کبھی مار پیٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کو بہت زیادہ مارا جاتا ہے۔ یہ مار جن پر پڑتی ہے آسیب زدہ شخص کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کو جب ہوش آتا ہے تو وہ خود کہتا ہے کہ اس کو ذرا بھی مار محسوس نہیں ہوئی حالانکہ کم وبیش تین چار سو لاٹھیاں اس کے پیروں پر ماری جاتی ہیں اگر اتنی پٹائی کسی انسان کی ہو تو دم توڑ دے۔ یہ پٹائی دراصل جن کی ہوتی ہے۔ جن چیختا چلاتا ہے اور حاضرین کو مختلف قسم کی باتیں بتاتا ہے۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کی موجودگی میں اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔

جنات چھڑانے کے لیے ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن سے مدد

انسان کے بدن سے جن چھڑانے میں جو چیز سب سے بہتر مدد و معاون ہو سکتی ہے وہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ ذکر و تلاوت میں سب سے عظیم چیز آیۃ الکرسی کی تلاوت ہے۔ "جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے اس پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر کیا جاتا ہے اور صبح طلوع ہونے تک شیطان اس کے قریب بھی نہیں پہنچتا" یہ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں (مجموعہ فتاویٰ ۱۹ / ۵۵)

بیشمار تجربہ کرنے والوں نے تجربہ کیا کہ شیاطین کو بھگانے اور ان کے طلسم کو توڑنے میں آیۃ الکرسی اتنی مؤثر ہے کہ ٹھیک طور پر اس کی قوت و تاثیر کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آسیب زدہ شخص سے اور شیاطین جن کی مدد کرتے ہیں مثلاً اہل ظلم و غضب، اصحاب شہوت و طرب اور ارباب رقص و سرود سے شیاطین کو بھگانے میں آیۃ الکرسی غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ اگر صدق دل سے ان لوگوں پر آیۃ الکرسی کی تلاوت کی جائے تو شیاطین دفع ہو جاتے ہیں۔ شیطانی خیالات کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور شیطان کے بھائیوں کے شیطانی کشف و کرامات بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ شیطان اپنے شاگردوں پر جو باتیں الہام کرتا ہے جاہل لوگ اسے اللہ کے تقویٰ شعار ولیوں کی کرامتیں سمجھتے ہیں حالانکہ وہ شیطان کی اپنے گمراہ اور ملعون ولیوں کے ساتھ فریب کاری ہوتی ہے۔"

آسیب زدہ کے جسم سے نبی ﷺ کا جن بھگانا

یہ کام نبی ﷺ نے ایک سے زائد مرتبہ کیا ہے۔ سنن ابوداؤد اور مسند احمد میں ام ابان بنت وازع بن زارع سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے دادا زارع نبی ﷺ کے پاس گئے تو ساتھ میں اپنے

ایک پاگل بیٹے یا بھانجے کو لیتے گئے۔ میرے دادا کہتے ہیں: جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے کہا میرے ساتھ میرا ایک پاگل بیٹا یا بھانجا ہے میں اسے آپ کے پاس لے کر آیا ہوں تاکہ آپ اللہ سے اس کے لئے دعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا "لاؤ" وہ کہتے ہیں: میں اس کو رکاب میں آپ کے پاس لے کر آیا' اس کے سفر کے کپڑے اتارے اور دو عمدہ کپڑے پہنا دیئے' پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا' آپ نے فرمایا: "اس کو میرے قریب لاؤ اس کی پیٹھ میرے سامنے کرو۔" پھر آپ اس کی پیٹھ پر مارنے لگے یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی۔ آپ فرماتے تھے "نکل اللہ کے دشمن" "نکل اللہ کے دشمن" چنانچہ وہ لڑکا صحتمند آدمی کی طرح دیکھنے لگا پہلے کی طرح نہیں پھر اس کو نبی ﷺ نے اپنے سامنے بٹھایا اور پانی منگوا کر اس کے چہرہ کو پونچھا اور اس کے لئے دعا کی۔ آپ کے دعا کرنے کے بعد وفد کا کوئی شخص اس سے بڑھ کر صاحب فضیلت نہیں تھا۔

مسند احمد ہی میں یعلیٰ بن مرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے تین چیزیں ایسی دیکھیں جن کو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا نہ میرے بعد کوئی دیکھے گا۔ میں آپ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا ہم ایک راستہ سے چل رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک عورت سے ہوا جو بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ عورت نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! اس بچہ کو کچھ پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس کی وجہ سے ہم بھی پریشان ہیں۔ دن میں نہ جانے کتنی مرتبہ اس پر حملہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس کو مجھے دو" اس نے بچہ کو آپ کی طرف بڑھایا۔ آپ نے بچہ کو اپنے اور پالان کے اگلے حصہ کے درمیان بٹھایا پھر اس کا منہ کھولا اور اس میں تین مرتبہ پھونکا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ' اَنَا عَبْدُاللّٰهِ' اخسأ عَدُوَّاللّٰهِ اللہ کے نام سے' میں اللہ کا بندہ ہوں' بھاگ جا اللہ کے دشمن۔ پھر بچہ کو عورت کے ہاتھ میں تھما دیا اور فرمایا: "تم واپسی میں ہم سے اسی جگہ پر ملاقات کرنا اور بتانا کہ کیسی حالت ہے۔" "یعلیٰ بن مرہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہو گئے پھر واپس ہوئے تو اس عورت کو اسی جگہ پر پایا اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں آپ نے فرمایا "تمہارے بچے کا کیا حال ہے"؟

اس نے کہا "جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اب تک اس سے کوئی چیز دیکھنے میں نہیں آئی' آپ یہ بکریاں لیتے جایئے" آپ نے فرمایا جاؤ ان میں سے ایک بکری لے لو باقی واپس کر دو۔

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے جنات کو حکم دے کر' ڈانٹ کر اور لعن طعن کر کے بھگایا ہے' لیکن صرف اس سے کام نہیں چلتا اس معاملہ میں ایمان کی قوت' یقین کی پختگی اور اللہ کے ساتھ حسن تعلق کا بہت بڑا دخل ہے' اس کی وضاحت درج ذیل واقعہ سے ہوتی ہے۔

امام احمدؒ کے حکم سے جن کا نکل جانا

بیان کیا جاتا ہے کہ امام احمد مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس خلیفہ متوکل کی طرف سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: امیرالمومنین کے گھر میں ایک لڑکی آسیب کا شکار ہو گئی ہے۔ امیرالمومنین نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اس کی عافیت کے لئے اللہ سے دعا کریں۔ امام احمد نے اس کو لکڑی کے دو جوتے دیئے اور کہا: امیرالمومنین کے گھر جاؤ اور لڑکی کے سرہانے بیٹھ کر جن سے کہو کہ احمد نے کہا ہے کہ تمہیں دو باتوں میں سے کون سی بات پسند ہے آیا اس لڑکی کا پیچھا چھوڑو گے یا ستر جوتے کھاؤ گے۔

وہ شخص جوتا لے کر لڑکی کے پاس گیا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر ویسا ہی کہا جیسا امام احمد نے اس کو کہا تھا۔ جن نے لڑکی کی زبان سے کہا: ہمیں امام احمد کی بات منظور ہے ہم ان کی بات مانتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں عراق سے نکلنے کا حکم دیں تو ہم عراق سے بھی نکل جائیں۔ انہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور جو اللہ کی اطاعت کرے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔

پھر وہ لڑکی کے بدن سے نکل گیا' لڑکی ٹھیک ہو گئی اور اس کے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ جب امام احمدؒ کا انتقال ہوا تو وہ جن دوبارہ لڑکی پر سوار ہو گیا۔ خلیفہ نے امام احمد کے کسی شاگرد کو طلب کیا وہ شخص وہی جوتا لے کر آیا اور جن سے کہا: نکل جا ورنہ اس جوتے سے تیری پٹائی ہو گی۔ جن نے کہا: میں نہ تمہاری بات مانوں گا نہ

نکلوں گا۔ احمد بن حنبل اللہ کے اطاعت گزار بندے تھے اس لئے ہم نے بھی ان کی اطاعت کی۔

معالج کو کیسا ہونا چاہیے

معالج کو اللہ کی ذات پر قوی ایمان اور مکمل بھروسہ نیز ذکر و تلاوت قرآن کی تاثیر پر کامل یقین ہونا چاہئے اس کا ایمان و ایقان جتنا مضبوط ہو گا اس کا اثر اتنا ہی گہرا ہو گا۔ اگر وہ جن سے زیادہ طاقتور ہو گا تو جن کو نکال سکتا ہے اور اگر جن اس سے زیادہ طاقتور ہو گا تو نہیں نکلے گا۔ بسا اوقات ہو سکتا ہے کہ جن نکالنے والا کمزور ہو تو جنات اس کو پریشان کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے وہ بکثرت دعا مانگے' جنوں کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرے اور قرآن خصوصاً آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا رہے۔

جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ ۲۴ / ۲۷۷ میں رقمطراز ہیں:

"جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں سے آسیب زدہ کے علاج کی دو شکلیں ہیں۔"

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ ایسے ہوں جن کا معنی و مفہوم سمجھ میں آتا ہو اور جن کو آدمی دین اسلام کی نظر میں بطور ذکر و دعا پڑھ سکتا ہو تو اس سے آسیب زدہ کو جھاڑ پھونک کیا جا سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے جھاڑ پھونک کی اجازت دی جب تک کہ وہ شرک نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو ضرور پہنچانا چاہیئے۔"

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ میں ایسے الفاظ ہوں جو حرام ہوں مثلاً اس میں شرک کی بوباس ہو یا جن کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور اس میں کفر کا احتمال ہو تو ایسے الفاظ سے تعویذ بنانا یا منتر پڑھنا کسی کے لئے جائز نہیں خواہ ان کے ذریعہ آسیب زدہ شخص سے جنات کیوں نہ بھاگتے ہوں۔ کیونکہ اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔

علامہ ابن تیمیہ دوسری جگہ (مجموعہ فتاویٰ ۱۹ / ۴۶) فرماتے ہیں کہ شرکیہ تعویز گنڈے والے جنات کو بھگانے میں اکثر ناکام رہتے ہیں۔ اور اکثر و بیشتر جب وہ جنات سے کہتے ہیں کہ وہ اس جن کو قتل یا قید کر دیں جو انسان پر سوار ہے تو جنات ان کا تمسخر کرتے ہیں چنانچہ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کو قتل یا قید کر دیا ہے حالانکہ یہ محض تخیل اور جھوٹ ہوتا ہے۔

جن کو منانا کچھ لوگ جانور کی قربانی دے کر اس جن کو منانے کی کوشش کرتے ہیں جو انسان پر سوار ہو گیا ہے حالانکہ یہ شرک ہے جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے جنات کے ذبیحہ سے منع کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق حرام چیزوں سے علاج کرنے سے ہے حالانکہ یہ زبردست غلطی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی ہے۔ مانا کہ حرام چیزوں مثلاً مردار اور شراب سے علاج جائز ہے لیکن اس سے جن کے لئے قربانی دینے پر استدلال کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حرام چیزوں سے علاج کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن شرک اور کفر سے علاج کی حرمت میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ شرکیہ چیزوں سے علاج کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔

جنات سے محفوظ رہنے اور ان کے شر کو دفع کرنے کے طریقے

اس کے دس طریقے ہیں:

اول: جنات کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ (فصلت: ۳۶)

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

نیز صحیح میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں میں گالی گلوچ ہو گئی ان میں سے ایک شخص کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک ایسا جملہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو پڑھ لے تو اس سے غصہ کی کیفیت ختم ہو جائے۔ وہ جملہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہے۔

دوم: معوذتین ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾ اور ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ کی تلاوت۔ ترمذی نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جنوں سے اور انسانوں کی نظربد سے پناہ مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوئیں جب یہ نازل ہوئیں تو آپ نے ان دونوں کو اپنا لیا اور ان کے علاوہ جتنی چیزیں تھیں ترک کر دیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سوم: آیتہ الکرسی کی تلاوت۔ صحیح میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی نگرانی کے لئے مقرر کیا چنانچہ میرے پاس ایک شخص آیا اور چلو بھر بھر کر غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث ذکر کی' اخیر میں یہ ہے کہ اس شخص نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ: جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے تمہاری نگرانی کے لئے ایک محافظ رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہ آئے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹا تھا لیکن اس نے سچ کہا وہ شیطان تھا۔

چہارم: سورہ بقرہ کی تلاوت۔ صحیح میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ' جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔"

پنجم: سورۂ بقرہ کا آخری حصہ۔ صحیح میں ابو مسعود انصاریؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کرے گا وہ اس

کے لئے کافی ہوں گی۔"

اور ترمذی میں نعمان بن بشیرؓ کی حدیث ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب تحریر کی تھی اس میں سے اس نے دو آیتیں نازل کیں جن کے ساتھ سورۂ بقرہ ختم ہوتی ہے۔ ان دونوں آیتوں کی جس گھر میں تین رات تلاوت کی جائے گی وہاں شیطان نہیں آئے گا۔"

ششم: آیۃ الکرسی کے ساتھ سورۂ حم المومن (سورۂ شوریٰ) کے شروع سے "الیه المصیر" تک۔ ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

"جو شخص صبح کے وقت آیۃ الکرسی اور حم المومن شروع سے "الیه المصیر" تک پڑھے گا وہ شام تک ان دونوں چیزوں کی وجہ سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شام کو ان کی تلاوت کرے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔

اس حدیث کے ایک راوی عبدالرحمٰن الملیکی کے حافظہ پر گرچہ کلام کیا گیا ہے تاہم آیۃ الکرسی کی تلاوت کے سلسلے میں اس حدیث کے کئی شواہد موجود ہیں۔

ہفتم: سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کا ورد۔

صحیح میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" کہے گا اس کے لئے یہ تسبیحات دس گردنیں آزاد کئے جانے کے برابر شمار ہوں گی۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹائے جائیں گے اور دن بھر یہ تسبیحات اس کے لئے شیطان سے روک بنی رہیں گی یہاں تک کہ شام ہو جائے' اور اس کے اس عمل سے زیادہ افضل کسی کا عمل نہ ہو گا بجز اس شخص کے جو اس سے زیادہ عمل کرے۔

ہشتم: ذکر الٰہی کی کثرت

ترمذی میں حارث اشعریؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ پانچ چیزوں پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔ قریب تھا کہ یحییٰ علیہ السلام اس میں تاخیر کرتے عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام سے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ پانچ چیزوں پر عمل کریں۔ اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ بنی اسرائیل کو اس کا حکم یا آپ دیں یا میں دوں یحییٰ علیہ السلام نے کہا: اگر آپ اس میں سبقت لے گئے تو ڈر ہے کہ کہیں مجھے دھنسا نہ دیا جائے یا میں عذاب کا شکار نہ ہو جاؤں چنانچہ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ بیت المقدس کھچا کھچ بھر گیا تو لوگ ٹیلہ پر بیٹھ گئے۔ یحییٰ علیہ السلام نے انہیں خطاب کرتے ہوئے کہا: اللہ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود ان پر عمل کروں اور تمہیں بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔

۱۔ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنی گاڑھی کمائی سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام' تم کام کرو اور اجرت میرے حوالے کر دو' وہ کام کرتا ہے اور اجرت اپنے مالک کے بجائے دوسرے کو دیتا ہے' تم میں کون شخص یہ پسند کر سکتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو۔

۲۔ اللہ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے' جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ جب تک بندہ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے سامنے رکھتا ہے۔

۳۔ میں تمہیں روزہ کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی جماعت میں ایک آدمی ہو اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو اور ہر شخص کو اس کی خوشبو بھلی معلوم ہو رہی ہو۔ روزہ دار کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے کہیں زیادہ بہتر ہے

۴۔ میں تمہیں صدقہ کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو لوگوں نے پکڑ لیا ہو اور اس کا ہاتھ گردن سے باندھ کر اس کو قتل کرنے لے جا رہے ہوں اور وہ کہے کہ اس کے بدلہ میں مجھ سے سب کچھ لے لو اور مال دے کر اپنے آپ کو ان سے چھڑا لے۔

۵۔ میں تمہیں ذکر الٰہی کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن تیزی سے نکلے ہوں اور وہ ایک آہنی قلعہ میں آ کر اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر لے' اسی طرح بندہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کے ذریعہ ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں میں بھی تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے۔ سمع (امیر کی بات سننا)' اطاعت' جہاد' ہجرت' اور جماعت سے وابستگی' کیونکہ جو شخص بالشت بھر جماعت سے الگ ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن نکال لیا۔ الا یہ کہ وہ رجوع ہو جائے' اور جو جاہلیت کا نعرہ بلند کرے گا جہنم میں منہ کے بل گرے گا۔

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ گرچہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں گرچہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے' تم لوگ اللہ کا نعرہ بلند کرو جس نے تمہارا نام مسلمان اور مومن رکھا۔

ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بخاری نے کہا کہ حارث اشعری کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے اور ان سے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیثیں بھی مروی ہیں۔

نہم: وضو اور نماز۔ یہ دونوں چیزیں حفاظت و پناہ کا بہترین ذریعہ ہیں خصوصاً جب غصہ اور شہوت میں ہیجان پیدا ہو' کیونکہ غصہ اور شہوت کی قوت ابن آدم کے دل میں بھڑکتی ہوئی آگ کی مانند ہے جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"سنو! غصہ ابن آدم کے دل میں ایک انگارہ ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں؟ جو شخص ایسی کوئی چیز محسوس کرے اسے فوراً زمین پر تھوک دینا چاہیے۔"

دوسری حدیث میں ہے کہ:

"شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے"

سنن میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ لہذا اگر کسی کو غصہ آئے تو وضو کر لے۔"

دہم : فضول دیکھنے' کھانے' بات کرنے اور لوگوں سے میل جول رکھنے سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ شیطان ابن آدم پر انہی چار دروازوں سے مسلط ہوتا ہے۔

مسند احمد میں نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"نظر شیطان کا زہریلا تیر ہے' جو شخص اللہ کے لئے اپنی نظر نیچی رکھے گا اللہ اسے ایسی حلاوت عطا کرے گا جس کو وہ تادم مرگ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔" واللہ اعلم۔

جن و شیاطین کے تعویذ' منتر سے تابع ہونے کے اسباب

کافر جنات و شیاطین کفر و شرک اور اللہ کی نافرمانی کو اختیار کرتے ہیں اور ابلیس اور اس کی شیطانی فوج بھی شرپسند ہے' وہ شر کرتی اور شر ہی کی تلاش میں رہتی ہے۔ گرچہ یہ ان کے اور جن کو وہ گمراہ کر رہے ہیں سب کے عذاب کا موجب ہے۔

جب انسان کا نفس اور مزاج بگڑتا ہے تو وہ بھی ایسی ہی چیز پسند کرتا ہے جس میں اس کا نقصان ہو' اس میں اس کو لذت محسوس ہوتی ہے بلکہ اس سے اس درجہ عشق ہو جاتا ہے کہ اس کی خاطر دل و دماغ' مذہب واخلاق اور صحت و دولت سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔ شیطان خود خبیث ہے اس لئے جب تعویز گنڈے اور نام نہاد روحانیت کا عامل جنوں کی خدمت میں کفر و شرک کا محبوب نذرانہ لے کر جاتا ہے تو یہ گویا ان کے لئے رشوت ہو جاتی ہے چنانچہ وہ اس کے کچھ کام کر دیتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی کو کچھ روپے دیتا ہے کہ وہ جس کو قتل کروانا چاہتا ہے اس کو قتل کر دے یا بدکاری کے معاملہ میں اس کی مدد کرے یا خود اپنے ساتھ بدکاری کرنے دے۔ اسی لئے یہ لوگ بہت سے کاموں میں اللہ کے کلام کو گندی چیزوں سے لکھتے ہیں کبھی قل ھواللہ احد کے حروف کو پلٹ دیتے ہیں۔ کبھی اللہ کے کلام کے علاوہ دوسری عبارتیں گندی چیزوں مثلاً خون وغیرہ سے تحریر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں جن سے شیطان خوش ہوتا ہے لکھتے یا زبان سے پڑھتے ہیں۔ جب وہ شیطان کی مرضی کے مطابق کچھ لکھتے یا پڑھتے ہیں تو شیطان کسی کام میں ان کی مدد کر دیتا ہے مثلاً کسی کنویں کا پانی زمین کی گہرائی میں کر دیا یا ان کو ہوا میں اڑا کر کسی جگہ پہنچا دیا یا کسی کا مال چرا کر ان کے پاس لا دیا اور اکثر اوقات چوروں کے درمیان پھوٹ ڈال کر فتنہ و فساد پیدا کرنا جیسا کہ شیطان ان لوگوں کا مال چرا لیتے ہیں جو خیانت کرتے یا اس پر اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں۔ اگر اس قسم کے واقعات کو یہاں بیان کیا جائے تو بات

دراز ہو جائے گی۔

محمد بن اسحاق المعروف بابن الندیم لکھتے ہیں کہ: "کہا جاتا ہے (واللہ اعلم) کہ جنات اور شیاطین کو سب سے پہلے سلیمان بن داؤد نے تابع کر کے ان سے خدمت لی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ جمشید بن اوجہان نے سب سے پہلے ایرانیوں کے مذہب کے مطابق جنوں کو تابع کیا تھا۔ ابن ندیم کہتے ہیں کہ جمشید بن اوجہان سلیمان علیہ السلام کے یہاں لکھنے کا کام کرتے تھے۔ جنوں کو تابع کرنے والوں میں آصف بن برخیان یوسف بن عیصو اور ہرمزان بن کردول وغیرہ بھی شامل ہیں

دور اسلام میں جس نے اس کی داغ بیل ڈالی وہ ابونصر احمد بن ہلال البکیل ہے۔ یہ شخص جنوں سے خدمت لیتا اور ان سے ہم کلام ہوتا تھا۔ اس کے پاس تعجب خیز چیزیں اور آزمودہ عملیات تھیں۔ اس کی تصنیف کردہ قابل ذکر کتابیں یہ ہیں: "الروح المتلاشية" "المفاخرة في الأعمال" اور "تفسير ماقالته الشياطين لسليمان بن داود عليهما الصلوة والسلام وماأخذا عليهم من العهود" جو لوگ اللہ کے اسماء کے ذریعہ عملیات کرتے تھے ان میں ایک شخص ابن الامام کے نام سے مشہور ہے' وہ خلیفہ معتضد کے زمانہ میں تھا اس کا طریقہ کار اچھا تھا برا نہیں' انہی میں سے عبداللہ بن ہلال' [1] صالح المدری' عقبہ الادرعی اور ابوخالد خراسانی وغیرہ بھی تھے ان سب کا طریقہ اچھا تھا ان لوگوں نے عظیم اور شریفانہ کام کئے ہیں۔

(۱) عبداللہ بن ہلال کے طریقہ کار کے اچھا ہونے میں ابن ندیم اور مؤلف کے درمیان اختلاف ہے۔ مؤلف نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن ہلال کا طریقہ اچھا نہیں تھا بلکہ وہ فاجر' زندیق اور تارک صلوٰۃ تھا' شیطان کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نماز چھوڑ دیتا تھا۔(مترجم)

چھٹی فصل

شیطان کی عجیب وغریب باتیں

دل میں پیدا ہونے والے خیالات کے بارے میں شیطان کا خبر دینا

مجھے میرے والد نے بسند یہ بات بتائی کہ حجاج بن یوسف کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس پر جادوگری کا الزام تھا' حجاج نے کہا کیا تم جادوگر ہو؟ اس نے کہا "نہیں" حجاج نے ایک مٹھی میں کنکریاں لیں اور ان کو شمار کرنے کے بعد اس شخص سے کہا میرے ہاتھ میں کتنی کنکریاں ہیں؟ اس نے کہا اتنی اتنی' حجاج نے وہ کنکریاں پھینک دی پھر مٹھی بھر دوسری کنکریاں اٹھائیں اور ان کو شمار نہیں کیا اور کہا "میرے ہاتھ میں کتنی کنکریاں ہیں؟ اس نے کہا معلوم نہیں۔ حجاج نے کہا تمہیں پہلی مرتبہ کیسے معلوم ہوا اور دوسری مرتبہ نہیں اس نے کہا پہلی مرتبہ آپ کو معلوم ہوا تو آپ کے وسواس (یعنی وسوسہ ڈالنے والے شیطان) کو بھی معلوم ہو گیا اور آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو بتا دیا۔ دوسری مرتبہ آپ کو معلوم نہیں تھا تو آپ کے وسواس کو بھی معلوم نہ ہو سکا اس لئے آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو نہیں بتایا تو مجھے بھی معلوم نہ ہو سکا۔"

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے اپنے دل میں ایک عورت کو یاد کیا اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا' آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا' آپ نے فلاں عورت کو یاد کیا ہے وہ حسین' شریف اور اچھے گھرانے کی عورت ہے۔ عمر بن خطابؓ نے کہا تمہیں یہ بات کس نے بتا دی؟ اس نے کہا لوگ یہ بات کہہ رہے ہیں۔ عمر بن خطابؓ نے کہا "بخدا میں نے کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا آخر یہ کیسے معلوم ہو گیا پھر خود ہی فرمایا "ہاں اب سمجھ میں آیا کہ خناس نے یہ بات اڑائی ہے۔"

ابوالجوزاء سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے دن اپنی بیوی کو طلاق دی اور دل میں سوچا کہ دوسرے جمعہ کو رجوع کر لوں گا اور یہ بات کسی سے نہیں

بتائی "میری عورت نے کہا کیا آپ مجھے رجوع کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا یہ بات تو میں نے کسی سے نہیں کہی تھی۔ پھر مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات یاد آئی کہ ایک آدمی کا وسواس دوسرے آدمی کے وسواس کو بتاتا ہے اور وہیں سے بات پھیل جاتی ہے۔"

شیطان ابن آدم کو جس چیز کی دعوت دیتا ہے اس کے چھ مراتب ہیں۔

سبرہ بن ابی فاکہہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شیطان ابن آدم کی راہوں میں بیٹھا ہوا ہے چنانچہ وہ اس کے اسلام کی راہ میں بیٹھا ہوا ہے اور کہتا ہے کیا تم اسلام لا کر اپنی ذریت اور باپ دادوں کے دین کو چھوڑ دو گے؟" آپ نے فرمایا: ابن آدم اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں' پھر وہ اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے "کیا تم ہجرت کر رہے ہو اور اپنے آسمان و زمین کو چھوڑے جا رہے ہو۔ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو لمبی رسی میں بندھا ہوا ہو" ابن آدم ہجرت کی راہ پر چل پڑتا ہے اور شیطان کی بات ٹھکرا دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے جہاد یعنی جان و مال کو خرچ کرنے کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے "تم لڑو گے تو مارے جاؤ گے پھر تمہاری بیوی دوسرے سے شادی کر لے گی اور جائداد تقسیم ہو جائے گی۔" ابن آدم اس کی بات ٹھکرا دیتا اور میدان جہاد میں اتر جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے' اگر وہ قتل ہو تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے' اگر اس کی سواری اس کو کچل دے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔"

شیطان کی دعوت کے چھ مراحل یہ ہیں۔

پہلا مرحلہ:۔ کفر' شرک اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی' جب اس کو

ابن آدم سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے تو اس کی آہ و کراہ بند ہوتی ہے اور پریشانی سے راحت مل جاتی ہے' شیطان کو سب سے پہلے انسان سے یہی چیز مطلوب ہوتی ہے۔

دوسرا مرحلہ:- بدعت' شیطان کو فسق و فجور سے زیادہ بدعت سے محبت ہے۔ کیونکہ اس سے براہ راست دین پر چوٹ پڑتی ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں:

"شیطان کو معصیت سے زیادہ بدعت سے اس لئے محبت ہے کیونکہ معصیت سے توبہ کرلی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی" جب وہ اس سے بھی عاجز رہتا ہے تو تیسرے مرحلہ کا رخ کرتا ہے"

تیسرا مرحلہ:- گناہ کبیرہ' جس کی مختلف قسمیں ہیں۔ جب وہ اس سے بھی عاجز رہتا ہے تو چوتھے مرحلہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

چوتھا مرحلہ:- گناہ صغیرہ' جو اگر جمع ہو جائیں تو آدمی کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں' جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"معمولی گناہوں سے بچو کیونکہ اس کی مثال اس جماعت کی سی ہے جو کسی جنگل میں ٹھہرتی ہے چنانچہ ہر شخص ایندھن کے لئے لکڑی لے کر آتا ہے یہاں تک کہ زبردست آگ روشن کی جاتی ہے' لوگ اس میں کھانا پکاتے ہیں اور گوشت بھونتے ہیں۔"

جب شیطان اس سے بھی عاجز ہوتا ہے تو پانچویں مرحلے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

پانچواں مرحلہ:- مباح چیزوں میں مشغول ہونا۔ جن کے کرنے پر نہ ثواب ہے نہ عتاب بلکہ ان میں مشغول ہونے سے ثواب کے جو دوسرے کام چھوٹ گئے وہی اس کا عتاب ہے۔ جب وہ اس سے بھی عاجز رہتا ہے تو چھٹے مرحلہ کا تجربہ کرتا ہے۔

چھٹا مرحلہ:- یعنی وہ انسان کو افضل ترین عمل سے روک کر اس سے کمتر عمل میں مشغول رکھتا ہے تاکہ وہ افضل ترین عمل کے ثواب سے محروم ہو جائے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَحزبہ۔

وہ کام جس کو ابلیس سے پہلے کسی نے نہیں کیا

ابن سیرین کہتے کہ سب سے پہلا شخص جس نے قیاس و اندازہ کیا ابلیس ہے' سورج اور چاند کی پرستش قیاس ہی کی بنیاد پر ہوئی۔

حسن بصری نے کہا کہ ابلیس نے قیاس کیا اور وہی سب سے پہلا قیاس کرنے والا تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے اور آدم کے درمیان قیاس و موازنہ کیا تو دیکھا کہ وہ آدم سے برتر ہے چنانچہ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ اس کے اور تمام فرشتوں کے لئے حکم موجود تھا۔ اگر حکم کے مقابلہ میں قیاس ہو تو قیاس کا کوئی اعتبار نہیں۔ پھر وہ بذات خود ایک فاسد چیز ہے۔

ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ سب سے پہلے عشاء کا نام عتمہ کس نے رکھا؟ انہوں نے کہا شیطان نے' بغوی کہتے ہیں کہ شیطان وہ پہلا شخص ہے جس نے نوحہ کیا۔ جابر نے بسند مرفوع روایت کیا کہ سب سے پہلا شخص جس نے راگ سے گایا شیطان ہے۔ واللہ اعلم۔

شیطان کے جھنڈا گاڑنے کی جگہ

صحیح مسلم میں سلمان فارسی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جہاں تک ہو سکے تم بازار میں سب سے پہلے نہ داخل ہونا نہ سب سے اخیر میں وہاں سے نکلنا کیونکہ وہ شیطان کی رزمگاہ ہے اور وہاں اس کا جھنڈا گاڑا جاتا ہے۔"

ابلیس کے پانچ لڑکے

مجاہد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ "ابلیس کے پانچ لڑکے ہیں ان میں سے ہر ایک کو اس نے ایک کام پر متعین کر دیا ہے' پھر مجاہد نے سب کے نام ذکر کئے ہیں کہ وہ: ثبر' اعور' مسوط' واسم' اور

زلنبور ہیں۔

"ثبر" کے ذمہ مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں وہ لوگوں کو ہلاک ہونے' گریبان چاک کرنے' گال پیٹنے اور جاہلیت کے نعرے لگانے کا حکم دیتا ہے۔

"اعور" کے ذمہ زنا ہے وہ زناکاری کا حکم دیتا اور اس کو حسین شکل میں پیش کرتا ہے۔

"مسوط" کے ذمہ جھوٹ ہے وہ جھوٹ کو سنتا ہے اور جب کسی آدمی سے ملاقات ہوتی ہے تو اس کو جھوٹی خبریں بتاتا ہے وہ آدمی اپنی قوم میں جا کر کہتا ہے' میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو چہرے سے جانتا ہوں نام سے نہیں' اس نے مجھ سے ایسا ایسا بیان کیا۔

"داسم" کا کام یہ ہے کہ وہ آدمی کے ساتھ اس کے اہل و عیال کے پاس آتا ہے اور ان کے عیوب کو اس کے سامنے پیش کر کے اس کے اہل و عیال کے خلاف بھڑکاتا ہے۔

"زلنبور" کے ذمہ بازار ہے' بازار میں اس کا جھنڈا گاڑا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

شیطان انسان کے ہر کام میں موجود ہوتا ہے

مسلم اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شیطان تمہارے ہر کام میں موجود ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی' اس لئے اگر کسی کا لقمہ گر پڑے تو اسے چاہئے کہ اس کو اٹھا لے اور گندگی صاف کر کے کھا لے' شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ نہیں معلوم کھانے کے کس لقمہ میں برکت ہے۔"

ہمبستری کے وقت شیطان کی موجودگی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا))

"اللہ کے نام سے' اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور ہماری (ہونے والی) اولاد کو شیطان سے دور رکھ۔"

تو دونوں کے ملاپ سے جو اولاد ہو گی اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بخاری و مسلم) ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں مجاہد سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے اور اللہ کا نام نہیں لیتا تو جن اس کے پیشاب کرنے کے سوراخ پر کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے ساتھ (اس کی بیوی سے) ہمبستری کرتا ہے۔ اسی کو اللہ نے فرمایا:

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَاجَآنٌّ ﴾ (الرحمٰن:۵۶)

"ان (حوروں) کو ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے نہیں چھوا ہو گا۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ دونوں نے اس بات کی ممانعت کی کہ آدمی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرے' اگر وہ کرتا ہے تو شیطان اس سے پہلے اس کی بیوی سے جماع کر لیتا ہے اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو مخنث بچہ پیدا کرتی ہے۔ اس کو طرطوشی نے اپنی کتاب "تحریم الفواحش" میں ذکر کیا۔

خالی بستر پر شیطان سوتا ہے

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: کسی گھر میں بستر بچھا ہوا ہو اور اس پر کوئی سونے والا نہ ہو تو اس پر شیطان سوتا ہے۔

مصنف کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ بات علی الاطلاق نہیں کہی جا سکتی' بلکہ جب بستر بچھایا جائے اور اللہ کا نام نہ لیا جائے تب ایسا ہوتا ہے۔ یہ بات بستر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر چیز خواہ وہ کھانا ہو یا پانی' کپڑا ہو یا ضرورت کا اور دوسرا سامان اگر اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس میں تصرف کرتا ہے یا تو اس کو بالکل ضائع کر دیتا ہے جیسے کھانا پانی وغیرہ یا عین ذات برقرار رہتی ہے لیکن وہ استعمال میں آ

چکی ہوتی ہے' گزشتہ صفحات میں ان احادیث کا تذکرہ ہو چکا ہے جن سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ واللہ اعلم۔

شیطان کے بیٹھنے کی جگہ

ابو بکر خلال "کتاب الادب" میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: "آدمی کا کچھ دھوپ اور کچھ سائے میں بیٹھنا شیطان کا بیٹھنا ہے۔"

سعید بن مسیب سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ: "شیطان کا قیلولہ (دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرنا) دھوپ اور سائے کے درمیان ہوتا ہے۔"

قتادہ سے مروی ہے کہ کہا جاتا تھا کہ "شیطان دھوپ اور سائے کے بیچ میں بیٹھتا ہے اس طرح بیٹھنا اچھا نہیں۔"

ظالم قاضی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے

ترمذی میں عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب تک قاضی ظلم نہیں کرتا اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جوں ہی ظلم کرے اللہ تعالیٰ اس سے سبکدوش ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔"

شیطان ایک جوتے میں چلتا ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے کیونکہ ایک جوتے میں شیطان چلتا ہے۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"اگر کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک وہ درست نہ ہو دوسرا جوتا پہن کر نہ چلے۔" (بخاری ومسلم)

شیطان کی حوا سے ملاقات

امام احمد کہتے ہیں کہ سمرہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"جب حوا کو بچہ پیدا ہوا تو شیطان نے ان کے ارد گرد چکر لگایا' حوا کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا' شیطان نے کہا "اس کا نام عبدالحارث رکھو وہ ضرور زندہ رہے گا' چنانچہ حوا نے اس کا نام عبدالحارث رکھا' یہ شیطان کی وحی اور حکم تھا۔"

ترمذی' ابن جریر' ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اسی طرح روایت کیا۔ لیکن یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔

شیطان کی نوح علیہ السلام سے کشتی میں ملاقات

ابوبکر بن عبید نے سالم بن عبداللہ سے روایت کیا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ "جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو انہوں نے کشتی میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کو وہ پہچانتے نہیں تھے۔ انہوں نے اس بوڑھے سے کہا تم کشتی میں کیسے آ گئے؟ اس نے کہا اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں کا شکار کروں' ان کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم آپ کے ساتھ' نوح علیہ السلام نے فرمایا: دشمن خدا بھاگ یہاں سے' اس نے کہا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں' ان میں سے تین چیزیں میں آپ کو بتاتا ہوں دو چیزیں نہیں بتاؤں گا' تبھی نوح علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ تین چیزوں کی ضرورت نہیں آپ کہئے کہ بس دو ہی بتا دے کیونکہ انہی دو چیزوں سے اس نے لوگوں کو برباد کیا ہے۔ شیطان نے کہا وہ دونوں چیزیں حسد اور لالچ ہیں' حسد کی وجہ سے میں ملعون و مردود ہوا اور لالچ کی وجہ سے آدم نے پوری جنت کو مباح سمجھ لیا چنانچہ لالچ سے میں نے ان کو شکار کر لیا۔

ابلیس نے پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا "اے موسیٰ! اللہ نے آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا اور آپ سے ہم کلام ہوا ہے' میں اللہ ہی کی مخلوق ہوں'

میں نے گناہ کیا ہے' میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ اللہ سے شفاعت کیجئے کہ وہ میری توبہ قبول کر لے" موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تو جواب ملا کہ آپ کی دعا قبول کر لی گئی' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے ملاقات کی اور کہا: تمہیں حکم ملا ہے کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرو توبہ قبول کر لی جائے گی ابلیس کی رگ تکبر بھڑکی اس نے غصہ میں کہا' آدم جب زندہ تھے تو میں نے ان کو سجدہ نہیں کیا بھلا مرنے کے بعد میں ان کو سجدہ کر سکتا ہوں؟ پھر ابلیس نے کہا: اے موسیٰ؟ آپ نے اپنے رب کے پاس میری شفاعت کی تھی اس کے بدلہ میں میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں وہ یہ کہ تین موقعوں پر مجھے یاد رکھنا' انہی تین چیزوں سے میں ہلاک کرتا ہوں' غصہ کے وقت مجھے یاد رکھنا کیونکہ میری وحی (وسوسہ) تمہارے دل میں ہے۔ میری آنکھ تمہاری آنکھوں میں ہے اور میں تمہارے جسم میں خون کی طرح گردش کر رہا ہوں۔ اور مجھے جنگ میں یاد رکھنا کیونکہ جب ابن آدم گھمسان کی رن میں ہوتا ہے میں اس کے پاس آتا ہوں اور اس کو اس کے بیوی بچے اور اہل و عیال کی ایسی یاد دلاتا ہوں کہ وہ جنگ سے بھاگ جاتا ہے اور تیسری چیز یہ کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا کیونکہ میں تمہارے پاس اس کا قاصد اور اس کے پاس تمہارا قاصد بن کر جاتا ہوں۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی کشتی لنگر انداز ہوئی تو نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ ابلیس کشتی کے دنبالہ پر بیٹھا ہے' نوح نے اس سے کہا: تمہارا برا ہو' تمہاری وجہ سے زمین والے غرق آب ہوئے۔ تم نے ان کو برباد کر دیا۔ ابلیس نے کہا: تو کیا کیا جائے؟ نوح علیہ السلام نے کہا: توبہ کرو۔ اس نے کہا: اپنے رب سے پوچھئے کہ کیا توبہ ہو سکتی ہے؟ چنانچہ نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان کو وحی کی کہ ابلیس کی توبہ کی شکل یہ ہے کہ وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے۔ نوح علیہ السلام نے ابلیس سے کہا: تمہاری توبہ منظور ہو گئی۔ اس نے کہا کیسے؟ نوحؑ نے کہا اس طرح کہ تم آدم کی قبر کو سجدہ کرو۔ ابلیس نے کہا میں نے آدم کی زندگی میں تو اس کو سجدہ نہیں کیا بھلا مرنے کے بعد اس کو سجدہ کر سکتا ہوں۔

عبداللہ بن وہب سے مروی ہے وہ لیث سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس نے نوح علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا: اے نوح! حسد اور لالچ سے پرہیز کرنا کیونکہ میں نے حسد کیا تو جنت سے نکلا اور آدم نے شجر ممنوعہ کی لالچ کی تو ان کو بھی جنت سے نکلنا پڑا۔

شیطان کی ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات جب وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے لے جا رہے تھے

اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ ﴾

"میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔"

کی تفسیر میں زہری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو قاسم بن محمد نے بتایا کہ ابو ہریرہؓ اور کعب ایک جگہ جمع ہوئے۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ کعبؓ کو نبی ﷺ کے متعلق اور کعبؓ ابو ہریرہؓ کو گذشتہ کتابوں کے متعلق بتانے لگے' ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ میں نے اپنی امت کی شفاعت کی دعا قیامت کے لئے اٹھا رکھی ہے کعب نے کہا: کیا تم نے یہ بات براہ راست نبی ﷺ سے سنی ہے؟ ابو ہریرہ نے کہا ہاں۔ کعب نے کہا میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔ کیا میں تمہیں ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نہ بتاؤں جب انہوں نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ شیطان نے کہا تھا اگر میں اس وقت ان لوگوں کو نہ بہکاؤں تو پھر کبھی نہیں بہکا سکتا۔ کعب کہتے ہیں: چنانچہ ابراہیم اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے چلے تو شیطان سارہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ سارہ نے کہا کسی کام سے لے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا وہ اس کو کسی کام سے نہیں بلکہ ذبح کرنے لے کر گئے ہیں۔ سارہ نے کہا وہ اس کو کیوں ذبح کرنے لگے؟ شیطان نے کہا ان کا خیال ہے کہ ان کے رب نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ سارہ نے کہا اگر وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں تو بہتر ہی کر رہے

ہیں۔ شیطان وہاں سے نکلا اور اسحاق [1] سے کہنے لگا: تمہارے والد تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ اسحاق نے کہا کسی کام سے۔ شیطان نے کہا وہ تمہیں کسی کام سے نہیں بلکہ ذبح کرنے لے جا رہے ہیں۔ اسحاق نے کہا: وہ مجھے کیوں ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا: ان کا خیال ہے کہ ان کے رب نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ اسحاق نے کہا: بخدا اگر اللہ نے ان کو اس کا حکم دیا ہے تو ضرور ایسا ہی کیا جائے گا۔ شیطان وہاں سے ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ تم اپنے بیٹے کو کہاں لے جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ضرورت سے لے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا تم اسے ضرورت سے نہیں بلکہ اسے ذبح کرنے لے جا رہے ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں اس کو کیوں ذبح کرنے لگا؟ اس نے کہا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے رب نے تم کو ایسا حکم دیا ہے۔ ابراہیم نے کہا بخدا اگر اس کا یہ حکم ہے تو میں ایسا ہی کروں گا۔ شیطان مایوس ہو کر وہاں سے بھی نکل گیا۔ جب باپ بیٹے دونوں نے اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا اللہ کی طرف سے آواز آئی کہ۔

﴿ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴾ (الصافات: ۱۰۴۔۱۰۷)

”اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیئے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا۔“

زہری کہتے ہیں کہ اللہ نے اسحاق کو وحی کی کہ دعا مانگو تمہاری دعا قبول ہو گی۔ اسحاق نے کہا اے رب! میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں تو میری دعا قبول کرنا کہ اولین و

---

(۱) (اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ ذبیح کون ہے آیا اسمٰعیل یا اسحٰق۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ذبیح اسحٰق ہیں۔ لیکن صحیح ترین قول یہ ہے ذبیح اسمٰعیل ہیں عقلی و نقلی دلائل اسی کی تائید کرتے ہیں اور جمہور سلف کا یہی مسلک ہے۔) (مترجم)

آخرین میں سے جو بھی بندہ تجھ سے اس حال میں ملے کہ اس نے تیرے ساتھ شرک نہیں کیا ہے تو اس کو جنت میں داخل کرنا۔

شیطان کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیس آیا اس حال میں کہ اس کے سر پر بُرنَس (ایک قسم کی عربی ٹوپی) تھی۔ جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب آیا تو برنس اتار دی پھر موسیٰ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیھم یا موسیٰ۔ موسیٰ نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا ابلیس' موسیٰ نے کہا: تب تم پر اللہ کی سلامتی نہ ہو۔ تمہارا آنا کیسے ہوا؟ اس نے کہا: آپ سے سلام کرنے آیا تھا کیونکہ اللہ کے نزدیک آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ موسیٰ نے کہا: ابھی میں نے تمہارے سر پر جو چیز دیکھی تھی وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اس سے میں بنی آدم کے دلوں کا شکار کرتا ہوں' موسیٰ نے کہا: وہ کون سی چیز ہے جس کو اگر انسان کرے تو تم اس پر مسلط ہو جاتے ہو؟ اس نے کہا: جب وہ خود پسند ہو جائے۔ اپنے عمل کو عظیم سمجھے اور اپنے گناہوں کو بھول جائے۔ میں تمہیں تین چیزوں کے بارے میں تنبیہ کرتا ہوں: ایک یہ کہ تم کسی ایسی عورت سے خلوت میں نہ ملنا جو تمہارے لئے حلال نہ ہو کیونکہ جب کوئی شخص کسی غیر محرم عورت سے خلوت میں ملتا ہے تو میں اس کے ساتھ لگ جاتا ہوں یہاں تک کہ اس کو اس عورت کے فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ جب تم اللہ سے کوئی عہد کرو تو اس کو وفا کرو۔ کیونکہ جب کوئی شخص اللہ سے عہد کرتا ہے تو میں اس کے پیچھے پڑ کر وعدہ وفا کرنے کے راستہ میں حائل ہو جاتا ہوں۔ تیسری بات یہ کہ صدقہ نکالو تو عملی طور پر اس کو انجام تک پہنچا دو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اس کو انجام تک نہیں پہنچاتا میں اس کے پیچھے لگ جاتا ہوں یہاں تک کہ صدقہ کو نافذ کرنے کے راستہ میں حائل ہو جاتا ہوں۔ پھر شیطان یہ کہتے ہوئے غائب ہو گیا۔ برا ہو' برا ہو' برا ہو' موسیٰ کو ایسی بات معلوم ہو گئی جس سے وہ بنی آدم کو آگاہ کر دیں گے۔

فضیل بن عیاض سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بعض شیوخ نے بتایا کہ

ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس حال میں کہ وہ اپنے رب سے محو مناجات تھے۔ فرشتہ نے شیطان سے کہا: تم موسیٰ سے کیا چاہتے ہو جبکہ وہ اپنے رب سے بدستور محو مناجات ہیں؟ شیطان نے کہا: میں ان سے وہی چاہتا ہوں جو ان کے باپ آدم سے جنت میں چاہا تھا۔

شیطان کی ایوب علیہ السلام سے ملاقات

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شیطان نے کہا: اے رب! مجھے ایوب پر مسلط کر دے۔ اللہ نے فرمایا: میں تجھ کو ایوب کے مال و اولاد پر مسلط کرتا ہوں لیکن اس کے جسم پر نہیں۔ شیطان ایک جگہ ٹھہرا اور اپنی فوج کو جمع کرنے کے بعد ان سے کہا: مجھے ایوب پر مسلط کیا گیا ہے' تم لوگ اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو چنانچہ وہ لوگ آگ بن گئے پھر پانی بن گئے۔ ابھی مشرق میں تھے کہ اچانک مغرب میں ہو گئے اور ابھی مغرب میں تھے کہ اچانک مشرق میں ہو گئے۔ شیطان نے ان میں سے ایک گروہ کو ایوب علیہ السلام کی کھیتی کی طرف' ایک کو ان کے اونٹوں کی طرف' ایک کو گایوں کی طرف اور ایک کو ان کی بکریوں کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ وہ صرف صبر کے ذریعہ تم سے محفوظ رہ سکتے ہیں اس لئے تم پے درپے ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑو۔ چنانچہ کھیتی والا گروہ آیا اور ایوب علیہ السلام سے کہا: اے ایوب! کیا تم اپنے رب کو نہیں دیکھتے کہ اس نے تمہاری کھیتی پر آگ بھیجی جس نے ساری کھیتی خاکستر کر دی۔ پھر اونٹوں والا گروہ آیا اور کہنے لگا۔ اے ایوب! کیا تم اپنے رب کو نہیں دیکھتے کہ اس نے تمہارے اونٹوں کے پاس ایک دشمن بھیجا جو تمام اونٹ چرا لے گیا۔ پھر بکریوں والا گروہ آیا اور کہنے لگا۔ اے ایوب! کیا تم اپنے رب کو نہیں دیکھتے کہ اس نے تمہاری بکریوں کو چرانے کے لئے ایک دشمن بھیجا جو تمام بکریاں چرا لے گیا پھر شیطان نے ایوب علیہ السلام کے تمام بیٹوں سے تنہائی میں ملاقات کی اور تمام کو سب سے بڑے بیٹے کے گھر میں جمع کیا۔ وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے کہ اچانک آندھی چلی اور گھر کے درودیوار ان پر گر پڑے۔

شیطان ایوب علیہ السلام کے پاس ایک لڑکے کی شکل میں آیا جس کے کان میں دو

بالیاں تھیں، کہنے لگا: اے ایوب! کیا تم اپنے رب کو دیکھتے نہیں کہ اس نے تمہارے بیٹوں کو سب سے بڑے بیٹے کے گھر میں جمع کیا وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے کہ اچانک آندھی چلی اور گھر کے بام و در ان کے اوپر گر پڑے۔ کاش تم وہ منظر دیکھتے جب ان کا کھانا پانی ان کے خون میں لت پت ہو رہا تھا۔ ایوب علیہ السلام نے کہا: تم اس وقت کہاں تھے؟ اس نے کہا انہی کے ساتھ، ایوب نے کہا: پھر تم کیسے بچ گئے؟ اس نے کہا بس بچ گئے، ایوب علیہ السلام نے فرمایا: تم شیطان ہو، پھر ایوب علیہ السلام نے فرمایا: آج میری حالت اس دن کی سی ہے جب میری ماں نے مجھ کو جنم دیا تھا، پھر کھڑے ہوئے اور سر منڈایا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ابلیس نے اس زور سے چیخ ماری کہ آسمان و زمین کے لوگوں نے اس کی آواز سنی پھر وہ آسمان کی طرف رخ کر کے کہنے لگا۔ اے رب! ایوب گناہ کے ارتکاب سے بچ گیا تو اس کو میرے قبضہ میں کر دے، میں صرف تیری طاقت سے اس پر قابض ہو سکتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: میں نے اس کے جسم کو تیرے قبضہ میں دے دیا، لیکن اس کے دل پر قبضہ نہیں۔ شیطان آسمان سے اترا اور ایوب علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نیچے ایسی پھونک ماری کہ سر سے پیر تک پورا وجود حرکت میں آگیا اور ان کا جسم ایک پھوڑے میں تبدیل ہو گیا۔ ایوب علیہ السلام کی بیوی ان کی تیمار داری کرتی رہیں حتیٰ کہ ایک دن اس نے بھی کہہ دیا: اے ایوب! کیا آپ دیکھتے نہیں کہ بخدا میں اس قدر پریشان اور تنگدست ہو گئی ہوں کہ اگر ایک روٹی کے بدلہ اپنی بالیاں فروخت کروں تو آپ کو کھلا سکتی ہوں۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کو ٹھیک کر دے۔

ایوب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ ستر سال تک نعمتوں میں رہے اب صبر کرو تاکہ ستر سال مصیبت میں بھی گزر جائیں۔ چنانچہ سات سال تک وہ اس آزمائش میں مبتلا رہے۔

وہب بن منبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے ایوب علیہ السلام کی بیوی سے کہا تم لوگوں پر جو مصیبت آئی وہ کس وجہ سے آئی؟ انہوں نے کہا اللہ کی مشیت و تقدیر سے شیطان نے کہا: میرے پیچھے آؤ، وہ اس کے پیچھے گئیں، چنانچہ اس نے ان

کو ایک وادی میں وہ تمام چیزیں دکھائیں جو برباد ہو چکی تھیں' اور کہا: اگر تم مجھے سجدہ کرو تو یہ تمام چیزیں واپس دیتا ہوں' انہوں نے کہا: میرے شوہر ہیں میں ان سے پوچھ کر آتی ہوں' چنانچہ انہوں نے ایوب علیہ السلام کو یہ بات بتائی' ایوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا ابھی تک تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ شیطان ہے' اگر میں صحت مند ہو گیا تو تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔

شیطان کی یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے ملاقات

وہب بن ورد سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ خبیث ابلیس حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو نظر آیا اور کہنے لگا' میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا تم مجھے نصیحت مت کرو ہاں البتہ بنی آدم کے بارے میں کچھ بتاؤ! شیطان نے کہا' ہمارے نزدیک بنی آدم کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:۔ ہمارے لئے بہت پریشان کن ہے ہم اس کے پیچھے ایسا پڑتے ہیں کہ اس کو فتنہ میں ڈال دیتے ہیں اور اس پر بالکل قابض ہو جاتے ہیں لیکن وہ پھر توبہ و استغفار کر کے ہماری ساری محنت رائیگاں کر دیتا ہے' ہم دوبارہ اس کو فتنہ میں ڈالتے ہیں تو وہ پھر توبہ و استغفار کر لیتا ہے۔ چنانچہ نہ تو ہم اس سے مایوس ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کے تئیں ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے' اس وجہ سے ہم بہت پریشان ہیں۔

دوسری قسم:۔ وہ ہے جن کی حیثیت ہمارے نزدیک کسی بچہ کے ہاتھ میں گیند کی سی ہے ہم ان کو جس طرح چاہتے ہیں الٹتے پلٹتے ہیں۔

تیسری قسم:۔ وہ ہے جو آپ ہی کی طرح معصوم ہیں ہمارا ان پر کوئی بس نہیں چلتا۔ اس پر یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہارا مجھ پر بھی کبھی بس چل سکا؟ اس نے کہا: کبھی نہیں' صرف ایک مرتبہ آپ کھانا کھا رہے تھے تو میں آپ کی کھانے کی خواہش کو بڑھانے لگا یہاں تک کہ آپ نے ضرورت سے زیادہ کھالیا اور سو گئے اور اس رات نماز کے لئے نہیں اٹھے جس طرح ہر رات اٹھا کرتے تھے۔ یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: قسم بخدا اب میں کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا: بخدا میں بھی آپ کے بعد کسی نبی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ عبداللہ بن خبیق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے اپنی صحیح شکل میں یحیٰی علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یحیٰی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابلیس مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے نزدیک بہتر شخص کون ہے اور بدتر شخص کون؟ اس نے کہا میرے نزدیک سب سے بہتر شخص بخیل مومن ہے اور سب سے بدتر فاسق سخی۔ یحیٰی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیسے؟ اس نے کہا کیونکہ بخیل مومن کا بخل میرے لئے بس ہے' لیکن فاسق سخی کے بارے میں خدشہ ہے کہ مبادا اللہ تعالیٰ کو اس کی سخاوت کا علم ہو جائے اور اس کو قبول کر لے' پھر وہ یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا اگر آپ یحیٰی نہ ہوتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ واللہ اعلم۔

شیطان کی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

ابوبکر محمد نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا: آپ ہی کی شخصیت اتنی عظیم ربوبیت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ نے بچپن میں گہوارہ کے اندر بات کی حالانکہ آپ سے پہلے کسی نے گہوارہ میں بات نہیں کی' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: شان ربوبیت صرف اللہ کے لئے ہے جو مجھے مارے گا اور ان سب کو جن کو میں نے زندہ کیا' پھر مجھے دوبارہ زندہ کرے گا۔ شیطان نے کہا: بخدا آپ آسمان میں بھی معبود ہیں اور زمین میں بھی معبود ہیں۔ تبھی جبریل علیہ السلام نے شیطان کو اس زور سے طمانچہ لگایا کہ وہ سورج کی پہلی کرن کے پاس ہی جا کر رکا۔ پھر دوسرا طمانچہ مارا تو وہ گرم چشمہ کے پاس ہی جا کر رکا' پھر تیسرا طمانچہ مارا تو ساتویں طبقہ کے سمندر میں پہنچا دیا اور اتنے اندر تک دھنسا دیا کہ کیچڑ کا مزہ محسوس ہونے لگا۔ پھر شیطان وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا: اے ابن مریم! مجھے تم سے اتنی تکلیف پہنچی جتنی کسی کو کسی سے نہیں پہنچی ہو گی۔

طاؤس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ شیطان نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہنے لگا: اے ابن مریم! اگر تم سچے ہو تو اس پہاڑ پر چڑھو اور وہاں سے کود کر دکھاؤ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا برا ہو' کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابن آدم تو اپنے آپ کو ہلاک کر کے میرا امتحان نہ لے کیونکہ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

ابو عثمان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھ رہے تھے کہ ابلیس آیا اور کہنے لگا: آپ کا خیال ہے کہ ہر چیز قضا وقدر سے ہوتی ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں' ابلیس نے کہا: تب آپ اس پہاڑ سے کود کر دکھائیے اور کہئے کہ یہ چیز میرے مقدر میں تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ملعون! اللہ کو اپنے بندوں کا امتحان لینے کا حق ہے۔ بندوں کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ کا امتحان لیں۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا اور کہا یہ دنیا کا عاشق ہے۔ وہ اسی کی طرف نکلا اور اسی کا طلب گار ہوا۔ میں دنیا کی کسی چیز میں اس کا شریک نہیں ہو سکتا' نہ سر کے نیچے پتھر رکھوں گا اور نہ دنیا سے نکلنے سے پہلے وہاں ہنسوں گا۔

شیطان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

صحیح مسلم ابو درداءؓ سے ثابت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے چنانچہ ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا "اعوذ بالله منک" (میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) پھر فرمایا: "العنک بلعنة اللّٰه" (میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں) اور تین مرتبہ ہاتھ پھیلایا گویا آپ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے ہوں' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کہتے ہوئے سنا جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا اور دیکھا کہ آپ ہاتھ بھی پھیلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ میرے چہرے پر مارے' تو میں نے تین مرتبہ "اَعُوْذُ بِاللّٰه" پڑھا پھر کہا کہ میں تم پر اللہ کی بھرپور لعنت بھیجتا ہوں۔ لیکن وہ تینوں مرتبہ پیچھے نہیں ہٹا' میں نے سوچا اس کو پکڑ لوں' بخدا اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو وہ باندھ دیا جاتا اور مدینہ والوں کے بچے اس سے کھلواڑ کرتے۔

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر حملہ کیا تاکہ نماز تڑوا دے چنانچہ اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا' میں نے چاہا کہ اسے ستون میں باندھ

دوں تاکہ جب صبح ہو تو تم لوگ اس کا نظارہ کرو' تبھی مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی کہ: "اے رب مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کو مناسب نہ ہو" لہٰذا اللہ نے اس کو رسوا کر کے واپس کر دیا۔"

نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے پاس شیطان آیا آپ نے اس کو پکڑ کر پٹخ دیا اور اس کا گلا دبوچ دیا' آپ نے فرمایا: میں نے اس کو ایسا دبایا کہ اس کی زبان کی خنکی ہاتھ میں محسوس ہوئی' اگر سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو اس کو باندھ دیا جاتا تاکہ لوگ اس کا تماشہ دیکھیں۔"

شیطان کا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھاگنا اور عمر بن خطاب کا شیطان کو پچھاڑنا

بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت مانگی آپؐ کے پاس اس وقت قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ آپ سے سوالات کر رہی تھیں اور ان کی آواز آپ کی آواز سے اونچی ہوتی جاتی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت حجاب نازل ہوئی تو آپ نے حضرت عمر کو اجازت دی چنانچہ وہ آئے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنسائے اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول' آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں ان عورتوں پر تعجب کر رہا ہوں یہ میرے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً پردہ میں ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں' پھر فرمایا اے اپنے آپ کی دشمنو! کیا تمہیں میرا ڈر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر نہیں؟ رتوں نے کہا: ہاں' آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کلام اور درشت گو ہیں۔ تب نبی

ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب شیطان تمہیں کسی راستہ سے چلتا ہوا دیکھتا ہے تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چل پڑتا ہے۔

ترمذی اور نسائی میں بریدہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی جنگ میں نکلے' جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو ایک سیاہ فام لڑکی آئی اور کہنے لگی: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سالم واپس کر دے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی آپ نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تب تو بجا سکتی ہو ورنہ نہیں' اس نے کہا: میں نے نذر ہی مانی تھی' چنانچہ وہ بجانے کے لئے بیٹھ گئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے لیکن وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے لیکن وہ بجاتی رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے لیکن وہ بجاتی رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف کو سرین کے نیچے دبا لیا اور اس پر بیٹھ گئی' نبی ﷺ فرمایا: اے عمر تم سے شیطان بھی خوف کھاتا ہے' ابھی میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ لڑکی دف بجا رہی تھی ابوبکر آئے' علی آئے' عثمان آئے پھر بھی بجاتی رہی لیکن جب تم آ گئے تو اس نے دف کو سرین کے نیچے چھپا لیا اور اس پر بیٹھ گئی۔

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نکلے ان کی شیطان سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں میں تو تو میں میں ہوئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی شیطان کو نبی ﷺ کے صحابی نے پٹخ دیا' شیطان نے کہا: مجھے چھوڑو' میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو تم کو بھی بہت پسند آئے گی' انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ بتاؤ' اس نے کہا نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ دوسری مرتبہ پھر دونوں میں ٹھن گئی اور نبی ﷺ کے صحابی نے شیطان کو پچھاڑ دیا' شیطان نے کہا: چھوڑ دو میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں جو تم کو بہت پسند آئے گی' انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا بتاؤ' شیطان نے کہا نہیں بتاؤں گا' راوی کہتے ہیں۔ تیسری مرتبہ پھر دونوں میں ٹھن گئی چنانچہ نبی ﷺ کے صحابی نے شیطان کو پھر زیر کر دیا اور سینہ پر سوار ہو کر اس کے انگوٹھے کو کاٹنے لگے' شیطان نے کہا مجھے چھوڑو'

انہوں نے کہا: اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک وہ بات نہ بتاؤ گے شیطان نے کہا: وہ سورہ بقرہ ہے اس کی جو بھی آیت شیطانوں کے مجمع میں پڑھی جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتے ہیں اور جس گھر میں اس کی تلاوت نہ کی جائے اس میں شیطان آتے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! وہ صحابی رسول کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ عمر بن خطابؓ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔؟

شیطان کا قارون کو گمراہ کرنا

ابوبکر قرشی نے سلیمان سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ قارون کے سامنے ابلیس رونما ہوا راوی کہتے ہیں کہ قارون چالیس سال تک ایک پہاڑ میں مقیم تھا' اس میں عبادت و ریاضت کرتا' حتیٰ کہ وہ عبادت میں بنی اسرائیل سے بھی بازی لے گیا تھا ابلیس نے اس کے پاس اپنے چیلے بھیجے' تو وہ اس کو گمراہ نہ کر سکے چنانچہ وہ خود آیا اور قارون کے ساتھ عبادت میں مصروف ہو گیا' قارون تو افطار بھی کرتا لیکن ابلیس افطار بھی نہ کرتا' وہ اتنی عبادت کا مظاہرہ کرنے لگا جتنی قارون بھی نہ کر سکتا' چنانچہ قارون کے سامنے متواضع بن گیا۔ ابلیس نے قارون سے کہا: اے قارون تم بس اسی پر قناعت کر بیٹھے ہو نہ بنی اسرائیل کے کسی جنازہ میں شریک ہوتے ہو نہ کسی جماعت میں۔ راوی کہتے ہیں کہ شیطان قارون کو پہاڑ سے گرجا میں لے آیا' شہر کے لوگ دونوں کے لئے گرجا میں کھانا لے کر آنے لگے۔ راوی کہتے ہیں پھر شیطان نے قارون سے کہا: ہم یہاں بیٹھ کر بنی اسرائیل پر بوجھ بن گئے ہیں۔ قارون نے کہا: تو تمہارا کیا خیال ہے؟ شیطان نے کہا ایک دن تلاش معاش کے لئے نکلا جائے اور بقیہ ہفتہ عبادت کی جائے' قارون نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد شیطان نے قارون سے کہا: ہم لوگ بس اتنے پر قانع ہو گئے ہیں ہم نہ صدقہ کرتے ہیں اور نہ کچھ اور' قارون نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ایک دن کمایا جائے اور ایک دن عبادت کی جائے۔ جب ایسا ہو گیا تو شیطان قارون کو چھوڑ کر چلا گیا اور قارون کے لئے دنیا کے خزانے کھل گئے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشَرِّه۔

ساتویں فصل

شیطان کی تخلیق کا فلسفہ

شیطان کی تخلیق کا فلسفہ

شیطان تمام خرابیوں اور پریشانیوں کا سرچشمہ ہے وہی دنیوی و اخروی بربادی کی طرف لے جاتا اور ہر طرف اور ہر جگہ اپنا جھنڈا لہراتا ہے۔ وہ لوگوں کو کفر اور معصیت الٰہی کی دعوت دیتا ہے تو کیا اس کی تخلیق کے پس پشت کوئی حکمت پنہاں ہے۔ آخر وہ کون سی حکمت ہے؟

اس سوال کا جواب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "شفاء العلیل ص ۳۲۲" میں دیا ہے' آپ فرماتے ہیں:

"ابلیس اور اس کی فوج کو پیدا کرنے میں اتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کی تفصیل صرف اللہ کو معلوم ہے۔"

۱۔ شیطان اور اس کے چیلوں سے لڑنے میں عبودیت کے مراتب کی تکمیل:

پہلی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو عبودیت کے ان مراتب کی معراج پر پہنچانا چاہتا ہے جو اللہ کے دشمن سے لڑنے' اللہ کی خاطر اس کی مخالفت کرنے' اس کو اور اس کے ساتھیوں کو غضب ناک کرنے اور اس کے مکروفریب سے اللہ کی پناہ مانگنے پر ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ نیز اس پر وہ بہت سے دنیوی و اخروی مصالح مرتب ہوتے ہیں جو اس کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اور جو چیز کسی چیز پر موقوف ہو وہ اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

۲۔ بندوں کا گناہوں سے ڈرنا

دوسری حکمت یہ ہے کہ جب فرشتوں اور مومنوں نے ابلیس کی حالت زار اور اس کا ملکوتیت کی بلندی سے شیطنت کی پستی کی طرف انحطاط دیکھ لیا تو ان کے دل میں گناہوں کا خوف اور زیادہ مضبوط اور گہرا ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ جب فرشتوں نے اس کو دیکھا تو ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی اور عبودیت پیدا ہو گئی اور خضوع و خوف پیدا ہو گیا جیسا کہ دنیوی بادشاہ کے غلاموں کی حالت ہوتی ہے کہ جب وہ دیکھتے

ہیں کہ بادشاہ نے ان میں سے کسی کو بری طرح ذلیل کیا ہے تو ان کا خوف و احتیاط اور بڑھ جاتا ہے۔

۳۔ شیطان سامان عبرت

تیسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان لوگوں کے لئے سامان عبرت بنایا ہے جو اس کے احکام کی مخالفت' اس کی اطاعت سے تکبر اور اس کی نافرمانی پر اصرار کرتے ہیں۔ اسی طرح اس نے ابوالبشر آدم علیہ السلام کی غلطی کو ان لوگوں کے لئے سامان عبرت بنایا جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزں کا ارتکاب یا اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں پھر اس پر شرمندہ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان دونوں کے باپوں کو گناہ میں ڈال کر ان کی آزمائش کی' اس باپ کو ان لوگوں کے لئے عبرت بنایا جو اپنی غلطی پر اصرار کرتے ہیں اور اس باپ کو ان لوگوں کے لئے نصیحت بنایا جو گناہ کے بعد خدا کے حضور میں توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اس کے اندر اللہ کی کتنی عظیم حکمتیں اور نشانیاں ہیں۔

۴۔ شیطان بندوں کے لیے فتنہ و آزمائش

چوتھی حکمت یہ ہے کہ شیطان کسوٹی ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ اللہ نے نوع انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ مٹی نرم بھی ہے سخت بھی' اچھی بھی ہے بری بھی' کس کا خمیر کس مٹی سے بنا ہے یہ ظاہر ہونا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو تمام زمین سے لی گئی تھی' چنانچہ آدم کی اولاد بھی اسی پر پیدا ہوئی' ان میں اچھے بھی ہیں برے بھی' سخت بھی ہیں نرم بھی' جو جس مادہ سے بنا ہو گا اس میں وہ مادہ ضرور رہے گا' اللہ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ وہ اس مادہ کو ظاہر کرے' اس کے اظہار کے لئے ایک سبب ناگزیر تھا' چنانچہ ابلیس کو کسوٹی بنایا گیا جس کے ذریعہ اچھے اور برے میں تمیز ہو سکے۔ اللہ نے انبیاء و رسل کو بھی اس کام کے لئے کسوٹی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ﴾ (آل عمران: ۱۷۹)

"اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔"

اس نے رسولوں کو مکلف بندوں کی طرف مبعوث فرمایا ان میں اچھے بھی تھے اور برے بھی' جو اچھا تھا وہ اچھے کے ساتھ مل گیا اور جو برا تھا وہ برے کے ساتھ ہو گیا۔

اللہ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس نے دارالامتحان یعنی دنیا میں اچھے اور برے تمام لوگوں کو ایک ساتھ رکھا جب وہ دارالقرار یعنی آخرت میں منتقل ہوں گے تو اچھے اور برے کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اس علیحدگی میں عظیم حکمت و قدرت مضمر ہے۔

۵۔ متضاد چیزوں کی تخلیق کے ذریعہ کمال قدرت کا اظہار

پانچویں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جبریل اور فرشتے ابلیس اور شیاطین جیسی متضاد چیزوں کو پیدا کر کے اپنی کمال قدرت کا اظہار کرنا چاہتا ہے' یہ اس کی قدرت' مشیت اور قوت کی عظیم ترین نشانی ہے وہ آسمان و زمین' روشنی و تاریکی' جنت و جہنم' آب و آتش' سرد و گرم' اور طیب و خبیث جیسی متضاد چیزوں کا خالق ہے۔

۶۔ ضد کا حسن ضد سے ظاہر ہوتا ہے

چھٹی حکمت یہ ہے کہ کسی چیز کے ضد کی تخلیق اس کے ضد کے حسن کا کمال ہے کیونکہ ضد کا حسن اس کی ضد ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر بدصورتی نہ ہوتی تو خوبصورتی کی اچھائی سمجھ میں نہ آتی اور غریبی نہ ہوتی تو امیری کی قدر نہ معلوم ہوتی۔

۷۔ شیطان کے ذریعہ آزمائش تکمیل شکر کا طریقہ

ساتویں حکمت یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا مختلف طریقوں سے شکریہ ادا کیا جائے اس میں شک نہیں کہ اللہ کے دشمن ابلیس اور اس کی فوج کے پائے جانے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے کی وجہ سے اللہ کے بندوں نے اللہ کا اتنے مختلف طریقوں سے شکریہ ادا کیا کہ اگر شیطان نہ ہوتا تو وہ اتنے طریقوں سے اس کا شکر ادا نہ کرتے۔ آدم علیہ السلام کے اس شکر میں جب وہ جنت میں تھے اور ابھی وہاں سے نکالے نہیں گئے تھے اور اس شکر میں جب ان کو شیطان کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی کتنا عظیم فرق ہے۔

۸۔ تخلیق ابلیس عبودیت کی گرم بازاری کا ذریعہ

آٹھویں حکمت یہ ہے کہ محبت، انابت، توکل، صبر رضا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین عبودیت ہے، اس عبودیت کی تکمیل جہاد، اللہ کے لئے ایثار و قربانی اور اس کی محبت کو ہر شخص کی محبت پر مقدم رکھنے سے ہوتی ہے۔ جہاد عبودیت کا اعلیٰ ترین مقام اور اللہ کی سب سے پسندیدہ بندگی ہے۔ شیطان اور اس کی فوج کی تخلیق میں اسی عبودیت اور اس کے ملحقات کی گرم بازی مضمر تھی جس کے فوائد، حکمتیں اور مصلحتیں صرف اللہ کو معلوم ہیں۔

۹۔ شیطان کی تخلیق اللہ کی نشانیوں کے ظہور کا ذریعہ

نویں حکمت یہ ہے کہ جو اللہ کے رسولوں کی مخالفت کرے ان کو جھٹلائے اور ان سے دشمنی رکھے ایسے شخص کی تخلیق سے اللہ کی نشانیاں اور عجیب و غریب قدرتوں کا ظہور ہوا اور ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن کا ہونا اللہ کو زیادہ پسند اور اس کے بندوں کے لئے زیادہ نفع بخش تھا، ان کے نہ ہونے سے جیسے طوفان، لاٹھی، ید بیضاء، سمندر کا پھٹنا، ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالنا یہ اور اس طرح کی بے شمار نشانیوں کا ظہور، ان سب نشانیوں کے ظہور کے لئے اسباب کا ہونا ناگزیر تھا۔

۱۰۔ اللہ کے اسماء کے متعلقات کا ظہور

دسویں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

بہت سے نام ہیں جن میں خَافِضٌ (پست کرنے والا) "رَافِعٌ" (بلند کرنے والا) "مُعِزٌّ" (عزت دینے والا) "مُذِلٌّ" (ذلیل کرنے والا) "حَکَمٌ" (فیصلہ کرنے والا) "عَدْلٌ" (انصاف کرنے والا) "مُنْتَقِمٌ" (بدلہ لینے والا) وغیرہ بھی ہیں۔ ان ناموں کا تقاضا ہے کہ ان کے کچھ متعلقات ہوں جو احسان' رزق اور رحمت وغیرہ معانی کی طرح ان کے معانی کے بھی مظہر ہوں لہٰذا ان متعلقات یعنی مظاہر کا وجود ضروری ہے۔

۱۱۔ اللہ کی مکمل حکومت اور کھلے تصرف کے آثار کا ظہور ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مکمل حکومت والا حاکم ہے اس کی مکمل حاکمیت میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ جس طرح چاہے تصرف کرے' کسی کو ثواب دے کسی کو عذاب' کسی کو عزت دے' کسی کو ذلت' کسی کو اس کا منصفانہ حق دے کسی کو حق سے بھی زیادہ دے دے' چنانچہ جس طرح اس نے ایک قسم سے متعلق لوگوں کو پیدا کیا اسی طرح دوسری قسم سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی پیدا کرنا ضروری تھا۔

۱۲۔ ابلیس کا وجود اللہ کی کمال حکمت ہے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام حکیم ہے۔ حکمت اس کی صفت ہے' اس کی حکمت اس بات کو مستلزم ہے کہ ہر چیز اپنی اسی جگہ پر رکھی جائے جو اس کے سوا کسی کے شایان شان نہ ہو۔ چنانچہ اللہ کی حکمت اس بات کی مقتضی تھی کہ متضاد چیزیں پیدا کی جائیں اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی اسی صفت اور خصوصیت کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو اس کے علاوہ کسی کو زیب نہ دیتی ہو' اسی سے حکمت اپنے درجۂ کمال کو پہنچ سکتی ہے لہٰذا نوع شیطانی کا وجود کمال حکمت بھی ہے اور کمال قدرت بھی۔

۱۳۔ ابلیس کی تخلیق اللہ کے صبر اور بردباری کے اظہار کا ذریعہ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے سامنے اپنی بردباری' صبر'

نرمی' وسعت رحمت' اور جود و سخاوت کا اظہار کرے چنانچہ اس کا تقاضا تھا کہ ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو اللہ کے ساتھ شرک کرے' اس کے احکام سے سرتابی کرے' اس کی مخالفت کرنے اور اس کو ناراض کرنے میں کوشاں رہے بلکہ اس کی ہمسری بھی کرنا چاہے اور ان تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کو اچھی اچھی نعمتوں سے نوازے' اس کو خیروعافیت بخشے' اس کے لئے مختلف قسم کے اسباب راحت فراہم کرے' اس کی دعائیں سنے' اس کی مصیبت دور کرے' اور اس کے ساتھ بالکل اس کے برعکس کفرد شرک کے مقابلہ میں فضل و کرم کا معاملہ کرے' اس میں اللہ تعالیٰ کی کتنی حکمتیں اور تعریفیں ہیں۔

ابلیس کے تاقیامت زندہ رہنے کی حکمت

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "شفاء العلیل ص ۳۲۷" میں اس کا بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دیا ہے۔

بندوں کا امتحان

چنانچہ علامہ نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کسوٹی اور آزمائش بنایا ہے جس سے اچھے برے اور دوست دشمن میں تمیز ہو جائے' اسی لئے اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کو قیامت تک زندہ رکھا جائے تاکہ اس کی تخلیق کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے اگر اس کو مار دیا جاتا تو وہ مقصد فوت ہو جاتا جیسا کہ حکمت کا تقاضا تھا کہ اللہ کے کافر دشمنوں کا وجود دنیا میں تاقیامت رہے اگر انہیں بالکل ختم کر دیا جاتا تو وہ بہت سی حکمتیں بیکار ہو جاتیں جو ان کے زندہ رہنے میں مضمر ہیں۔ چنانچہ جس طرح خدا کی حکمت کے تقاضہ کے مطابق ابوالبشر آدم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اسی طرح ان کے بعد ان کی اولاد کا بھی امتحان ہو گا جو شیطان کی مخالفت اور اس سے دشمنی کرے گا وہ سعادت سے ہم کنار ہو گا اور جو اس کی موافقت اور اس سے دوستی کرے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا۔

سابقہ نیک اعمال کے بدلہ میں لمبی عمر

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چونکہ پہلے سے اللہ کے علم و حکمت میں یہ بات

تھی کہ شیطان کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا اور چونکہ وہ اطاعت و عبادت کر چکا ہے تو اللہ نے اس کو اس کی عبادت و اطاعت کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا۔ اس طرح کہ اس کو قیامت تک زندگی بخش دی کیونکہ اللہ کسی کو اس کے عمل کی نیکی سے محروم نہیں کرتا ہے' جہاں تک بندۂ مومن کا تعلق ہے تو اللہ اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا' لیکن کافر کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مل جائے گا' آخرت میں اس کے لئے کچھ نہ ہو گا جیسا کہ نبی ﷺ سے صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔

گناہوں میں اضافہ کے لیے لمبی عمر

شیطان کا قیامت تک زندہ رہنا اس کے حق میں عزت و کرامت نہیں کیونکہ اگر وہ پہلے ہی مرجاتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اس کے عذاب میں بھی کمی ہوتی اور شر میں بھی' لیکن چونکہ معصیت پر اصرار کرنے' جس ذات کے فیصلہ کو تسلیم کرنا چاہئے اس سے لڑنے' اس کی حکمت پر اعتراض کرنے اور اس کے بندوں کو اس کی بندگی سے روکنے کی وجہ سے شیطان کا جرم سنگین ترین ہو چکا ہے اس لئے اس کو اس سنگین جرم کی سزا بھی سنگین ہی ملے گی' چنانچہ اللہ نے اس کو دنیا میں زندہ رکھا اور خوب مہلت دے دی تاکہ اس جرم کے ساتھ اس کے ذریعہ اور گناہوں میں اضافہ ہو جائے اور ایسی سزا کا مستحق ہو جائے جو اس کے علاوہ کسی کو نہ دی جا سکتی ہو' چنانچہ وہ جس طرح شر اور کفر میں شرپسندوں کا سردار تھا اسی طرح سزا میں بھی ان کا سردار بن جائے گا' چونکہ ہر برائی کی جڑ اسی سے نکلتی تھی اس لئے جہنم میں بھی اس کو اسی طرح سزا دی جائے گی یعنی جہنمیوں کو جو عذاب ہوا کرے گا اس کی ابتدا شیطان سے ہو گی پھر وہ اس کے پیروکاروں تک پہنچے گا۔ یہ اللہ کا انصاف اور عظیم حکمت ہے۔

اس کو لمبی عمر دی گئی تاکہ مجرموں پر مسلط ہو جائے

شیطان کو تاقیامت زندہ رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے رب سے مخاصمہ کرتے ہوئے کہا تھا:

﴿ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (الاسراء: ٦٢)

"پھر وہ بولا دیکھ تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں گا' بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آدم علیہ السلام کی ذریت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس کے گھر میں رہنے کے قابل نہ ہوں گے ان کی وہی حیثیت ہو گی جو کوڑے کرکٹ کی ہوتی ہے اس لئے اللہ نے ان کے لئے شیطان کو زندہ رکھا اور بزبان تقدیر فرمایا کہ یہ ہیں تیرے دوست اور فرمانبردار' تو ان کے انتظار میں بیٹھ۔ جب ان میں سے کوئی تیرے پاس سے گزرے تو پکڑ لے اگر وہ میرا مطیع ہو گا تو میں اس کو تیرے قبضہ میں نہیں دوں گا کیونکہ میں مطیع اور فرمانبردار بندوں کا نگہبان ہوں۔ اور تو مجرموں کا سرپرست ہے جو میری دوستی اور خوشنودی سے بے نیاز ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴾ (النحل: ۹۹-۱۰۰)

"اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔"

رہا انبیاء اور رسولوں کو موت آنا تو یہ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تھے بلکہ اس لئے ہوا تاکہ وہ اللہ کی باعزت جگہ میں پہنچ جائیں اور دنیا کی مصیبتوں نیز اپنوں اور غیروں کی تکلیفوں سے چھٹکارا حاصل کر لیں اور تاکہ اللہ ان کے بعد دوسرے رسولوں کو پیدا کرے' ان کی موت ان کے اور ان کی امت دونوں کے لئے ٹھیک ہے' ان کے لئے اس لئے کہ انہیں دنیا سے نجات مل گئی اور انتہائی سرور و لذت کے ساتھ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اور امت کے لئے اس لئے کہ ان کی امت صرف ان کی زندگی میں اطاعت کی پابند نہ تھی بلکہ ان کی زندگی کی طرح موت

کے بعد بھی اطاعت کی پابند تھی' نیز انبیاء کے پیروکار اپنے انبیاء کی نہیں بلکہ ان کے حکم سے اللہ کی عبادت کرتے تھے اللہ کی ذات ہمیشہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں۔ انبیاء کی موت میں ان کے اور ان کی امت کے لئے کتنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں؟ اسی کے ساتھ تمام انبیاء بشر تھے اور اللہ نے بشر کو دنیا میں ہمیشہ رہنے والی مخلوق بنا کر نہیں پیدا کیا بلکہ ان کو زمین میں خلیفہ یعنی جانشین بنایا کہ ایک کے بعد دوسرا اس کا قائم مقام بنے۔ اگر تمام انسانوں کو ہمیشہ زندہ رکھتا تو ان کو خلیفہ بنانے میں جو حکمت و مصلحت تھی فوت ہو جاتی اور ان کے لئے زمین کا دامن تنگ ہو جاتا' موت ہر مومن کا نقطہ کمال ہے' اگر موت نہ ہوتی تو دنیا کی زندگی میں کوئی لطف نہ ہوتا اور لوگوں کو دنیا میں کوئی خوشی نہ ہوتی' زندگی کی طرح موت میں بھی حکمت ہے۔

بنی آدم کو ہلاک کرنے میں شیطان کہاں تک کامیاب ہوا؟

جب شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اللہ نے اس کو اپنی جنت و رحمت سے بے دخل کر کے اس پر غضب و لعنت بھیجی تو اس نے اللہ کے سامنے اپنے آپ سے یہ عہد کر لیا کہ وہ ہمیں گمراہ کر کے رہے گا اور ہم سے اپنی عبادت کروائے گا۔

﴿ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَا ضِلَّنَّهُمْ وَلَا مَنِّيَنَّهُمْ ﴾ (النساء: ۱۱۸-۱۱۹)

"(وہ اس شیطان کی عبادت کرتے ہیں) جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے اور جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقررہ حصہ لے کر رہوں گا' میں انہیں بھکاؤں گا' میں انہیں آرزوں میں الجھاؤں گا۔"

﴿ قَالَ اَرَءَ يْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (الاسراء: ۶۲)

"پھر وہ بولا دیکھ تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل

کی بیخ کنی کر ڈالوں' بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔"

تو شیطان بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے کے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا؟

تاریخ انسانیت پر نظر دوڑانے والا یہ دیکھ کر دنگ رہ جائے گا کہ کتنے لوگ گمراہ ہیں اور انہوں نے کس طرح رسولوں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلا دیا اور اللہ کا انکار کر دیا اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک ٹھہرایا' جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَ مَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (یوسف : ۱۰۳)

"مگر خواہ تم کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔"

اسی لئے ان پر اللہ کا غیظ و غضب نازل ہوا:

﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (المومنون : ۴۴)

"پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے' جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلا دیا اور ہم ایک کے بعد ایک قوم کو ہلاک کرتے چلے گئے حتیٰ کہ ان کو بس افسانہ ہی بنا کر چھوڑا' پھٹکار ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔"

عصر حاضر میں ہم جہاں کہیں دیکھیں ہر جگہ شیطان کے ماننے والوں کا شور سنائی دے گا۔ وہ شیطان کا جھنڈا اٹھائے اس کے افکار و نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اللہ کے نیک بندوں پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں۔ شیطان اپنے مقصد کے حصول میں کہاں تک کامیاب ہوا اس کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی ذریت میں سے جہنمی جماعت کو الگ کریں' جب آدم علیہ السلام اس جماعت کی تعداد کے متعلق پوچھیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ننانوے جہنم میں ایک جنت میں۔ ایک روایت میں ہے کہ نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں۔

اسی سے شیطان کا اس ذریت کے بارے میں اپنا خیال صحیح ثابت ہوا' انہوں نے نہ تو اپنے باپ کے ساتھ جو ہوا اس سے عبرت پکڑی اور نہ اپنے اسلاف پر جو

گزری اس سے سبق حاصل کیا اور یہ ملعون انہیں تباہی کی طرف لے جاتا رہا بلکہ بسا اوقات وہ خود جہنم کی طرف دوڑ میں شیطان سے آگے نکل گئے۔

کتنی بری بات ہے کہ ایک دشمن کا خیال اپنے دشمن کے بارے میں صحیح ثابت ہو:

﴿ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (سبا:۲۰)

”ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اس کی پیروی کی بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔“

انسان کے لئے یہ خراب بات ہے کہ اس کے بارے میں شیطان کا خیال صحیح ثابت ہو یعنی وہ اس دشمن کی اطاعت کرے اور اپنے رب کا نافرمان ہو جائے۔ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے جس کا بیان یا تصور ممکن نہیں' چنانچہ عراق اور دوسرے علاقوں میں ایسی بھی جماعت ہے جو اپنے آپ کو ”شیطان کے بندے“ کہتی ہے' بعض مصنّفین کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شیطان کی قسم کھاتے ہیں' کتنا تعجب خیز ہے ان کا یہ رویہ!

ہلاک ہونے والوں کی اکثریت سے دھوکہ نہ کھایا جائے

عقلمند انسان کو ہلاک ہونے والوں کی اکثریت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ اللہ کی میزان میں اکثریت کا کوئی اعتبار نہیں' اعتبار صرف حق کا ہے' خواہ حق پرستوں کی تعداد اقلیت میں کیوں نہ ہو۔

آپ بھی حق پرستوں میں شامل ہو جایئے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب' اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول مانتے اور جانتے ہیں' جو شیطان اور اس کے پیروکاروں کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور ان سے ہر طرح سے برسرپیکار ہیں' دل سے برا مان کر' زبان سے بول کر' ہاتھ سے لکھ کر' حق پر عمل کر کے' اور سب سے پہلے اللہ کے دربار میں سربسجود ہو کر اور اس کے دین پر عامل بن کر۔

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَاۤفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (البقرہ ۲۰۸۔۲۰۹)

"اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے جو صاف صاف ہدایات تمہارے پاس آ چکی ہیں اگر ان کو پا لینے کے بعد پھر تم نے لغزش کھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔"

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کرے جو پورے طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔